دیوان رضوی

یعنی

صدائے بخشش

از قلم

ادیب شہیر حضرت علامہ الحاج

محمد ادریس رضوی ایم، اے

شائع کردہ

امام احمد رضا فاؤنڈیشن کلیان (ایسٹ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوانِ رضوی

یعنی

صدائے بخشش

ادیبِ شہیر حضرت

مولانا الحاج محمد ادریس رضوی ایم، اے

رابطہ

Jamamasid,Patripool
P.O.Katemanewali
Kalyan 421306 Maharashta
Mobail:9869781566
Email:idris367@gmail.com

ناشر

امام احمد رضا فاؤنڈیشن کلیان (ایسٹ)

نام کتاب : دیوانِ رضوی "یعنی" صدائے بخشش

مصنف : محمد ادریس رضوی۔ موبائیل 09869781566

E-Mail.idris367@gmail,com

تصیح ونظر ثانی : جناب غلام مرتضی راہی، فتح پوری

بااہتمام : جناب سید یاسین علی قادری، پتری پُل کلیان۔ 09833500173

حسبِ فرمائش : مولانا مسعود رضا قادری کلیان، مولانا محمد کاشف رضا شاد مصباحی گل برگہ

: مولانا محمد قیصر علی مصباحی (ڈربن ساوتھ افریقہ)

: مولوی محمد جمال الدین، پتری پل، کلیان

صفحات : دوسو چالیس (۲۴۰)

تعداد : پانچ سو (۵۰۰)

قیمت : دوسو روپے۔ Rs:200

سال اشاعت : ۲۰۱۲ء

ناشر : **ناشر** امام احمد رضا فاؤنڈیشن کلیان (ایسٹ)

ملنے کے پتے

☆ سنی جامع مسجد، پتری پُل، کلیان ۴۲۱۳۰۶

☆ الجامعۃ الرضویہ، رضا نگر، بیل بازار کلیان ۴۲۲۳۰۱

☆ محمد کاشف رضا شاد مصباحی، دار العلوم رضائے مصطفےٰ، گلبرگہ۔ Mob.09902371231

☆ قادری بک ڈپو، نزد مدینہ مسجد، کیلاش نگر، امبرناتھ ویسٹ، ضلع تھانے 9970801538

☆ مولانا قیصر علی مصباحی Masjid,E,Khalid.17Moneda Avenue Moorton Chatsworth4092 Durban

☆ الجامعۃ القادریہ برکاتِ رضا، مہندرا نگر، جوشی، امبرناتھ ویسٹ۔ 9890168489

☆ ڈاکٹر محمد توصیف رضا، وحافظ وقاری محمد قمر رضا، رضا منزل، مدلمن، پوسٹ کروا، ضلع دربھنگہ (بہار)

فہرست

☆ ☆ ☆

انتساب

☆ امام الکلام الشاہ امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ العزیز کے نام

❖

☆ عارف حق، قطبِ زماں مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا قدس سرہٗ العزیز کے نام

❖

☆ مولانا مفتی ابو سہیل انیس عالم قادری (مفتی نیپال) رحمۃ اللہ علیہ کے نام

❖

مذکورہ بالا عظیم ہستیوں کے روحانی فیضان کا صدقہ ہے کہ راقم اس لائق ہو سکا!

❖

☆ عندلیب غزل جناب غلام مرتضیٰ راہیؔ صاحب کے نام

اگر غلام مرتضیٰ راہیؔ کی تحریک وتدبیر نہیں ہوتی تو راقم صاحب دیوان نہیں ہوتا۔

❖

☆ خیرِ خواہِ علماء دین جناب سید یاسین علی قادری صاحب کے نام

اس کتاب کی اشاعت میں آپ کی کوششیں شامل رہی ہیں۔

❖

☆ اپنے والدین کریمین کے نام جن کی شفقت وعنایت سے بندہ عاجز اس لائق بنا، اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے (آمین)

حضرت خواجہ علم و فن علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ
شیخ الحدیث دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور فیض آباد

کلماتِ دعائیہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

سخن سنجی و سخنوری کی روایت سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سال پُرانی ہے، اور بڑے بڑے لوگوں نے اپنے دل کے مدّعا کا اظہار اس کے ذریعے سے کیا ہے، شاعری کسی بھی چیز کے متعلق کی جاسکتی ہے اور لوگوں نے کی ہے، اس کا دائرہ محدود نہیں ہے، شاعروں کی طبع آزمائی سے کوئی شے نہیں بچی، ادنی و اعلیٰ، بیگمات و بلبل، تنور و تنویر، ثاقب و ثالث، جبل و جہاد، حاسد و حریص، خد و خال، درہم و دینار، ذکی و ذہین، رخسار و رقیب، سبو و ساقی، شامہ و شمیم، صاحب و صاحبہ، ضاحک و ضال، طارق و طارم، ظرافت و ظریف، عبادت و عیادت، غالب و غالی، فاسق و فاضل، قیادت و قیامت، کاذب و کاہن، گل و گلزار، لالہ رو و لالہ زار، مے و میکدہ، ناقوس و ناموس، وعدہ و وعید، ہزار و ہزارہ، ید سفلیٰ و ید طولیٰ، سب پر طبع آزمائی ہوئی، ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، لیکن ان سب میں افضل و اعلیٰ، برتر و بالا حمد و نعت ہیں، جن کے ذریعے سے دل کی باتیں عشقِ حقیقی کے ساز پر چڑھ کر، ایمان کے نور کے ساتھ عیاں ہوتی ہیں تو سننے والوں کا سویا ہوا عشق بھی زندہ ہو جاتا ہے، حمد و نعت کہنا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت، عاشقوں کی اطاعت، محبوں کی فرمابرداری اور چودھویں صدی کے مجدد

حضرت مولانا مفتی امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز کی پیروی ہے، جنہوں نے ہندوستان میں عشق رسول ﷺ کا چرچا کیا، عاشق صادق بن کر بتایا کہ عشق رسول اللہ ﷺ ایمان کا جز ہی نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

امام احمد رضا قدس سرہٗ کا عشق بڑا اعلیٰ، اونچا اور بلند تھا، اس بلندی کو پانا سب کے بس کی بات نہیں ہے، لیکن امام احمد رضا جیسے عاشق کے پیچھے پیچھے چلنا بھی خوش نصیبی کی بات ہے، پیچھے پیچھے چلنے والے خوش نصیبوں میں محترم مولانا محمد ادریس رَضوی صاحب بھی ہیں، ان کا دیون ''دیوانِ رضوی'' میں نے دیکھا، موصوف نے ''دیوان'' سے دو حمد یہ کلام پڑھ کر سنایا، میں نے سنا، محظوظ ہوا، عمدہ کلام ہے، سننے کے بعد ایمان و عشق کی لَو تیز ہو جاتی اور دل کی دھڑکنیں بڑھنے لگتی ہیں، موصوف نے جو کچھ کہا ہے دل سے کہا ہے، کلام انچ وپنچ اور نہ سمجھنے والی باتوں سے پاک ہے، ایسی شاعری شاعر کے لئے بھی سومند اور قارئین کے لئے بھی فائدہ مند ہوتی ہے، ایسی شاعری پڑھنے اور سننے سے ایمان کی کھیتی تازہ ہوتی رہتی ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی تڑپ کو زندہ اور ان کے دیوان کو محبوب ومقبول بنائے (آمین)

خواجہ مظفر حسین قادری رضوی

۷؍نومبر ۲۰۱۰ء شب ڈیڑھ بجے

کلیان (مہاراشٹر)

مبصر۔ نباضِ ادب علامہ سید شاہ یوسف حسینی کاملؔ صاحب

فرزند سجادہ نشیں کوکی شریف، فاضل، کامل، جامعہ نظامیہ حیدرآباد
صدر شعبہ عربی انجمن کونسل سائنس اینڈ کامرس کالج بیجاپور (کرناٹک)
9916202455-255786

منظوم تبصرہ ـــــ بر دیوانِ رضوی

یہ تبصرہ چونکہ منظوم ہے، مبصر اور شاعر کے کلام کا فرق بتانا ضروری ہے، اس لئے مبصر کے کلام سے پہلے ایک دائرہ میں مبصر اور شاعر کے کلام سے پہلے رضوی لکھ دیا گیا ہے، مبصر کا کلام صرف ایک بحر اور شاعر کا کلام مختلف بحروں پر مشتمل ہے۔ مبصر

خدا نام آغاز کرتا ہوں میں ۔۔۔ رقم دل کی آواز کرتا ہوں میں
بفیضِ محمد رسولِ (ﷺ) خدا ۔۔۔ یہ موقع مجھے اس طرح سے ملا
وہ منظورؔ احمد کہ دکنی ہے جو ۔۔۔ وہ آئے میرے ہاں بیجاپور کو

ا۔ڈاکٹر منظور احمد دکنی لکچرار شعبہ اردو گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ

مجھے اک مسوّدہ لاکر دیا ۔۔۔ بہ ایمائے رضوی انہوں نے کہا
لکھیں تبصرہ آپ اک مختصر ۔۔۔ حقائق پہ دیواں کے ہو منحصر
رہیں کچھ دنوں چند مصروفیات ۔۔۔ گذرتے رہے یونہی دن اور رات
پھر اک دن مبائل کی گھنٹی بجی ۔۔۔ جو دیکھا تو تو آواز اکبر کی تھی

ا۔ڈاکٹر عبدالحمید اکبر صدر شعبہ اردو و فارسی گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ

ملے مجھ سے وہ ان کے دیوان میں ۔۔۔ ہوئی آشنائی بس اک آن میں
وہ شاعر ہیں عاشق ہیں عزت مآب ۔۔۔ ہے دیوان ان کا بڑا لاجواب
لطائف کوائف سے معمور ہے ۔۔۔ حقائق معارف سے پُرنور ہے
وہ شاعر ہیں عاشق ہیں عزت مآب ۔۔۔ ہے دیوان ان کا بڑا لاجواب

بڑی ہی سلاست سے طے کردیئے فصاحت بلاغت کے سب مرحلے
ہراک صنعت میں ہیں طبع آزما ہیں مستی سے گویا نبرد آزما۔
ہراک بات قاری کو اپنی لگے کہ دیوان رضوی تو فطری لگے
نمائش نہیں خود پسندی نہیں کوئی شاعرانہ ہوس بھی نہیں
کہیں لن ترانی نہ کچھ لاغری کہ آمد ہی آمد کی ہے شاعری
زبان وبیان پر ہیں قادر کلام ہے رضوی کو میرے قلم کا سلام

رضوی

عشق پختہ ہوا کام عمدہ ہوا
خشک آنکھیں ہوئیں جام پیاسا ہوا
تیری محفل سے میں اٹھ کے تنہا ہوا

مبصر

لکھی بات رضوی نے دل کی لگی
ملی جام و پھر مٹی تشنگی
ہوا عشق رضوی کا پختہ ہوا
بھری بزم میں بھی وہ تنہا ہوا

رضوی

عشق تولاجواب ہے میرا سب سے عمدہ یہ خواب ہے میرا
آپ سے میں کہاں مخاطب ہوں اپنی جاں سے خطاب ہے میرا

مبصر

کوئی اور، نظروں میں جچتا نہیں
محبّ غیر سے بات کرتا نہیں
کرے عشق اپنی ہی جاں سے خطاب
کہ رضوی نے لکھا ہے ایسا نصاب

رضوی

ہے سفر سخت تر

کیا کرے اب بشر
شوق ہے موج پر
جاؤں میں اب کدھر
میرے رب رحم کر
کھول دے اپنا در
سر رکھوں تیرے در

مبصر

اگر عبد ہے پھر تو معبود ہو
ہو قطرہ اگر تو سمندر بھی ہو
تڑپ سجدہء شوق میں گر جو ہو
جبیں کے لئے سنگ در بھی تو ہو

رضوی

نہ آپ آتے نہ بزم سجتی، نہ راز کھلتا، نہ راہ ملتی
نہ عشق ہوتا، نہ اشک بہتے، نہ نعت پڑھتا سناسنا کر
نہ حمد ہوتی، نہ ذکر ہوتا، نہ جام پیتا، نہ مست ہوتا
نہ پھول کھلتے نہ گیت گاتا، زباں کو اپنی ہلاہلا کر

مبصر

محمد ﷺ کی صورت سا کوئی کہاں ازل سے ابد تک انہیں کا بیاں
انہیں کی وفا کو بنے دوجہاں وہی بزم ہستی کے ہیں این وآں
خدا نے جو لولاک ان سے کہا تو پھر راز تخلیق ہم پر کھلا

رضوی

فرش سے عرش پر ایک پل کا سفر
سدرۃ المنتہیٰ آج ہے زیر پا
لامکاں تک گذر آپ کی سربسر
خو خدا نے کہا آفریں مصطفےٰ ﷺ

دیکھ مجھ کو ذرا اب نہ پردہ رہا

مبصر

رُسل انبیاء ہیں سبھی معتبر ہے معراج تنہا انہیں کا سفر
کسی نے نہ پایا وہ پایا مقام علیہ الصّلوٰۃُ علیہ السّلام
ہراک آنکھ سے جو کہ چھپتا رہا اُسی نے کہا آفریں مصطفےٰ ﷺ
کوئی تجھ سے پردہ نہ اب کچھ رہا کہ آجا قریب اور میرے تو آ

رضوی

عدوئے محمد، محمد ﷺ کی عظمت پہ انگلی اٹھانے کی کوشش نہ کرنا
خدانے بنایا ہے ان کو بڑا ان کی رفعت گھٹانے کی کوشش نہ کرنا
خیالوں کو بدلو سرابوں سے نکلو حقیقت سے اپنی نگاہیں نہ پھیرو
شفاعت کے مالک محمد ﷺ کو تم اپنے جیسا بتانے کی کوشش نہ کرنا

مبصر

جو ہستی میں ان کی کرے کسرِ شاں
وہ گستاخ ہی کی تو ہوگی زباں
ہے بے مثل بے شک وہ ذاتِ نبی ﷺ
کسی طرح کی بھی نہ تھی کچھ کمی
کیا رب نے محبوب جس ذات کو
تو کیا کچھ نہ دے گا وہ اُس ذات کو
بلندی کے تھے جس قدر بھی مقام
خدانے کیئے بے گماں ان کے نام
جو رب کے خزانے میں تھیں نعمتیں
نچھاور کیا ان پہ سب عظمتیں
فضائل جو سب انبیاء کو دیئے
اُس اک ذات میں سب جمع کردیئے
نبوت عطا کی رسالت عطا کی

قیامت کی اُن کو شفاعت عطا کی
ہو کیسے بھلا ان کے جیسا کہیں
خدا نے جب اُن سا بنایا نہیں
بشر ہیں مگر سب سے افضل بشر
بزرگی میں بعدِ خدا معتبر
خدا بھیجتا ہے جب اُن پر سلام
کرے عظمتوں پر کوئی کیوں کلام

رَضوی

تجھ کو کیسے بھول جائے تیرا بندہ اے حسین ہو چکا ہے نام تیرا دل پہ کندہ اے حسین
خوب ہے دلکش ہے جامع دلربا سجدہ تیرا اس سے بہتر اب نہ ہوگا کوئی سجدہ اے حسین

مبصر

شہیدوں کا ہے بے شک وہی ہے امام حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام
بچانے کو ناموسِ دینِ خدا اکیلا وہ کربل کا رستہ چلا
جو دیکھا چمن کو جھلستا ہوا وہ خونِ حلق کی نمی دے گیا
زمیں کی جبیں پر نشاں کر گیا وہ اک سجدہ ایسا ادا کر گیا

مبصر

مضامین رَضوی نے باندھے بہت ہے دیوان ان کا مفصل بہت
کروں تبصرہ کیسے ہر بات پر بیاں کردیا اس لئے مختصر
مبارک ہو رَضوی کو دیوان یہ کہ ان کے قلم کی ہے جولان یہ
دعا ہے یہ کامل کی میرے خدا ہو رَضوی کو لکھنے کا موقع عطا

☆☆☆

آبروئے قلم محترم پروفیسر مجید بیدار صاحب
صدر شعبۂ اردو، جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد

تحسین شناسی

اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کے بعد کسی انسان کی اگر کوئی متاعِ عزیز ہو سکتی ہے تو وہ بلاشبہ حُبِ رسول ہے جس کے بغیر نہ تو دین مکمل ہوتا ہے اور نہ ہی ایمان کی تکمیل ممکن ہے۔ کسی انسان کی محبت کو جانچنا اور اُس کے دل میں چھپے ہوئے عشق کو تلاش کرنا سخت دشوار ہے اور یہ بھی خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہے کہ اُس نے انسان کو حیوانِ ناطق بنا کر اظہار کے توسط سے اُس کے دل میں چھپی ہوئی محبت کو جانچنے کا سلیقہ بخش دیا۔ ہر مسلمان اپنے دل میں پیغمبرِ اسلام کی محبت کو جاری وساری رکھنا چاہتا ہے لیکن یہ وصف اظہار کے توسط سے اگر کسی کی زبان سے ادا ہو سکتا ہے تو بلاشبہ شاعر کی زبان ہی وہ بہترین وسیلہ ہے جس کے توسط سے حُبِ نبوی کی تپش وحرارت کو نہ صرف محسوس کیا جا سکتا ہے بلکہ اُس کے توسط سے پڑھنے اور سننے والوں کے دلوں میں بھی آتشِ عشق کی سوزش محسوس کی جا سکتی ہے اِسی لیے عشقِ نبوی کے اظہار کو شاعری میں بیان کرنے والے انسانوں کو اعلیٰ علیین میں جگہ کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔
اردو شاعری میں نعت گوئی ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے توسط سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ ریزیوں کو ایک شاعر اہتمام کے ساتھ بیان کرتا اور اپنی دلی کیفیت کو لفظوں کی بندشوں سے وابستہ کر کے ایسا ماحول پیدا کرتا ہے کہ جس کی وجہ سے حُبِ نبوی کے شرارے تیز ہونے لگتے ہیں اِسی لیے نعت گوئی کو مذہبی شاعری میں اعلیٰ مقام ومرتبہ حاصل ہے۔ بلاشبہ ایسے شاعر جو نعت کے توسط سے پیغمبرِ اسلام کی مدحت کا حق ادا کرتے ہیں وہ نہ صرف دنیا میں سُرخرو ہونگے بلکہ آخرت میں بھی اُن کی نجات کا سامان میسر آئے گا۔ سرزمینِ ہندوستان میں اردو زبان کے آغاز سے ہی نعت گوئی کے وصف کو پروان چڑھانے والے شاعروں کا ایک اہم قافلہ دکھائی دیتا ہے اور اُس قافلے میں شامل ہونے والے عصرِ جدید کے شاعروں میں محمد ادریس رَضوی کا بھی شمار ہوتا ہے جو بلاشبہ سرزمینِ بہار کے علاقے دربھنگہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اپنی پاکیزہ فطرت اور نکھری ہوئی صلاحیت کی وجہ سے دینی مدرسے کے عالم اور مذہبی تعلیم

سے وابستہ ایک ایسے شاعر ہیں جنھوں نے ریاست مہاراشٹرا کے کلیان علاقہ میں سکونت اختیار کر کے نہ صرف اپنی مذہبی تعلیم کی تکمیل کی بلکہ میسور یونیورسٹی سے ایم۔اے اردو کا امتحان بھی کامیاب کیا۔ وہ نہ صرف حافظ وقاری ہیں بلکہ فارسی کے بھی مزاج داں ہونے کے علاوہ مفتی اعظمِ ہند مصطفیٰ رضا نوری سے بریلی شریف کے واسطے سے بیعت کا سلسلہ بھی رکھتے ہیں۔غرض دربھنگہ کے الحاج محمد منیف کے صاحبزادے محمد ادریس نے ۲۰ر جولائی ۱۹۵۸ء میں آنکھ کھولنے کے بعد مسلسل دین کی خدمت کو اپنا رویہ بنا کر جس انداز کی شاعری کی اُسے بلا شبہ حدائقِ بخشش کا وسیلہ قرار دیا جاسکتا ہے، چنانچہ انہوں نے اب تک جتنے شعری مجموعے شائع کیے انہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے استفادے کے نتیجے میں نغماتِ بخشش، وسیلۂ بخشش اور سبیلِ بخشش کے عنوانات سے شائع کیا اس طرح محمد ادریس رضوی کی شاعری نہ صرف اُن کی اپنی فکر کا نتیجہ ہے بلکہ اُس پر حضرت امام رضا خاں بریلوی کی عشقیہ کیفیت اپنی نور افشانیاں کرتی نظر آتی ہے۔غرض محمد ادریس رضوی نے اپنے دیوان کو جہاں "دیوانِ رضوی" یعنی "صدائے بخشش" کا عنوان دے کر یہ ثابت کردیا ہے کہ رضوی کا دیوان جو نعتیہ خیالات سے معمور ہے وہ نہ صرف صدائے بخشش کا کام انجام دے گا بلکہ اسی کے توسط سے شاعر کو روحانی سکون حاصل ہوگا چنانچہ آج کے دور کا مسلمان خود کو روحانی مسرت اور بصیرت سے آراستہ کرنا چاہتا ہے تو اُسے بلاشبہ "صدائے بخشش" یعنی دیوانِ رضوی کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اس دیوان میں محمد ادریس رضوی نے نعتیہ افکار کے ایسے گلشن سجائے ہیں کہ جن کے مطالعے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر نے خداداد صلاحیتوں کے استعمال کے لیے شاعری کو وسیلے کے طور پر استعمال کیا ہے، اُن کی فکر کی بلندی اور شاعری پر دسترس نہ صرف شعر گوئی سے ہم آہنگ کرتی ہے بلکہ اندازہ ہوتا ہے کہ خدا نے ایک انسان کی شکل میں محمد ادریس رضوی کو اُن تمام صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا ہے جو بلاشبہ تقدیسی شاعری کا اہم وسیلہ ہے اور نعت کے توسط سے محمد ادریس رضوی نے جاں نثاری کا حق ادا کر کے یہ ثابت کردیا ہے کہ اُن کا دیوان نہ صرف رضا کا پیام ہے بلکہ اس سے بخشش کی صدا بھی بلند ہوتی ہے۔

تقدیسی شاعری کے لیے کسی بھی صنف اور رویے کی پابندی نہیں بلکہ شاعر اپنے خیال کو پیش کرنے کے لیے ہر قسم کی روش کو اپنی شاعری میں جگہ دے سکتا ہے لیکن اس بات کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ ایسی شاعری کے دوران تقدس پامال نہ ہو اور لفظوں کے در و بست سے بلند

خیالی کے علاوہ دل بستگی اور وجد آفرین خیالات کی نمائندگی ہوتی رہے۔ محمد ادریس رضوی کی نعتیہ شاعری کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے غزل کی ہیئت میں ہی نہیں بلکہ مسدس اور دوسری ہیئتوں میں بھی نعتیں لکھی ہیں لیکن جس شدّتِ روانی کے ساتھ اُن کی نعت دل پر تاثر چھوڑنے کا حق ادا کرتی ہے یہ انداز بہت کم شاعروں کے کلام میں دکھائی دے گا۔ برجستگی اور روانی محمد ادریس رضوی کی شاعری کی امتیازی خصوصیت ہے اور انہوں نے دیوان کو سجانے کے لیے تمام حروفِ تہجی کا استعمال کرتے ہوئے رواں بحروں اور سادہ الفاظ کے توسط سے ایسی دل کی دنیا سجائی ہے کہ جس کا کوئی مول نہیں۔ طویل بحروں کے علاوہ مختصر بحروں میں بھی نعتیہ کیفیات کو پیش کرنے کا سلیقہ محمد ادریس رضوی کو خوب آتا ہے، خیال کو جس روانی کے ساتھ وہ لفظوں میں پرو کر شاعرانہ خصوصیات سے مالا مال کرتے ہیں اس قسم کی خصوصیت بہت کم شاعروں میں دیکھی جاتی ہے۔ محمد ادریس رضوی کی شاعری کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے بیجا تراکیب اور حُسن کاری کے علاوہ شعری صنعتوں کے استعمال سے اجتناب برتتے ہوئے رواں اور عام الفاظ کے توسط سے ایسی نعتیہ شاعری کی بنیاد رکھی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مدحتِ رسول کے لیے خدا نے اُن کی شعری لفظیات کو مختص کر دیا ہے اور جس روانی کے ساتھ وہ لفظوں میں کیفیت کو پیوست کرتے ہیں اُس کی خصوصیت پُر گو شاعروں میں بھی ملنی مشکل ہے۔ چھوٹی بحروں میں بھی اس قدر رواں اور جامع شعر نعتیہ خصوصیات کے ساتھ نمایاں کیے ہیں کہ بلا شبہ محمد ادریس رضوی کی شاعری پر دل و دماغ عش عش کرنے لگتے ہیں۔ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا بھرپور استعمال اگر کسی نے اپنے نطق کے ذریعے کیا ہے تو بلاشبہ وہ محمد ادریس رضوی ہیں اور اُن کی نعتیہ شاعری میں تکرارِ لفظی سے جو حُسن پیدا ہوتا ہے اُس کی مثال بھی کسی دوسرے شاعر کے کلام سے پیش کرنا سخت دشوار ہے۔ ایک یا دو لفظ سے محبت کے جذبے کو لبریز کر کے وہ جس انداز سے کیفیاتی فضا پیدا کرتے ہیں اُس کے لیے اُن کی نعت کے چند شعر پیش ہیں:

آرزو، آرزو، آرزو، آرزو — تو ہی تو، تو ہی تو، تو ہی تو، تو ہی تو
آبرو، آبرو، آبرو، آبرو — میری تو، میری تو، میری تو، میری تو
روبرو، روبرو، روبرو، روبرو — گفتگو ، گفتگو ، گفتگو ، گفتگو
ہے یہی میرے دل کی سدا آرزو — میرے ھو، میرے ھو، میرے ھو، میرے ھو

اس نعت میں شاعر نے لفظوں کے دروبست کے ذریعے جس قسم کی کیفیاتی فضا تیار کی

ہے اُس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔شاعر کو نہ صرف اپنے جذبے پر بلکہ شاعری پر اس قدر قابو ہے کہ وہ ہر لفظ کی تکرار سے کیفیاتی فضا پیدا کرنے کا سلیقہ رکھتا ہے تب کہیں جا کر شاعری میں دل گرفتگی پیدا ہوتی ہے۔اُن کی نعت کے ان چار اشعار سے خود اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ روحانی طور پر جس بندے کو اللہ تعالیٰ بلندیوں تک پہنچاتا ہے اسی کی زبان سے اس قسم کے الفاظ کی ادائیگی ممکن ہے ورنہ لفظوں کے توسط سے کیفیت کو سمیٹنا ایک مشکل کام ہے، یہ جذبہ خدا کی ذات سے جس کو عطا ہو جائے اُس کی زبان اور شاعری ہی نہیں بلکہ اس کی شخصیت بھی پاک اور مطہر ہو جاتی ہے۔ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر نے ایک ایک لفظ کو باوضو کر کے انہیں صف میں کھڑا کر دیا ہے، یہ امتیازی خصوصیت محمد ادریس رَضوؔی کی نعتیہ شاعری کی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ جذبے میں ڈوب کر شعر کہتے ہیں جس کی وجہ سے پڑھنے اور سننے والے پر وجد آفریں کیفیت طاری ہوتی ہے اور ہر شعر آنکھوں اور کانوں کے توسط سے دل میں اُتر کر کیفیاتِ دلی کو بدلنے کی صلاحیت سے مالا مال نظر آتا ہے اور یہ ایسی خصوصیت ہے جو بلا شبہ اللہ تعالیٰ جس کے مقدر میں لکھنا چاہتا ہے وہی اسمِ اعظم کا علمبردار ہو جاتا ہے۔

محمد ادریس رَضوؔی نے نئے نئے قافیے اور ردیف میں لفظوں کی تکرار کے توسط سے حُسن کاری کا نیا انداز پیش کیا ہے اور یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے لفظوں کے ذریعے شاعری نہیں کی بلکہ کیفیاتِ دلی کو لفظوں میں پرونے کا کارنامہ انجام دیا ہے، یہ کیفیت نہ صرف طویل بحروں والی نعتوں میں اپنا اثر دکھاتی ہے بلکہ مختصر بحروں والی نعتوں میں بھی اس قسم کی کیفیت کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔لطف کو دوبالا کرنے کے لیے طویل بحر کی ایک نعت کے چند اشعار پیش ہیں:

گنہ کو اپنے مٹا رہا ہوں، نظر میں روضہ بسا بسا کر
ادب سے سر کو جُھکا رہا ہوں جبین میں سجدے سجا سجا کر
حبیبِ اکبر، نبیِ اکرم، طبیبِ افضل، امامِ مُرسل
صدا سے پہلے ،گدا کو دیتے ہیں لعل وگوہر اُٹھا اُٹھا کر
خدا کے دلبر، غریب پرور، ہمارے سرور، جہاں کے رہبر
دکھا رہے ہیں ، خدا کا رستہ، سبھی کو اپنا بنا بنا کر
خدا کے بندے، نبی کی اُمت، پکڑ لو دامن، نبی کا اپنے
دلا رہے ہیں، ارم کی منزل، خدا کو اپنے منا منا کر

نہ آپ آتے، نہ بزم سجتی، نہ راز کھلتا، نہ راہ ملتی
نہ عشق ہوتا، نہ اشک بہتے، نہ نعت پڑھتا سُنا سُنا کر

بحرِ طویل میں کیفیاتی فضا کو تعمیر کرنے کے لیے شاعر نے پہلے مصرعے میں مدحتِ رسول کے لیے جن القاب کی مکمل صورت گری اور معنویت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اظہار کی نئی بندش کا وسیلہ اختیار کیا ہے اُس سے خود اندازہ ہوتا ہے کہ حُبِ رسول کو ہر قسم کی شعری روش میں نمایاں کرنے کی صلاحیت شاعر میں بدرجۂ اتم موجود ہے اور وہ عشقِ نبوی میں اس قدر سرشار ہے کہ اُس کے شعر میں شامل ہونے والا ہر لفظ عشقِ نبوی کی کیفیت سے مالا مال ہو کر معنویت کی ایک نئی دنیا سجاتا ہے اور اس قسم کی خاص کیفیت محمد ادریس رَضوؔی کی نعتیہ شاعری میں محسوس کی جاسکتی ہے۔

غزل کے لب و لہجے میں نعت لکھ کر مدحِ محمدی کا حق ادا کرنا محمد ادریس رَضوؔی کی فطرت میں شامل ہے۔ ''دیوانِ رضوی'' کا لکھا ہوا تمام کلام حروفِ تہجّی کی نمائندگی کرتا ہے اور تمام تر شاعری عشقِ نبوی سے مالا مال ہے، اِس کے علاوہ قطعات اور رباعیات میں بھی شاعر نے حُبِ نبوی کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ منقبتی انداز بھی اختیار کیا ہے۔ غزل کی زمین کو نعت کے لیے مختص کرنے کا رجحان اردو شاعری میں کوئی نیا نہیں اور قدماء کے دور سے ہی یہ روایت چلی آرہی ہے لیکن محمد ادریس رَضوؔی نے دور کنی اور سہ رکنی لفظوں کے ذریعے بھی نعت کا ایوان سجا کر فنِ نعت پر اپنی گہری دسترس کا ثبوت فراہم کیا ہے، اس کے علاوہ اُن کی نعتیہ شاعری کی خوبی یہ ہے کہ نئے نئے انداز کے قافیوں کے توسط سے دلی جذبات کی نمائندگی پر انہیں پورا کمال حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی نعتیں کیفیاتی فضا کو نمایاں کرنے کا وسیلہ بن جاتی ہیں۔ نئی نئی ردیفوں میں نعتیہ شعر کہہ کر روحانی دنیا کو آباد کرنے کا خصوصی وصف محمد ادریس رَضوؔی کی شاعری میں نمایاں نظر آتا ہے، اس کی نمائندگی کرنے کے لیے ردیف کی معنویت سے بھرپور ایک نعت کے چند اشعار پیش ہیں:

سدا سے یہ کہتی صدا ہے کسی کی — تری جستجو میں فنا ہے کسی کی
ترے در پہ تجھ کو منانے چلی ہے — جھکا کر نگاہیں دُعا ہے کسی کی
مرے سامنے سے گذر جو گئی ہے — دِکھا کر چمک کر ادا ہے کسی کی
نہ پردہ اُٹھاتا نہ ہوتا فدا میں — محبت میں میری رضا ہے کسی کی

دُعا میری مقبول ہوگی یقیں ہے بھروسا دلاتی ولا ہے کسی کی
مری جان، میری نظر، میرے دل کو منور جو کرتی ضیا ہے کسی کی

غزلیہ انداز کے عاشقانہ رنگ کو نعت میں بیان کر کے کیفیاتی فضا فراہم کرنے کا جو انداز ان اشعار میں نمایاں ہوتا ہے وہ بلا شبہ محمد ادریس رضوی کی بنیادی خصوصیت ہے۔ وہ جہاں طویل بحروں کے ذریعے نعت گوئی کا حق ادا کرتے ہوئے دلی کیفیات کا اظہار کرتے ہیں وہیں مختصر بحروں میں بھی نعت کے لوازمات کو پیش کرنے کے حُسن سے پوری طرح واقفیت رکھتے ہیں۔ طویل بحر میں اُن کی ایک نعت کے چند اشعار پیش ہیں جن کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ محمد ادریس رضوی نے استفادے کی گنجائش کو بھی اپنی نعتیہ شاعری میں برقرار رکھا ہے۔

چمکتے ہوئے مہر نے آسماں سے زمیں پر جو دیکھا سویرے سویرے
تو دل کو جُھکا کر نظر کو گرا کر نبی کو پکارا سویرے سویرے
زمیں سے زماں تک، مکیں سے مکاں تک، فلک سے مَلک تک، یہاں سے وہاں تک
سبھی کہہ رہے تھے بشکلِ محمد یہ جلوہ ہے چمکا سویرے سویرے
بدی کی گھٹا منہ چُھپا کر کھڑی تھی، جفا بھی سہم کر کہے جا رہی تھی
محمد کی آمد نے سب کو بچایا، جہاں کو سجایا سویرے سویرے

فضا بندی اور نعت کے توسط سے طویل بحر کو نبھانے کا جو انداز ''دیوانِ رضوی'' کا خصوصی وصف ہے وہ بہت کم شاعروں کے کلام میں دکھائی دیتا ہے۔ محمد ادریس رضوی نے دو رکنی اور سہ رُکنی تراکیب کے ذریعے بھی نعت کے گلشن کو سجایا ہے چنانچہ ایک نعت جو دو ارکان پر مشتمل اور آخری رُکن کو مردّف بنا کر شاعر نے فن کی جس گہرائی کو پیش کیا ہے اُس کی گہرائی اور گیرائی کے بیان کے لیے دو رُکنی نعت کے اشعار بطورِ نمونہ پیش ہیں۔

ہے چمن اپنا من
کہہ نہ اب بے وطن
خوب ہے تن میں دھن
جانِ جاں میرا من
پاک ہے سارا تن
رکھتا ہے حُسنِ ظن

پاک سب فکر و فن
تیری ہی ہے لگن
ہے دُعا جانِ من

لفظوں کے توسط سے محمد ادریس رضوی نے نعت کے ذریعے سے پیکر کو پیش کرنے اور اُسے ڈھالنے کا اہم کارنامہ انجام دیا ہے۔ اُن کے دیوان میں شامل کن کن محاسن کا ذکر کیا جائے اور کون کون سی شاعرانہ خوبیوں کو پیش کیا جائے۔ غرض یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ محمد ادریس رضوی نے ''صدائے بخشش'' خود نہیں لکھی بلکہ خدا نے اُن کی زبان سے یہ اشعار خود کہلوائے ہیں یہی وجہ ہے کہ ''دیوانِ رضوی'' کا ہر شعر آمد ہی آمد کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس قسم کے خوب صورت نعتیہ شعری دیوان پیش کرنے کے لیے نہ صرف محمد ادریس رضوی کو مبارک باد پیش کی جانی چاہیے بلکہ اُن کے خیالات کا احترام بھی کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ خیالات لفظوں و معنی کی سطح پر اسی وقت اُبھرے ہیں جب کہ خدائے رب العزت کی جانب سے انہیں توفیق عطا ہوئی ہے۔ غرض اُن کے شعری مجموعے کو جو دیوان کی شکل میں شائع ہو رہا ہے اُسے توفیقِ خداوندی کا درجہ دیتے ہوئے یہ توقع کی جاتی ہے کہ نہ صرف اس کا استقبال کیا جائے گا بلکہ اس کے مطالعے کے ذریعے روحانی دنیا کو منور اور معطر کرنے کی کامیاب سعی کی جائے گی۔ غرض ان کلمات کے ذریعے محمد ادریس رضوی کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے اُن سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ ضرور بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہو کر ہدیۂ تشکر پیش کریں کہ خداوندے قدوس نے انہیں پاک وصاف اور ستھرے خیالات کو پیش کرنے کی دولت سے مالا مال کیا ہے اور یہ ایسی دولت ہے جو نہ صرف آخرت کا سامان ہے بلکہ بخشش کا ذریعہ بھی ہے۔ غرض شاعر نے جو صدائے بخشش لگائی ہے اُس سے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس آواز کو بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت کا درجہ حاصل ہو چکا ہے اور توقع ہے کہ اس کے مطالعے کے ذریعے قارئین بھی صدائے بخشش کی باریابی کا موقع فراہم کرلیں گے۔

پروفیسر مجید بیدار

۱۷ اپریل ۲۰۱۱ء بروز: اتوار

صدر شعبۂ اردو، جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد

کوکب قلم ڈاکٹر منظور احمد دکنی صاحب
گلبرگہ یونیورسٹی، گلبرگہ شریف

دیباچہ

دورِ جدید میں تقدیسی شاعری میں مولانا ادریس رضوی نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ مولانا کو تقدیسی شاعری سے زیادہ لگاؤ رہا ہے اور وہ اس کے اداشناس بھی ہیں۔ تقدیسی شاعری خالص محبت والفت کی شاعری ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی سے قلب کو سکوں و قرار ملتا ہے یہ مدحت کا ایسا چراغ ہے جس کی ضیا سے ایک انسان کا دل ہی منور نہیں ہوتا بلکہ انسانی معاشرہ بھی منور ہونے لگتا ہے۔

مولانا ادریس رضوی نے اگرچہ ''دیوان رضوی'' بنام ''صدائے بخشش'' میں حمد، نعت، اور منقبت جیسی اصنافِ سخن کو مسدس، مخمس، نظم، قطعہ کی مختلف ہیتوں میں پیش کیا ہے تاہم غزل کے فارم میں زبان کا مخصوص لب ولہجہ اپناتے ہوئے ایک ایسا اُسلوب تشکیل دیا ہے جس میں دل کشی ہے اور انفرادیت بھی۔ اُن کے طرز میں وارفتگی و دلبستگی کا جذبہ کارفرما ہے چنانچہ وہ جذبات واحساسات کے اظہار میں اعتدال اور توازن کا دامن نہیں چھوڑتے بلکہ عشق کی جامع تصویر سلیقے سے پیش کرنے کا ہنر بھی جانتے ہیں۔

مولانا کے یہاں شاعری کا شعور وادراک نمایاں ہے طبیعت میں موزونیت کے باوصف ان کے یہاں شعری حسن موجود ہے۔ شاعر کے افکار ونظریات پر جس ماحول کا اثر ہوتا ہے اسی کا اظہار اپنے فن پارے میں بھی کرتا ہے۔ تصوف، روحانیات اور عرفانی کیفیات سے گہری وابستگی نے ان کے ذہن وقلب کو عقیدت اور پاکیزگی سے مملو رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ ربُ العالمین کی حمد وثنا کرتے ہیں تو نیازمندانہ التجا کا دلکش نظارہ پیش کرتے ہیں اور جب رحمتہ للعالمین کی سیرت وکردار کی عکس بندی کرتے ہیں تو اس کے ہر منظر میں مدحت وعقیدت کا عکس واضح نظر آتا ہے۔ عام طور پر عقیدت کی شاعری میں مبالغہ کا پہلو در آتا ہے مگر مولانا اپنے عقیدے کے اظہار میں توازن کو برقرار رکھا ہے۔ موصوف، قرآن وحدیث میں جو وحدت ومدحت کی باتیں پڑھی ہیں انہیں شعری جامہ پہنایا ہے۔ کسی بھی صنفِ سخن کو باوقار اور بااثر بنانے کے لئے صنائع وبدائع سے کام لیا جاتا ہے اور ان شعری صنعتوں کے استعمال

سے شاعری فصاحت و بلاغت کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے جس کے باعث اشعار کا اثر زیادہ ہو جاتا ہے۔ مولانا نے بھی اپنے جذبات و احساسات کو اثر دار بنانے کے لئے اس فن کا بحسنِ خوبی استعمال کیا ہے۔

اگرچہ کسی شاعر کی تمام تخلیقات ایک ہی معیار کی نہیں ہوتیں اور مولانا کا کلام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے تاہم جب کسی شاعر کے مقام و مرتبہ کا تعین کرنا مقصود ہو تو اس کی بہترین تخلیقات کے انتخاب کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے لہذا مولانا ادریس رَضوی کے منتخب کلام کو سامنے رکھتے ہوئے اُن کے فکر وفن کی ایک جھلک مندرجہ ذیل اشعار میں دیکھی جا سکتی ہے:

حرف، نقطہ، سطر سدا تیر دشت و صحرا، شجر سدا تیرا

ہر جگہ تو ہی تو ہے تو ہی تو میں کہاں ہوں بتا نہیں سکتا

تابِ گل، حسنِ گل، صفاتِ گل میرے گل کی ہر اک ادا لے جا

ہر خوشی لوٹ کر آئے گی پھر اِدھر بخت ہے اوج پر ہے عطا ہے عطا

شیث و موسیٰ، ھود و عیسیٰ کی جبیں نور کا ہالہ ہے آقا آپ ﷺ کا

منھ چھپائے کیوں کھڑی ہے تیرگی دیکھ لے آنکھوں سے جلوہ نور کا

امتحاں عشق کا میرے دل نے دیا کچھ ادا، کچھ خطا، کچھ قضا ہو گیا

نواسہ ہوں رسول اللہ کا بیٹا ہوں حیدر کا
خدا کے دین کی خاطر چلا آیا مَیں لے کر

نقابِ رخ اٹھانے کی نہیں مجھ میں ذرا ہمت

رہا خاموش قدموں میں کھڑا تو قیر ہی جانا

حسیں صورت، حسیں راتیں، حسیں محفل، حسیں باتیں
قیامت کر گئی برپا مگر تقدیر ہی جانا

فاطمہ کا چمن زرد سا ہوگیا
خلد کا پھول تھا جو فنا ہوگیا

بہرکیف اچھی شاعری ہر زمانے اور اس سے وابستہ فکر و جذبہ سے سرشار ہوتی ہے۔ مولانا ادریس رضوی کا دیوان منفرد ٹریٹ منٹ، صالح اقدار و افکار اور فکری و فنی پختگی کی بدولت اہلِ علم و ادب سے دادِ تحسین طلب کرتا رہے گا۔

ڈاکٹر منظور احمد دکنی

بتاریخ: ۲۱ر مئی ۲۰۱۱

شعبہ اردو و فارسی، گلبرگہ یونیورسٹی، گلبرگہ

کلامِ رضوؔی پر علماء، دانشوروں، مفکروں، نقادوں اور شعرا حضرات کے

خیالات

گذشتہ دو دہائیوں سے اردو زبان و ادب کی مختلف النوع اصناف سخن پر جن اہل قلم حضرات نے جنون کی حد تک دلچسپی لیتے ہوئے گیسوئے ادب کو سنوارا و نکھارا ہے ان میں مولانا محمد ادریس رضوؔی کا نام اپنی نعتیہ شاعری کے حوالے سے قدرے نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے وہ فنِ شاعری اور اس کے التزام سے بخوبی واقف ہیں، عروض محاسنِ شعری کے لئے آبِ حیات کا درجہ رکھتا ہے اس کے بغیر کلام میں لطافت و نزاکت ممکن نہیں اور وہ اثر انگیزی اور نغمگی جو ردیف و قوافی کے التزام سے اشعار میں پیدا ہوتی ہے جس کے سبب بسا اوقات فقط ایک ہی شعر کئی صفحات پر محیط فن پارۂ نثر پر بھاری ہو جاتا ہے وہ اسی عروض کی دَین ہے، جس پر مولانا کی مضبوط گرفت ہے (جناب وصیل خان، گروپ ایڈیٹر روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی، ۱۲ر ستمبر ۲۰۰۸ء۔ ص ۱۱)

❁❁

تمام تضمین نگاروں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ جس شاعر کے کلام پر تضمین کرنی ہو پہلے بغور اس کا مطالعہ کیا جائے، کلام کے حسن، فن کی گہرائی کے دریا میں غوطہ زن ہو کر شاعر کی شاعرانہ اور عاشقانہ عقیدتوں کی تہہ تک اترنے کی کوشش کی جائے تا کہ لہجے میں یکسانیت اور مفہوم میں مطابقت کی کہکشاں جھلملانے لگے، ہمارے بزرگ شعرا میں حضرت سعدی، حضرت عرفی، حضرت قدسی، حضرت حافظ شیرازی اور حضرت جامی علیہم الرحمہ کے عشق افروز کلاموں پر بہت سے قادر الکلام شعراء نے تضمین کی ہے، جس کا مطالعہ اس حقیقت کے بند دریچوں کو وا کرتا ہے کہ جب تک اصل کلام کے لہجے، اسلوب اور آہنگ سے تضمین کے مصرعے مطابقت نہ کریں اس وقت تک نہ تو تضمین کا حق ادا ہوتا ہے اور نہ ہی تضمین میں حسن معنوی و صوری کے جلوے نظر آتے ہیں، اس تناظر میں دیکھئے تو حضرت مولانا محمد ادریس رضوؔی نے اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے کلام کو تضمین کے لے منتخب فرما کر بات واضح کی ہے کہ ان کی وسعت قلبی میں اعلیٰ حضرت

کا عشق کس شکوہ کے ساتھ انگڑائی لے رہا ہے اور موصوف نے امام احمد رضا کی جن نعتوں کو تضمین کے لئے پسند کیا ہے ان کا مطالعہ کتنی توجہ، لگن اور خلوص کے ساتھ فرمایا ہے (نباضِ ادب حضرت مولانا محمد قاسم حبیبی صاحب، نغماتِ بخشش، ص ۹)

❀❀

شاعر اگر دل گداختہ پیدا کرے تو ان کے اشعار میں سوز وگداز، درد والم کی کیفیت کا ہونا ناگزیر ہو جاتا ہے، دعا ومناجات، قلبِ حزیں ودل گداختہ کی اس مخصوص کیفیت سے عبارت ہے جو لبوں پر آکر جنبش کرتی ہے، جو کبھی آواز کی شکل اختیار کر لیتی ہے، کبھی سسکیوں میں ڈھل جاتی ہے، اس مجموعہ میں موصوف کی وہی سوزِ دروں کی آواز ہے جسے شعری لباس پہنا دیا گیا ہے (مفکر ملت علامہ مفتی منظر حسن قدیری، وسیلۂ بخشش، ص ۱۴)

❀❀

مولانا محمد ادریس رضوی کی ہمتِ مردانہ اور جرأتِ رندانہ کی جس قدر داد دی جائے کم ہے، پانچ سال کی مدت شاعری ہی میں پہاڑ کی بلندی کو سر کرنے کی کوشش کی اور بہت حد تک کامیاب بھی ہوئے (استاذ الشعراء علامہ مصطفیٰ رضا شبنم کمالی، وسیلۂ بخشش، ص ۱۶)

❀❀

''نغماتِ بخشش'' کو متعدد جگہ سے پڑھا، ادب وعشق کی چاشنی سے لطف اندوز ہوا، تضمین میں کلامِ رضا کے جلوے جھلک رہے ہیں (حضرت مفتی اشرف رضا صاحب، نغماتِ بخشش، ص ۱۱)

❀❀

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل حضرت مولانا ادریس رضوی صاحب کے قلم حق رقم میں مزید طاقت وقدرت عطا فرمائے اور ان کے اس شعری لوازم کی خدمات کو درجۂ قبولیت عطا فرمائے اور ہم کو ان کے اِس عظیم فنی کارنامے کے مطالعے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین بجق طٰہٰ ویٰسین (پروفیسر ڈاکٹر کے محمد عبد الحمید اکبر ایم اے۔ پی ایچ ڈی......... صدر شعبۂ اردو وفارسی، گلبرگہ یونیورسٹی، گلبرگہ، کرناٹک، کلام راہی اور صنائع وبدائع، ص ۱۲)

❀❀

سبیلِ بخشش میں مولانا نے حضرت حسن رضا بریلوی، علامہ عبد العلیم آسی، مولانا امام

احمد رضا بریلوی اور مولانا مصطفیٰ رضا نوریؔ صاحبان کے کلام پر تضامین پیش کی ہیں، اردو میں تضمین نگاری کی روایات خاصی توانا ہے گو کہ یہ ایک مشکل فن ہے کیوں کہ اس میں تضمین نگار شاعر کی ذہنی سطح تک پہنچ کر مصرعوں پر مصرعے لگاتا ہے جس سے پیوند کاری کا شائبہ تک نہیں ہوتا، اُردو شاعروں نے فارسی کے مشہور شعراء کے کلام پر مصرعے لگا کر دادِ سخن حاصل کیا، غزل پر بھی تضامین لکھی گئیں ہیں اور نعت ومنقبت پر بھی تضمین کا ایک خاص سرور دیکھا جاسکتا ہے، مولانا موصوف کی تضمین نگاری کے متعلق کوئی ماہرانہ رائے تو اساتذۂ فن ہی دے سکتے ہیں، ایک طالب علم کی حیثیت سے میں صرف یہ عرض کرسکتا ہوں کہ موجودہ زمانے میں فنِ تضمین نگاری میں مولانا ادریس رَضویؔ کی تضامین ایک نمایاں مقام کی حامل ہیں، اس بات سے شاید کسی کو اختلاف نہ ہو (ڈاکٹر پروفیسر منظور احمد دکنی، ڈاکٹر صاحب کا تبصرہ، روزنامہ کے، بی، ین ٹائمز گلبرگہ اور سہ ماہی رضا بک ریویو پٹنہ، ص ۴۱ رجولائی، اگست، ستمبر ۲۰۱۰ء)

❁❁

''وسیلۂ بخشش'' مولانا محمد ادریس رَضویؔ کی حمد ونعت ومناجات پر مبنی ایک معیاری اور پُر خلوص علمی دریافت کا درجہ رکھتی ہے آپ چونکہ ایک عالمِ دین بھی ہیں اس لئے شرعی رموز ونکات پر گہری نظر رکھتے ہیں آپ کے کلام میں شاعرانہ اوصاف کے ساتھ ساتھ شرعی حدود وقیود کے پورے جوہر نمایاں طور پر ملتے ہیں، کتاب کے ابتدائی صفحات پر تقریباً ۴۵ر بحروں پر مشتمل ایک فہرست درج کی گئی ہے جس سے ان کی علم عروض پر دسترس کا پتہ چلتا ہے ،اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی چودہ نعتوں پر تضمین بھی شامل ہے، اگر چہ تضمین کوئی علیحدہ صنف سخن نہیں ہے لیکن مشکل اس طرح ہے کہ اس میں شاعر کو کسی کی مطابقت اور تتبع کرتے ہوئے کچھ حدود وقیود میں رہ کر کاوش سخن کرنی پڑتی ہے، مولانا محمد ادریس رَضویؔ کی خصوصیات یہی ہے کہ وہ تقریباً تمام مراحل پر کامیاب گذرے ہیں (جناب وصیل خان، گروپ ایڈیٹر روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی، ۲۵ر جنوری ۲۰۰۸ء۔ص ۱۶، حصہ دوم)

❁❁

رومی، حافظ، سعدی، جامی، خواجہ غریب نواز، خسرو، بابا فرید، خواجہ بختیار کا کی، محبوبِ الٰہی، علامہ اقبال، امام احمد رضا وغیرہم کی روحانی وعرفانی اور صوفیانہ شاعری ہمارے ادب میں اس کی مظہر ہے، ایسے ہی عرفانی وروحانی کلام کی سرمستیاں اور صوفیانہ خوش بختیاں اپنے شباب

وکمال کی پوری رعنائیوں کے ساتھ ہمیں حضرت مولانا محمد ادریس رضوی صاحب کے مجموعۂ کلام نغماتِ بخشش ووسیلۂ بخشش میں نظر آتی ہیں جو سراسر اللہ جمیل یحب الجمال کی تفسیر اور کنت کنزاً مخفیاً کی تصویر اور عشق رسول کی روح پرور حدیث دل معلوم ہوتی ہے، اس میں جو بات ماورائے سخن ہے وہ آفاقیت بس محسوس ومعلوم شے ہے، اس کا بیان زبانِ حال سے ممکن نہیں اور ذوقِ سلیم اور شئے لطیف کے خوگر اور خالقِ کائنات کے شیفتہ اس میں لذت واطمینان، تسلی وتشفی اور سبیلِ تشنگی ڈھونڈ لیں گے، یہ تو حقیقت ہے کہ شاعری خیالات سے ہوتی ہے، اور خیالات خود ایک شاعری ہے، مگر الفاظ کی تزئین سے اس خیال کو جو حسن وخوبصورتی میسر ہوتی ہے وہ دماغ پر اثر کرتی ہے اور دل پر بھی، مولانا موصوف کے کلام میں یک رنگی ہے انہوں نے اپنی تلاش وکاوش سے الفاظ جو نشست دی ہے وہ بڑا ہی عمدہ اور لطیف ہے، ان کے اکثر وبیشتر اشعار قلب پر ایسی ضرب شدید لگاتے ہیں کہ جس کا سوائے جھومنے کے اور کوئی نہیں ہے (ماہر علم وفن حضرت العلام محمد عبدالولی سبحانی، وسیلۂ بخشش، ص ۲۰)

❁❁

کچھ ہی دنوں قبل اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے کلام پر آپ کی تضمینی کاوش بنام نغماتِ بخشش منظر عام پر آئی، کافی مقبول ہوئی، جس سے آپ کی شاعرانہ صلاحیت کا برملا اظہار ہوتا ہے اور پھر الحمد اللہ یہ دوسری کاوش ہمارے سامنے ہے جو حمد ومناجات پر مشتمل ہے، اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ اپنی بساطِ حرف وصوت اور زبان وقلم کو حمد الٰہی اور نعت نبی ﷺ کے لئے وقف کر دینا یقیناً توفیق ربانی پر منحصر ہے اور بحمدہٖ تعالیٰ یہ خوش بختی حضرت رضوی کو حاصل ہے۔

حرف ولفظ کی مزاج دانی اور الفاظ کی نشست وبرخواست کا سلیقہ، اصنافِ شعر وسخن سے آشنائی موصوف کی جامعیت اور بالغ نظری پر دال ہے، صاحب تذکرہ کا صنائع بدائع، رعایت لفظی ومعنوی، شان وشکوہ لفظی، سادگیٔ بیان یا سہل ممتنع، سلاست وروانی اور فنی زیب وآرائش سے اشعار کو مزین کر دینا یہ ایک باکمال اور پختہ خیال شاعر ہونے کی علامت ہے (نگارِ علم وادب، مولانا محمد اطہر حسن ضیائی، وسیلۂ بخشش، ص ۲۲-۲۳)

❁❁

دراصل نعت محض رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شاعرانہ توصیف کا نام نہیں بلکہ نبوت کے حقیقی کمالات کی ایسی تصویر کشی کا نام ہے جس سے ایمان میں تازگی اور روح میں

بالیدگی پیدا ہوسکے اور یہ تازگی و بالیدگی اسی وقت پیدا ہوسکتی ہے جب مداح کا دل رسول ﷺ کی محبت کے حقیقی جذبات سے پُر ہوں، مختصر یہ ہے کہ اس پیشِ گفتار سے میری مراد دراصل ادیب شہیر حضرت مولانا محمد ادریس رَضوی صاحب قبلہ کی زیرِ نظر حمد و مناجات کا شعری موقر مجموعہ وسیلۂ بخشش میں فکروفن اور حُسن و عشق کا تابکاری، ان کی فن کارانہ کاوشوں، شاعرانہ صلاحیتوں اور والہانہ جذبات عشق رسول کی نیرنگیوں پر نظر ڈالئے تو موصوف رضوی کا شعر مجموعہ وسیلۂ بخشش شعروسخن، علم وادب میں ایک اہم و اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل کرسکتا ہے، جس طرح ''نغمات بخشش'' نے حلقۂ ارباب علم وادب میں ایک اچھوت و نرالا مقام حاصل کیا ہے، برین و بناء رضوی دانشوران علم و فن، قلم وادب میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں (کوکب قلم مولانا غلام اشرف القادری، وسیلہ بخشش، ص ۲۶)

❀❀

زیرِ نظر شری مجموعہ ''وسیلۂ بخشش'' جستہ جستہ مطالعے سے گذرا...... جس کا ہر شعر موضوع، عمدہ اور اچھا ہے، ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا الحاج محمد ادریس رَضوی صاحب کا لکھا ہوا ہر شعر عشق و عرفان سے لبریز اور تصوف و طریقت کے عشق و مستی سے پر ہے، جس سے مولانا موصوف کے بلند پایہ ادیب وقلمکار ہونے کا پتہ چلتا ہے (ناشر رضویت مولانا محمد مسعود رضا قادری، وسیلۂ بخشش، ص ۲۸)

❀❀

حضرت مولانا محمد ادریس رَضوی صاحب کا یہ زیرِ نظر تضمینی مرقع جس میں بزرگ شعراء کے کلام پر طبع آزمائی کی گئی ہے، یقیناً یہ ایک حسین مرصع گلدستہ ہے، دراصل تضمینی اشعار شعراءِ عرب کا ایک مخصوص فن تھا جس سے عربی ادب مزین ہے، تضمین کہتے ہیں مشہور شاعر کے شعر کو اپنے کلام میں شامل کر لینے کو، جیسا کہ فصاحت و بلاغت کی بلند پایہ کتاب ''مختصر المعانی'' میں مذکور ہے۔ اما التضمين فهو ان يضمن شيئا من شعر الغير مع التنبيه عليه ان لم يكن ذلك.

مشہور عند البلغاء گرامی قدر مولانا موصوف کے انداز بیان میں آب شیرینی، حلاوت، زور بیان، پختگیٔ بندش کی لذت ضرور محسوس کریں گے، جس کا اسلوب سادہ، سہل، سلیس اور رنگین ''سبیل بخشش'' ہے (ماہر علم وفن حضرت العلام محمد عبدالولی سبحانی، سبیل بخشش، ص ۷-۸)

❁❁

قارئین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ادیب شہیر محمد ادریس رضوؔی نے کس جانفشانی کے ساتھ تنسیق و تجنیس، صنعتِ لفظی و معنوی، کو سہل زبان اور مختصر الفاظ میں اعلیٰ معنی و مفہوم کی طرف اشارہ کیا، یوں کہیئے صوری و معنوی طور پر ہر اعتبار سے اپنی گوناگوں خوبیاں رکھتی ہیں جس کے پڑھنے کے بعد عاشق کا دل فرحت وانبساط کے بحر عمیق میں غوطہ لگانے لگتا ہے، اسی عشق وعرفان کی وادی میں آنکھوں سے ساون بھادو کی مانند اشک بہنے لگتے ہیں، کتاب پڑھتے جایئے اور ایمان واعتقاد، عظمت و رفعت کی بلندیوں کو چومتے جایئے، مولیٰ تعالیٰ ادیب شہیر کی محنت و کاوش کو خاص و عام میں مقبول فرمائے، قوت قلم اور مضبوط کرے آمین (مولانا محمد قمر عالم مصباحی، غیر مطبوعہ تبصرہ سے)

❁❁

ادیب شہیر جناب رضوؔی صاحب قبلہ ایک کہنہ مشق اور تصوف کے بزرگ شاعر ہی نہیں بلکہ عصر حاضر میں امام العروض والقوافی ہیں، نیز بحور و اوزان میں تو مت پوچھیئے شعر کے مصرع اُولیٰ سے پورے کلام کو وزن کر کے بتا دیتے ہیں، ان کی تصنیفاتی وتخلیقاتی خدمات پر مشتمل تقریباً دو درجن سے زائد کتابیں ہیں، جن میں "نغماتِ بخشش" "وسیلۂ بخشش" "سبیلِ بخشش" "دیوانِ رضوؔی" جو صرف اور صرف حمد و نعتوں و منقبتوں پر مشتمل مجموعے شائع ہو کر منصۂ شہود پر آچکے ہیں، ادیب شہیر جناب رضوؔی صاحب کا روحانی تعلق تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم عالمِ اسلام علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ سے ہے، جن کے یہاں شعری روایت نسلاً بعد نسلٍ چلی آرہی ہے اور "سبیل بخشش" پُر نور بخشش لگانے کے لئے ادبی دنیا کے تاجور تاج الشعرا حضرت غلام مرتضیٰ راہؔی صاحب کی شاگردی اختیار فرمائی، انہیں کے مشوروں سے اپنے کلام کو مزین فرمایا، اور یہ کہنا بھی بجا ہوگا کہ حضرت رضوؔی جناب راہؔی صاحب کے بھٹی میں تپ کر نکلے ہیں (رئیس الاساتذہ علامہ عبدالقیوم احسؔن القادری، امبر ناتھ)

☆☆☆

محمد ادریس رضوؔی

اپنی باتیں

دیوان کا معنی کیا ہے؟

غالبؔ نے اپنی شاعری کی طرح اپنے مجموعۂ کلام کا نام سخت نہیں رکھا بلکہ ''دیوان'' رکھا جو ''دیوانِ غالب'' کے نام سے مشہور ہے لفظ ''دیوان'' آدمیوں کے اندر کوئی ہلچل پیدا نہیں کرتا، جوش وجذبہ کی آنچ نہیں سلگاتا، کوئی لہک وچہک کے نشانات نہیں چھوڑتا، گدگدی کا سماں نہیں باندھتا، بیتاب وبیقرار نہیں کرتا ہے ''دیوان'' کسے کہتے ہیں؟ دیوان کا معنی کیا ہے؟ اس تعلق سے لوگ عجیب عجیب پھول جھڑیاں چھوڑتے رہتے ہیں، غالبؔ کے بیشتر شیدائی بھی کوئی واضح نشان مقرر نہیں کر پاتے ہیں، لغات میں ''دیوان'' کا معنی اس طرح بتایا گیا ہے '' دربارشاہی، عدالت، وزیر، رُکن حکومت، محکمۂ مال کا بڑا افسر، دفترِ محاسبہ، مقامِ اجلاس، لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ، نشست گاہ، شاعر کے کلام کا مجموعہ''۔ اگر شاعر کے مجموعۂ کلام کو دیوان کہتے ہیں تو اقبالؔ ومیرؔ نے اپنے مجموعے کا نام دیوان کیوں نہیں رکھا؟ وجہیؔ و غالبؔ وظفرؔ اور چند گنے چنے لوگوں نے ہی اپنے مجموعے کا نام ''دیوان'' رکھا ہے تو آخر کیوں؟ دیوان غالب، کو لغوی معنی سے کچھ لینا دینا نہیں ہے ،لغوی معنی میں کوئی بھی معنی ''دیوان غالب'' کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہے، ایسی حالت میں ہم اصطلاح کی جانب رجوع کریں گے، شاعر کے اس مجموعۂ کلام کو دیوان کہا جاتا ہے، جس میں شاعر نے ''الف'' سے لے کر ''یا'' تک کی ردیف باندھی ہو دیوان کہلاتا ہے، یہ انکشاف پروفیسر، یس۔ مسعود سراج ادیبی، ریڈر، صدر شعبۂ اردو، میسور یونی ورسٹی، میسور نے اس وقت کیا تھا جب راقم ایم، اے۔ کے سالِ اوّل میں تھا، ایک روز پروفیسر موصوف درس گاہ میں تشریف لائے، دورانِ درس آپ نے تمام طلبہ وطالبات سے مذکورہ سوال پوچھا تھا کہ ''دیوان'' کسے کہتے ہیں؟ سب نے وہی انکل پچّو والا جواب دیا تو موصوف نے وہی وضاحت کی جو میں نے اُوپر تحریر کی ہے۔

''دیوان'' کی مذکورہ تعریف پر ''دیوان غالب'' بھی نہیں اترتا ہے، میرے پیش نظر

''الہ آباد'' سے ۱۹۹۱ء کا شائع شدہ نسخہ ہے، اس میں ''ث، ح، خ، ذ، ص، ض، ط، ظ، غ، ق، کی ردیف نہیں ہیں لیکن پھر بھی ''دیوانِ'' ہے، ہوسکتا ہے کہ غالب کے فارسی کا کلام اس کمی کو پورا کرتا ہو، اور اس میں ''ث، ح، خ، ذ، ص، ض، ط، ظ، غ، ق، کی ردیف باندھی گئی ہو۔

اس سلسلہ میں فصیح الملک داغ دہلوی کے شاگرد حسن رضا بریلوی نے اپنے نعتیہ مجموعہ کے ''دیوان'' کا نام ''ذوق نعت'' اور غزلیاتی دیوان کا ''ثمرِ فصاحت'' رکھا تا کہ نعتیہ اور غزلیہ دیوان میں امتیاز ہوسکے، ۱۳۱۹ھ کا شائع شدہ نسخہ ''ثمرِ فصاحت'' راقم کے پیش نظر ہیں، جس میں الف سے یا تک کی ردیف باندھی گئی ہے، کتاب دوسوتیں صفحات پر مشتمل ہے، حضرت حسن کا نعتیہ ''دیوان، ذوق نعت'' بھی دیوان کے شرائط پر پورا اترتا ہے، اس میں ''الف'' تا ''یا'' تک کے تمام حروف کی دریف موجود ہیں، ثا، کی ردیف، الغیاث اور یاغوث..... حا، کی ردیف، صبح اور ملیح...... خا، کی ردیف، تاریخ..... ذ، کی ردیف، کاغذ..... صاد، کی ردیف، خاص...... ضاد، کی ردیف، غرض...... طا، کی ردیف، ربط..... ظا، کی ردیف، محفوظ...... غین، کی ردیف، دماغ...... قاف، کی ردیف، رونق......... ہیں۔

اسی لیے حضرت حسن کے نعتیہ دیوان کے سرورق کے اندرونی صفحہ کی پیشانی پر جلی حروف میں مندرجہ ذیل عبارت تحریر ہے ''مولانا حسن رضا خاں بریلوی کے نعتیہ دیوان کا مجموعہ ''ذوقِ نعت'' ذوقِ نعت کے صفحہ ۳ تا ۵ ر پر حضرت حسن کا تعارف کرایا گیا ہے، جس کے مندرجہ ذیل جملے دیوان کی وضاحت کرتے ہیں، استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں'' پھر فصیح الملک داغ دہلوی کی خدمت میں رام پور پہنچے اور شعر گوئی کے میدان میں کمال حاصل کیا پہلے داغ سے عشقیہ شاعری میں مشورۂ سخن کرتے تھے، غزلیہ دیوان ''ثمرۂ فصاحت'' ہے، اعلیٰ حضرت (مولانا شاہ احمد رضا خاں) کے فیضِ صحبت نے نعت گوئی کا ذوق بخشا آپ کا نعتیہ دیوان ''ذوقِ نعت'' چھپ کر دادِ تحسین حاصل کر چکا ہے''

الف تا یا کی ردیف والے مجموعہ کو ''دیوان'' کہتے ہیں اسی لئے راقم نے اپنے کلام کے مجموعہ کا نام ''دیوان رضوی'' رکھا ہے کہ اس میں الف تا یا کی ردیف موجود ہے اور دوسو چھیالیس (۲۴۶) کلام، ایک عدد سلام، سینتیس (۳۷) قطعات اور تیئس (۲۳) رباعیات شامل ہیں، ان کے علاوہ ۲۰۰۴ء میں شائع ہونے والا مجموعہ ''وسیلۂ بخشش'' میں پینتالیس کلام شامل تھے، ان میں سے پانچ کلام اس دیوان میں شامل کیے گئے ہیں، باقی چالیس کلام شامل

نہیں کیے گئے ہیں کہ ضخامت کا مسئلہ پیشِ نظر ہے۔

میرا کلام میری نظر میں

میرا کلام میرے دل کی صدا ہے، میرے قلم کی تحریر ہے، میرے فکرِ رساں کا گہر ہے، میرے عشق کا نقیب ہے، میرے تخیل کا موتی ہے، میری محنت کا ثمرہ ہے، میری تمناؤں کی آمجگاہ ہے، میرا محبوب ہے، میرا پیارا ہے، میں اس سے محبت کرتا ہوں، اچھا کہتا ہوں، قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں، اس لئے کہ میرا کلام ہے، بحور اوزان کی روشنی میں اس میں خامیاں ہوسکتی ہیں، تراکیب کی غلطیاں نکل سکتی ہیں، روکھا، پھیکا ہوسکتا ہے، نظم کے طریقے اور سلیقے سے عاری ہوسکتا ہے، لیکن یہ اپنا ہے، اپنا اپنے کو اچھا لگتا ہے۔

یہ داخلی باتیں ہیں، میرے تخیل نے میری داخلی دنیا میں ہی جھانکا ہے اور جھانکا کر، تیر کر، غوطہ لگا کر جو نکالا ہے، اس کو نظم کی لڑی میں پرو دیا ہے، ایسے کلام کو تصوّف کا کلام، ایسی شاعری کو تصوّف کی شاعری کہی جاتی ہے، جو ذرا تیڑھی کھیر کی مانند ہے، کہنے والا جو سمجھتا ہے سننے والے وہ نہیں سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں تو مکمل نہیں سمجھتے ہیں اور جو سمجھتے ہیں تو آہ آہ کرتے اور واہ واہ کہتے ہیں، لیکن یہاں نہ آہ آہ کی کوئی بات ہے، نہ واہ واہ کا کوئی موقع، محبت کے ایک قطرے کی کوئی قیمت نہیں ہے، تصوّف سے میرا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے کہ تصوّف بہت اونچی چیز ہے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، نفس کی تری کو خشک کر دینے، صمدیت کے سمندر میں غوطہ لگا کر خودی کو صاف کر دینے، واہ واہی کی ''واہی'' سے بچ جانے، فاسد خیالات سے فاصلہ اختیار کر لینے کا نام تصوّف ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ یہاں تو نفس کی تری کے اضافے کا ہر لحہ انتظام ہو رہا ہے، صمدیت کے سمندر کی بات تو کجا صمدیت کے نہر کی طرف جھانکنے کی بھی فرصت نہیں ہے، واہ واہی کی دُھن میں اپنے والی کو ہی بھول گئے، فاسد خیالات کی پرورش میں اپنے پروردگار سے بے پرواہ ہو گئے۔

میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ محبت کی اپج ہے یا نفس کا فریب، محبت کے بول ہیں یا انا کی آواز، خدا کی حمد و ثنا ہے یا خودی کا راگ، پہچان مشکل ہے کہ ایک ہی قفس میں محبت بھی ہے عشق بھی، نفس بھی ہے انا بھی، خودی بھی ہے خودداری بھی، حرص بھی ہے حریص بھی، نور بھی ہے ظلمات بھی، دین بھی ہے دنیا بھی، من کی دنیا میں ایک پیالہ ہے جو ایک قطرے سے بھی پُر

ہو جاتا ہے اور کبھی سمندر اڈیل دینے سے بھی نہیں بھرتا، کوئی ایک گھونٹ پی کر مست ہو جاتا ہے کوئی سمندر پی کر بھی ھل من مزید کا نعرہ لگاتا ہے، یہ قسمت والوں کی بات ہے، بہر حال ہر شخص کے تن، من، فکر اور سوچ کا دریا الگ الگ ہے اور وہ اسی دریا میں تیر کر، ڈوب کر، غوطہ لگا کر موتی نکالتا ہے، میری سوچ کی نہر سے جو کچھ برآمد ہوا ہے وہ قارئین کے سامنے ہے، اس کو پڑھیے، پرکھیے اور دیکھیے کہ کسی کام کا ہے یا نہیں؟

اس سے قبل راقم کے تین مجموعے، تضمینی مجموعہ ''نغماتِ بخشش'' ۲۰۰۲ء میں، حمد و مناجات کا مجموعہ ''وسیلۂ بخشش'' ۲۰۰۵ء میں اور تضمینی مجموعہ ''سبیلِ بخشش'' ۲۰۰۸ء میں شائع ہو چکے ہیں، ان تینوں مجموعے کی فہرست کے ساتھ بحور و اوزان درج ہیں، میں نے اس مجموعے کے ساتھ بھی بحور و اوزان کو ترتیب دیا تھا لیکن استاذی غلام مرتضٰی راہی صاحب کا یہ مشورہ کہ ''میری رائے میں بحور و اوزان شاملِ دیوان کرنا حجم میں غیر ضروری اور خرچیلا اضافہ ہوگا، مَیں شاعری کو ریل گاڑی اور عروض کو پٹریاں سمجھتا ہوں جو ریل گاڑی کے رفتار پکڑنے پر قطعاً نظر نہیں آتیں، ہاں ریل کے پٹریوں پر چلنے کا احساس ضرور ہوتا ہے'' موصوف کا یہ مشورہ راقم کو پسند آیا اور فہرست سے بحور و اوزان کو علیحدہ کر دیا ہے۔

اس کتاب پر نظر ثانی کرتے وقت استاذی غلام مرتضٰی راہی صاحب نے بڑی باریک بینی سے کام لیا اور بڑے ہی خلوص کے ساتھ اس کام کو انجام دیا ہے، اس کے لئے راقم تہہِ دل سے ان کا مشکور ہے، اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے، محترم جناب راہی صاحب نے ہی اس ناچیز کو شاعری کی راہ پر لگایا اور ہنوز اس راہ پر چلا رہے ہیں، میرے ساتھ یہ ان کا خاص خلوص ہے کہ ''دیوانِ رضوی'' قارئین کرام کے پیشِ نظر ہے، میں نے محنت کی راہی نے داد دی، میں نے کلام کہا راہی نے اصلاح کی، میں نے ادب کیا راہی نے شفقت فرمایا، میں نے پوچھا انہوں نے بتایا، میں نے سوال کیا انہوں نے جواب دیا، شاعری کے معاملہ میں مَیں نشیب میں تھا راہی نے فراز پر بیٹھایا، کبھی ہمت ہار بیٹھا تو راہی نے ہمت دلا کر مشکل راہوں کو عبور کروایا، مشورہ دینے سے زیادہ انہوں نے نوازش کی، کبھی میں نے پوچھا کہ فی الوقت کتنے لوگ آپ سے مشورۂ سخن کر رہے ہیں؟ جواب میں تحریر فرمایا آٹھ دس لوگ ہیں، میں نے عرض کیا ان آٹھ دس کے نام سے آگاہ کرائیے تو پردہ پوشی دیکھیے، چند کے نام تو آپ جانتے ہیں باقی جو لوگ ہیں ان میں ڈاکٹر، پروفیسر، ٹیچر لوگ ہیں وہ اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے ہیں

تو راز ہی میں رہنے دیجئے، ہاں مولویوں کہ طبقہ سے آپ تنہا ہیں، موصوف نے مجھ سے کبھی معاوضہ طلب نہیں کیا بلکہ کئی سالوں تک تو واپسی خط کے لئے ٹکٹ کا دام بھی نہیں لیا، ہے نا یہ ان کی نوازش؟ افسوس یہ ہے کہ موصوف سے ابھی تک بالمشافہ ملاقات نہیں ہوسکی ہے۔

مشکور وممنون ہوں محترم ڈاکٹر و پروفیسر منظور احمد دکنی صاحب کا کہ میں نے آپ سے فون پر بتایا کہ آپ کی نگاہ میں کوئی شاعر ایسے ہیں جو عروض پر اچھی دسترس رکھتے ہوں تو ان سے میرے دیوان پر تقریظ لکھوا دیجئے، موصوف نے کہا کہ دو دن کے بعد اطلاع دیتا ہوں، پھر انہوں نے کہا دیوان بھیجئے تقریظ یا تقاریظ لکھا جائیں گی میں نے بھیج دیا اب کتاب کے صفحات پر دو چمکتے ہوئے نام علامہ پروفیسر محمد یوسف حسینی کاملؔ اور محترم پروفیسر جناب مجید بیدار صاحبان نظر آرہے ہیں، ان کے علاوہ موصوف دکنی صاحب نے خود بھی قلم چلا کر اپنی محبت کا ثبوت پیش کیا ہے، جزاک اللہ فی الدارین۔

ان تقاریظ کے تحریر کرانے میں خاموشی کے ساتھ نیکی کرنے والوں کی مثل پروفیسر عبدالحمید اکبر صاحب سابق صدر شعبۂ اردو وفارسی گلبرگہ یونیورسٹی، گلبرگہ نے بھی نیکی کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے (آمین)

ردیف ''اَلِف'' ممدودہ

(۱)

جان کو جان سے ملا کر آ — پردہ دل پر پڑا اُٹھا کر آ
جان ودل اور اپنی ہستی کو — عشق کی آگ میں جلا کر آ
جان اب بے نقاب ہوتی ہے — جانِ کو جاں گلے لگا کر آ
جان میں جان میری آجائے — جان ہلچل مری مچا کر آ
جان کے در پہ جانے سے پہلے — ظلمتِ جان ودل مٹا کر آ
خاک کو خاک ہونے سے پہلے — خاک پر اپنی تو جلا کر آ
غم نکلتا نہیں اگر جاں سے — جان کے در پہ جا بتا کر آ
یہ درِ یار ہے یہاں پرتو — نور کا اک دِیا جلا کر آ
شاد وآباد رہنے کی خاطر — جان کو اپنی تو منا کر آ
عام کو کیا سنائے گا رَضوی — خاص کو حمد تو سنا کر آ

ردیف ''اَلِف'' مقصورہ

(۱)

اسم اللہ سے کر ابتدا — اوّل آخر ہے ایک خدا
تخلیقِ بشر ہے سب سے جدا — ہر لحہ کر تو اس کی ثنا

حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

اپنے اندر تو دیکھ ذرا — اندر تیرے ہے کون چھپا
دل پر ھوھو کی دھار بہا — تاکہ نظر آجائے خدا

حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

دل پر چڑھا دے ایسا نشہ   دل کی زباں بولے اللّٰہ
تو ہی تو ہے میرے اللہ   آئی ہر سو سے یہی صدا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

غنچوں کے ارمان سے پوچھا   کلیوں کی مسکان سے پوچھا
بلبل کی ہرتان سے پوچھا   پڑھتی کیا ہیں جان سے پوچھا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

صاف رہے رستہ الفت کا   دید وشنید کی برکت کا
دیکھے جلوہ تری عظمت کا   جھوم کے بولے بَل ہمت کا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

اُبلا دریا جب الفت کا   بدلا تیور پھر ہمت کا
رنگ جما دل پہ محبت کا   نکلا دل سے ھو حدّت کا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دیکھا منظر قدرت کا   خشک وتر کی مدّت کا
بنتی بگڑتی عزّت کا   آتی جاتی علّت کا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

خود کا پتا تو خود میں لگا   بسکہ اس میں ہے تیرا بھلا
تجھ میں چھپی ہیں لاکھوں عطا   کہتے یہی ہیں ارض وسما
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

شور کرو گے طُور جلے گا طُور جلے گا نور ملے گا
نور ملے گا پھول کھلے گا پھول کھلے گا باغ پھلے گا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

تیری ثنا ہے تیری ثنا کہنے کو رازق ہم کو چُنا
عابد زاہد سب کو فنا اُس کے علاوہ سب کوفنا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

چاند پہ شیدا چکور ہوا خوش اپنے مَن میں مور ہوا
ہر کوئی اس کی اُور ہوا مولیٰ مولیٰ کا شور ہوا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

عشق میں بندہ بیمار ہوا عاشق پر کیسا وار ہوا
مرنا جینا دشوار ہوا رحم کا ترے طلب گار ہوا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

کیسے کی تھی میں نے دُعا چاہا تھا جو وہ نہ ہُوا
تیری مرضی تھی اے خدا پھر بھی کیا شکر تیرا ادا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

تیرے سوا ہے کس نے پوچھا اللہ ھو ہم نے نام لیا
رحمت کا ابر اُتر آیا سر پر کیا پھر اس نے سایا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

مجھ سے ہوا نہ ہوگا تو جدا تیری صفت یہی ہے اے خدا
میری خودی میں کس کی ہے ادا کس کے حکم سے نکلی ہے صدا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

نفس و دنیا نے جب مارا ٹوٹ کے رہ گیا عشق کا تارا
بگڑ گیا اب کھیل ہی سارا عشق کا میداں میں نے ہارا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

حق ھو حق کا نعرہ مارا رتبہ تیرا کتنا پیارا
لفظِ کن سے سب کو اتارا خاک و آب و باد اُبھارا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

ہر بستی میں تیرا بسیرا سب کے من میں تیرا ڈیرا
ہر شے کو ہے تو نے گھیرا سمجھے کون یہ تیرا پھیرا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

من میں اُٹھا کیسا پھیرا ہوک میں ذکر بھی تیرا تیرا
سب میں تو ہے سب ہے تیرا خود پہ نہیں ہے قبضہ میرا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

پھول اور پھل میں راز ہے تیرا ہر پر میں انداز ہے تیرا
لعل و گہر میں ناز ہے تیرا ہر سو بجتا ساز ہے تیرا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

مایوس نہیں عاشق تیرا تیرے گھر میں اس کا پھیرا
پار لگادے اس کا بیڑا میرے مولا میرے مولا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

قلقل میں یہ غُل ہے کیسا جیسا کہا پڑھتے ہیں ویسا
حکم ہوا ہے تیرا ایسا زباں بے زباں پہ مولیٰ جیسا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

خود میں کوئی دیکھے تماشا کھیل نرالا ہے یہ کیسا
آگ ہے بہتی پانی جیسا قطرہ لگتا ساگر جیسا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دل سے دل تو کب بولے گا راز تو اپنا کب کھولے گا
جنگل جنگل تو ہولے گا کہدے پہلے پھر سُولے گا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

خاک کا پتلا خاک رہے گا رنج وغم دکھ درد سہے گا
لاکھوں غم میں روز بہے گا پھر بھی اللہ تجھ کو کہے گا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

کسی سے ملا نہ جدا ملا جہاں ملا وہ خدا ملا
خشک و تر پر وہی فدا ہر شے میں وہی ملا ملا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دنیا رکھ کر جو شاد ہُوا ایک نہ اک دن برباد ہُوا
یہاں کوئی کب آباد ہُوا جو آیا یاں ناشاد ہُوا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

عشق میں تیرے بےچین رہا بعد و فراق کا غم بھی سہا
اشک بھی بےحد آنکھوں سے بہا غم اپنا پھر بھی تجھ سے کہا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

آہ میں تیری کون ہے آیا تیرے سر پر کس کا سایا
کہیں نہ پایا خود میں پایا اللہ اللہ کا رنگ چھایا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

مٹی پر جب فرمان کیا کُن کہہ کر اِس میں جان کیا
آدم کو جب ذیشان کیا عابد کو ہی سامان کیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

کیسے کاموں میں شام کیا خود کو خود سے بدنام کیا
نفس کے کہنے کو عام کیا اپنے ہاتھوں کیا کا م کیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

آرام کیا آرام کیا ناکام کیا ناکام کیا
عشق کو پھر سے بدنام کیا ایسا کیسے اقدام کیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دل پر وہ جب الہام کیا اپنی نعمت انعام کیا
نور کا دل پر اک بام کیا دل کا اچھا انجام کیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

نام پہ تیرے قربان کیا منصور پہ کیا فرمان کیا
راہِ الفت آسان کیا قربان خوشی سے بان کیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

ہجر کے دریامیں بہہ گیا سہتے سہتے سب سہہ گیا
غافل تھا پھر بھی کہہ گیا قسمت میں حق ھورہ گیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

راز کا پردہ وہ پھاڑ دیا عاشق کو ایسا شعار دیا
نورکا موسمِ بہار دیا اپنا کسی کو کب معیار دیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

لاکھوں نعمت بے دام دیا پڑھنے کو اپنا کلام دیا
عشق دیا عشق کا جام دیا اپنا محبوب امام دیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

عشق کا اپنے پیغام دیا دکھ درد کو کچھ آرام دیا
ذکر و تسبیح قیام دیا خوش ہوکر ماہِ صیام دیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھواللہ

رحمت کا سایا تان دیا جینے کا سب سامان دیا
راہِ حق کا ارمان دیا دل کو اپنا عرفان دیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

مزے مزے کا ارمان دیا اک دل اک سر دو کان دیا
ساٹھ فرشتے دربان دیا ایک سے ایک نگہبان دیا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

صاف بتایا صاف سُنایا نفس کو اِس کا عیب گنایا
سمجھ کے اپنا اِس کو منایا پھر بھی ظالم جال بنایا
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

یارب یارب یارب یارب کیسے ہٹیں گے پردے یہ سب
تیرا کرم مجھ پر ہوگا تب پڑھتے رہیں گے میرے یہ لب
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

سب پہ کرم ہے تیرا یارب کہتے تیرے بندے ہیں سب
نفس پہ کوڑا پڑتا ہے جب اک ھُو ہو کر کہتا ہے تب
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دام لگاؤ گے میرا جب کام چلاؤ گے اپنا تب
کام نہیں ہیں کام یہ وہ سب چھوڑ کے سب کو کہہ تو یہ اب
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

رحمت رحمت رحمت رحمت میرے اوپر ایسی عظمت
برکت برکت برکت برکت پیدا ہوئی دل میں خصلت
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

میری طلب میں تیری حکمت میرے سر پہ تیری رحمت
میرے دل میں تیری الفت اس میں نہیں ہے کوئی حجت
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دل میں درد نہیں ہے عبث آنا یہاں نہیں اے عبث
یہاں نہیں کوئی شے عبث پیتے نہیں ہیں ہم مے عبث
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

سارے جہاں پر کس کا راج کل تھا اور ہے بھی تو آج
شاہ کے سر پر رکھتا تاج تو ہی تو ہے اے وہاج
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

سوال ہے تم سے اے فصیح عشق کی کردے تو تشریح
آئینہ ہو صاف صریح دل میں بیٹھے تیری مدیح
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دنیا پر کردے دل سے آخ ہری رہے گی دل کی شاخ
راہ بڑی ہے یہ سنگلاخ سب سے اونچا ہے یہ کاخ
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

ہمت کو ملے جو اور داد مست ہو جائے بے حد شاد
کرتا رہے کریم کو یاد نفس کا بھی ٹوٹے الحاد
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

کیسا نشہ ہے میرے اوپر دن رات ہے کرتا دل پھڑ پھڑ
ڈال نظر اک اور کر دے تر حامی ھادی میرے اکبر
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

مولیٰ مولیٰ میرے لب پر فضل ہے مولیٰ کا ہی سب پر
کر دے کرم تو میری شب پر دن ہو جائے میرے حب پر
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

کیسا نشہ ہے بُلبل پر شیدا ہوئی ہے وہ گل پر
دیکھا ہے کس کو گُل پر راہِ وفا کے وہ پُل پر
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

ہلچل ہلچل من کے اندر کون ہے اپنے تن کے اندر
دیکھا جب اس بن کے اندر ھو ہی ھو ہے رن کے اندر
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دیکھا ہم نے اپنے اندر سوکھا کبھی بھرا ہے سمندر
سارے کھیل کا یہی ہے اک در روشن کبھی یہ ظلمت کا گھر
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

عقل کا بہتا ہو وہ سمندر   خاک نہیں ہے خاک کے اندر
پاک ہوا وہ ایسا سمندر   سب ہیں کہتے اس کو قلندر
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

تیری جھلک میرے اندر   عشق کا بہتا ہوا سمندر
کھول دیا تو نے ایسا در   اس سے بڑھ کر نہیں کوئی زر
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

ہاتھ لگے گا کب اُو گوہر   مر جاؤں گا تب اُو گوہر
ماند پڑے ہیں سب اُو گوہر   تیرے آگے اب اُو گوہر
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

کہتا نیا ہے عشق کا موڑ   رشتہ ناتا سب کو چھوڑ
خودی کی کمر خود سے توڑ   کہے گا اللہ ہو ہر جوڑ
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

چھپا ہُوا ہے کوئی راز   دیکھتے نہیں ہیں بجتا ساز
ناز ہے ناز ہے یہ انداز   اڑتا ہُوا یہ دل کا باز
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

تیرا کرم ہو جائے اک بس   دل کا بڑھ جائے میرے کس
فضل کی ہَوا ہو جائے جو مَس   حق ہو حق ہو کہے مری نس
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

ورد ہے دل میں جس کے خاص پڑھتا رہے سورہ اخلاص
ڈھونڈے وہ کوئی غوّاص ہے جو اس کا خاص الخاص
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

ذکر نفی کرتا گر خاص کھلتا تجھ پر بھی در خاص
دل میں بنتا اک گھر خاص چھپتا دل میں سب سرخاص
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

منظر منظر تو رہے فقط عشق کا دریا ہی بہے فقط
دل تیرا غم ہی سہے فقط زبان ودل صاف کہے فقط
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

عقل جو ہوتی اپنی نافع نفس کی خو کو کرتی دافع
کہتے ہیں ہم تُو ہے رافع کوئی نہیں ہے تو ہے شافع
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

جل جائے جو نور کی شمع دل پر دیکھوں طُور کی شمع
کیا دیکھوں اب حور کی شمع جلتی یہاں ہے دُور کی شمع
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

جلتا دل میں عشق کا چراغ ہوتا نہ اس میں کوئی بھی داغ
مرجاتا نفس کا خود ہی ماغ فکر جو کرتا میرا دماغ
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

حکم ہو تیرا دل ہو صاف　　صاف ہے کہتا سورہ قاف
پیدا کر خود میں اوصاف　　کردے بندیہ لام وکاف
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

خالی ہے کب سے دل کا طاق　　گزرے نہ کیوں پھر دل پر شاق
پہلو میں نفس کے ہُوا عاق　　کیوں کیا اس نے حق سے فراق
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

کھیل نہیں ہے عشق کا سبق　　مشکل ہے عشق کا ہر ورق
اس راہ میں ہیں رنج وقلق　　ہر ہر طبق یہاں ہے ادق
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

کارِ عبث میں لگا ہے اب تک　　ظلم ہے پہنچا اس کا لب تک
نفس مرے گا ظالم کب تک　　حکم نہ ہوگا تیرا جب تک
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

تیرے در کا میں بھی ہوں سگ　　دل سے آ کر میرے تُو لگ
راگ ہو اپنی سب سے الگ　　صبح وشام کہے میری رگ
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

دل پر چمکا کرم کا لعل　　خوب ہُوا تب اپنا حال
نفس نے جب سے سمیٹا جال　　لعل ہی لعل ہے اپنا فال
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

حال مرا دل اپنا بدل　　چھوڑ کسل کر نیک تو عمل
کب کہاں آجائے اجل　　اب تو پڑھ تُو بابانگ دُہل
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

عشق کا پلادے ایسا جام　　مست رہوں میں صبح و شام
گر جائے مَیں کا یہ بام　　باقی رہے تیرا ہی نام
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

فضلِ مولیٰ پر رکھ دھیان　　سُن لے میری، میری مان
ہو جا فدا اے میری جان　　سدا اسی پر رکھ ایمان
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

ہر شے کو بخشی تو نے زباں　　اے مہرباں اے مہرباں
تیری قدرت کے ہیں سب نشاں　　بَن میں بحر میں ہوا ہے بیاں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

من کے اندر ہی کھوج کریں　　کہہ کر اللہ ھو اَوج کریں
من ہی من میں کچھ موج کریں　　حق حق حق کی جمع فوج کریں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

لکھ دے الفت قسمت میں　　مولیٰ اپنی چاہت میں
حق ھو نکلے محبت میں　　ہردم پڑھوں مَیں خلوت میں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

کتنے ہوئے خوں الفت میں جانِ من تیری محبت میں
حکمت ہے تیری حکمت میں نکلے دم تیری نسبت میں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

خود کہتا خود سنتا ہوں مَیں نام ترا ہی جپتا ہوں مَیں
عشق کی رو میں بہتا ہوں مَیں غوطہ لگا کر کہتا ہوں مَیں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

نفس و روح کا سایا ہوں مَیں گرتے پڑتے آیا ہوں مَیں
ٹھوکریں لاکھوں کھایا ہوں مَیں پکڑ کے دل کو لایا ہوں مَیں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

ہائے رے غافل تو غفلت میں مارا گیا ہے تو عجلت میں
کچھ بھی نہ کیا تو مہلت میں عیب ہی عیب ہیں اس خصلت میں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

آ جا آ جا میرے من میں آگ لگا دے میرے تن میں
تجھ کو دیکھوں اپنے بن میں قسمت بن جائے اس سن میں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

بھید ہے کوئی اپنے فن میں رنگ رنگ کے پھول ہیں من میں
کھلے گا راز یہ کب کس سن میں کون ہے میرے حُسنِ ظن میں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

بڑے مزے ہیں ملنے میں چاکِ گریباں سلنے میں
راہِ وفا میں چلنے میں عشق میں تیرے جلنے میں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

آگ لگادے میرے تن میں راہ جو رُو کے اس چلمن میں
نامِ حق لے کر چل بَن میں چپکے سے پڑھ اپنے من میں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

پھول کھِلا من کے آنگن میں تیری رحمت کے ساون میں
ڈال دیا نعمت دامن میں سکتہ ہوا نفس کی مالن میں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

اُٹھتی موجیں کہتی تو ہیں دُھن میں تیری بہتی تو ہیں
ضرب پہ ضرب وہ سہتی تو ہیں حکم میں تیرے رہتی تو ہیں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

تھک ہار چکے مولیٰ ہم ہیں بے کس بے بس اب بے دم ہیں
کہتے اپنا رنج والم ہیں سن لے سن لے آنکھیں نم ہیں
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

قاھر قادر قدیر ہے تو سب کے سب کی تقدیر ہے تو
سمیع بصیر کبیر ہے تو میرے ناصر نصیر ہے تو
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دیدے دولت دشمن کو تو گل دیدے میرے من کو تو
نگاہِ عمدہ دے تن کو تو چاہے جو دیدے نردھن کو تو
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

حمد و ثنا خداوندا کو بخش دے گا اپنے بندہ کو
برے نکمّا اس گندہ کو راہِ حق کے اس اندھا کو
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

راہِ وفا میں پریشان نہ ہو چلتے چلتے بے جان نہ ہو
سبک اے میرا ایمان نہ ہو مایوس تو مسلمان نہ ہو
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

جس کا دل بولے اللہ ھو قیمتی بہت ہے اس کی یہ خو
جوش میں رہتا ہے اس کا لہو جھوم کے کہتا ہے ھو ھو ھو
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

اِس میں اُس میں سب میں ہے تو سب ہیں کہتے حق ھو حق ھو
کان میں نہیں ہے اپنے یہ خو سنتے کیسے پھر ذکر لۂ
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

تیری سلطانی ہے ہر سو تو ہی تو ہے تو اللہ ھُو
کہتی یہی ہے کوئل کُو کُو حق ہے حق اے میرے ھو ھو
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

تو نہ ملے گا میرے شاہ   دل سے نکلے گی ہی آہ
تکتار ہوں گا تیری راہ   میرے شاہ میرے ماہ
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

حق ھو کرنے کو جان دی   مٹی کو عمدہ شان دی
سب کو اپنی پہچان دی   کرنے کو شکر زبان دی
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

کون کرے گا مجھ سے یاری   اعلان ترا ہے اے باری
مجھ پر کردے نشہ طاری   وصل کی کردے ہوا تو جاری
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

نفسِ ظالم کی غداری   دیکھ لیا دنیا نے ساری
لُوٹا سب کچھ باری باری   اس کی خصلت ہی ہے ناری
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

خاک میں بستی ہے اک بستی   اسی میں تو ہے اپنی ہستی
یہاں نہیں کوئی شے سستی   چلتی یہاں پہ ہے اک کشتی
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

طوفاں کی زد پر ہے کشتی   بھول گیا سب موج و مستی
ڈوبی ڈوبی اپنی بستی   قائم ہے اک حق کی ہستی
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دیکھی حالت اپنے من کی پڑی ہے دولت اس میں فن کی
قدر نہیں کی ایسے دَھن کی ہُوا یہ مجھ میں کیسی سن کی
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

کوئی نہیں ہے تیرا ثانی میرے داتا میرے جانی
سب ہیں فانی سب ہیں فانی سوچ کے نکلا آنکھ سے پانی
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دل کے طُور پر جلوہ کردے نور سے میرے دل کو بھر دے
نور جو دے تو روشن تر دے رہنے کو اپنا تو در دے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

نفسِ بد کا علاج کردے ظالم کا الٹا تاج کردے
روحانیت کا راج کردے کل کیا کرنا تو آج کردے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دل کے تو بازار میں کہدے بجتے دل کے ساز میں کہدے
میرے پیارے ناز میں کہدے اپنے تو انداز میں کہدے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

رنگِ الفت جما ہی رہے یہ دل سدا تمہارا ہی رہے
دل پر ہر دم نشا ہی رہے کہتا حق ھو فدا ہی رہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

زندہ زندہ رہے مَر کر تیرا بندہ رہے
قبر میں حق حق کرتا رہے کرم پہ تیرے تکتا رہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

جنگل جنگل بن میں پھرے حق ھو حق ھو بندہ کرے
پھر بھی تیرے ملے نہ سرے بے خود ہو کر زمیں پہ گرے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

بندہ بیچارہ کیا کرے نکلے دل سے جو ادا کرے
کیسے دل پر قبضہ کرے سدا یہی مست کہا کرے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

بندہ بے چارہ غور کرے ندی سمندر سب شور کرے
بَن میں تماشہ مور کرے آنکھوں میں جھلمل نور کرے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

نفس کو اپنے جو خوار کرے عشق کا دریا وہ پار کرے
دل کو اپنے گلزار کرے تیز زباں کی تلوار کرے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

تیرے در پر پرواز ملے دل کو اپنے کچھ راز ملے
عشق کا اُڑتا جو باز ملے عاشق کو کچھ انداز ملے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

آفت آفت ہے غائب دل سے راحت ہے
ظلمت ظلمت ہے مولیٰ تیری چاہت ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

مَن کی دنیا میں قلّت ہے اللہ اللہ یہ ذلّت ہے
ہوئی یہ کیسی علّت ہے کیسی حالت میں ملّت ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

سوکھا سوکھا ہے مَن کا دریا پیاسا ہے
کہتا دل کا گوشہ ہے اپنا یہی تُو توشہ ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

گھٹتے گھٹتے گھٹ جائیں گے گنہ کے دھبے ہٹ جائیں گے
عیاں نہاں میں بٹ جائیں گے نام پہ تیرے کٹ جائیں گے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

دنیا دنیا والے دل میں ہیں دنیا کے جالے
کیسے کھلیں گے حق کے تالے دل سے پڑھا ے بھولے بھالے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

بول نرالا عاشق بولے جو بولے اس کو بھی تولے
رنگ نیاوہ خود میں گھولے راز مگر یہ پھر بھی نہ کھولے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

چار عناصر ضدّین ملے تب جا کے بشر کے روپ کھلے
کیسے کہاں پہ بے جان پلے عشق کی آگ میں دن رات جلے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

نفسِ ظالم مجھ سے کھیلے مجھ میں لگائے جھوٹے میلے
چیکے چپکے لائے ریلے کر کے مذاق کہے اے لے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

پھول و پھل اور شاخ پہ دانے تیری قدرت سب ہی مانے
تیری حکمت پھر بھی نہ جانے کہاں پہ رکھتا ہے تو ٹھکانے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

مجھ کو مخلوق بنایا تو نے دل میں اَسرار چھپایا تو نے
دل کو تخت بنایا تو نے حق حق کہنا سکھایا تو نے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

سوال کیا اک راز کا ہم نے اچھے اک انداز کا ہم نے
ہر دم بجے وہ ساز کا ہم نے تیرے نور وناز کا ہم نے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

آگ لگایا عشق کا تو نے اپنے پاس بلا یا تو نے
سوتے دل کو جگایا تو نے دل میں نام بسایا تو نے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

تیرا طالب تیرا ہوا ہے   تن من دھن سب تیاگ دیا ہے
ظاہر ظاہر باطن کیا ہے   اپنے من میں یہی بسا ہے
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

جان کا حاکم کون بنا ہے   تیری صفت کو کس نے گنا ہے
کہتے درخت وشاخ تنا ہے   تیرے سوا کس کی ثنا ہے
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

پردہ نشیں کو پردہ کیا ہے   عیاں نہاں اس سے چھپا کیا ہے
نم ہیں آنکھیں یہ ہُوا کیا ہے   قرب وصال کی دوا کیا ہے
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

میرے من میں میرا کیا ہے   چڑھتے سورج تیرا کیا ہے
دن رات کا یہ گھیرا کیا ہے   طواف ہے کیا اور پھیرا کیا ہے
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

میرے دل میں ہلچل کیا ہے   اللہ اللہ یہ بَل کیا ہے
میری مشکل کا حل کیا ہے   دل پر مرے دَل کیا ہے
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

خود سے کیسے وہ خود ہے   سوچ کے عقل بھی بے سُد ہے
وہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے   یہی سبب ہے کہ احد ہے
حق ہو حق ہو حق ہو حق ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ

آب و آتش باد میں تو ہے ہر سُو مولیٰ تو ہر سُو ہے
تیرے سوا کس میں یہ خو ہے ہے پردہ اور تو روبرو ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

مالک مولیٰ خالق تو ہے قائم دائم رازق تو ہے
سب سے اوّل سابق تو ہے پیارے کا اپنے عاشق تو ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

کہیں پہ ہائے کہیں پہ ھُو ہے کھیل نرالا ترا ہر سُو ہے
ہر ہر قدم پہ تو ہی تو ہے تیرے سوا یہ کس کی خو ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

عیش کا جھولا کون جھلائے تنگی کے دن کون دکھائے
عزّت شہرت کون دلائے مومن کافر کون بنائے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

تیرا بندہ تیرا گائے اپنے من میں تجھ کو بلائے
ایک نہ اک دن تجھ کو پائے تیرے در سے پھر نہ جائے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

عشق میں عاشق جب روتا ہے روتے روتے ہی سوتا ہے
سوتے میں پھر کیا ہوتا ہے ذکر میں حق ھو کے کھوتا ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

تیرے در کا جو سائل ہے تیری جانب وہ مائل ہے
مولیٰ من اس کا گھائل ہے تیری مرضی کا قائل ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

نہیں صرف مرکزِ کینہ ہے یہ تو انمول نگینہ ہے
تجھ کو پانے کا جو زینہ ہے وہ تو اپنا ہی سینہ ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

جوش میں آتا جب سینہ ہے ہوتا دور اس سے کینہ ہے
بنتا انمول نگینہ ہے راہ کا تیری یہ زینہ ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

عشق میں رونا سونا ہے سونا یہاں پہ سونا ہے
پانا کیا، کیا کھونا ہے دل کے کھیت میں کیا بونا ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

حکم پہ اس کے چلتا جو ہے اچھا ہی کہلاتا سو ہے
حمد و ثنا سب اسی کی تو ہے حاکم حاکم حاکم اُو ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

آئی آواز نرالی ہے رتبہ تو تیرا عالی ہے
رنگ جمالی وجلالی ہے جھولی تیری کب خالی ہے
حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

ہجر ہے پھر بھی تو ساتھ میں ہے　　صبح و مسا اور رات میں ہے
جز کُل کی تو بارات میں ہے　　پربت رائی کی ذات میں ہے

حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

ساتھی سنگھی کوئی نہیں ہے　　عشق کی رہ میں دوئی نہیں ہے
سخت ہے راہ یہ روئی نہیں ہے　　پہچان تری ہوئی نہیں ہے

حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

عشق میں عاشق مرتا نہیں ہے　　حق کے سوا کچھ کرتا نہیں ہے
غم میں بھی آہ بھرتا نہیں ہے　　دل پر دنیا جڑتا نہیں ہے

حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

امید لگائے رضویؔ ہے　　تیرے ہی سائے رضویؔ ہے
گن تیرا گائے رضویؔ ہے　　کچھ نہ کچھ پائے رضویؔ ہے

حق ھو حق ھو حق ھو حق ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ

☆☆☆

۲

اپنا نعرہ ایک رہے گا　　ایک رہے گا نیک رہے گا
اللہ اللہ ٹھیک رہے گا　　دل کا اپنا ٹیک رہے گا

اللہ اللہ اللہ ہی گا
اللہ ہی گا اللہ ہی گا

بولو دل اللہ ھو اللہ　　کہلائے گا تب تو سچا
نور و ظلمت کون ہے اچھا　　بولو دل کا لچھا لچھا

اللہ اللہ اللہ اچھا
اللہ اچھا اللہ اچھا

ارماں ہے مَیں تجھ سے مِلتا مِل کر تجھ سے آنکھیں مَلتا
عشق میں تیرے، بندہ جلتا چاکِ گریباں پھر سے سِلتا

اللہ اللہ اللہ مِلتا
اللہ مِلتا اللہ مِلتا

کیا کرنا تھا کیا کرنے لگا فانی شے پر کیوں مرنے لگا
دل میں اپنے کیا بھرنے لگا چلتے چلتے کیوں گرنے لگا

اللہ اللہ اللہ بچا
اللہ بچا اللہ بچا

تو ہے ہر سوا ے میرے ھو کہتی ہے پھولوں کی ہر بو
پڑھتی ہے ہر اک شے ہر سو یاھو یاھو یاھو یاھو

اللہ اللہ اللہ ہر سو
اللہ ہر سو اللہ ہر سو

توبہ توبہ توبہ کرتو خود پر گنہ کا داغ نہ دھر تو
نام پہ اللہ ہی کے مَر تو دل پر قیمتی ہی شے جَر تو

اللہ اللہ اللہ کرتو
اللہ کرتو اللہ کرتو

کیا تھا کیا ہوگیا ہے دل تو سینے پر کیا رکھے ہے سِل تو
لے کے نامِ اللہ کِھل تو باقی ہے باقی سے مل تو

اللہ اللہ اللہ کہہ تو
اللہ کہہ تو اللہ کہہ تو

ابر رحمت پاس میں آ تو حکم سے اس کے مجھ پر چھاتو
دل کی لگی کو میری بجھا تو راہِ وفا نظر کو دکھا تو

اللہ اللہ اللہ یاھو
اللہ یاھو اللہ یاھو

اس کے در پر مَرتا گر تو مَر کر زندہ رہتا پھر تو
چھوڑا اس کا کیسے در تو پاتا نیا اور بھی زر تو

اللہ اللہ اللہ یاھو
اللہ یاھو اللہ یاھو

عاشق بن کر رَضویؔ رہتا عشق کے دریا میں روز بہتا
حق ھُو حق ھُو روز یہ کہتا مست ہو کے دل سے پڑھتا

اللہ اللہ اللہ یاھو
اللہ یاھو اللہ یاھو

۳

وجد میں اب. جگر نہیں آتا تو نظر کو نظر نہیں آتا
درد دل کا گھر نہیں آتا میرے گھر میں قمر نہیں آتا
وادیٔ طُور کی طرح کوئی دیکھنے میں شجر نہیں آتا
ساتھ رہتا ہے تو مرے ہر دم پھر مجھے کیوں نظر نہیں آتا
کیا قیامت ہے ہم مریضوں کو دیکھنے تک بشر نہیں آتا
راہ دشوار ہے محبّت کی اس لئے دل اِدھر نہیں آتا
بے سبب قیل وقال کرتے ہو کرنا تم کو سفر نہیں آتا
یوں ہی بیٹھے رہو گے تم رَضویؔ خود سے گھر میں ظفر نہیں آتا

۴

تو اس کی راہ میں بھول جاتا بَن کے جہاں سے پھول جاتا
اعمال جو نیک ہوتے تیرے دنیا سے کیوں تو ملول جاتا
ایماں کمانے کھانے والے نے ساتھ تیرے بول جاتا
الفت وہ کاش نبی سے رکھتا مسجد سے پھر نہ سُلول جاتا

پیتا لہو نہ غریب کا تو ۔۔۔ جنّت بقولِ رسول ﷺ جاتا
دیں کے سمجھنے کی عقل ہوتی ۔۔۔ باطل کی سُو نہ فضول جاتا
گر پاک ہوتی نگاہ تیری ۔۔۔ ہرگام راہ نہ بھول جاتا
دل سے درود و سلام پڑھتا ۔۔۔ جنّت بفیضِ رسول ﷺ جاتا
دنیا نہ بھولتی مجھ کو رضوی ۔۔۔ دنیا کو کاش میں بھول جاتا

(۵)

مرے سینے پر کُندہ ترا نام ہوجاتا ۔۔۔ ترے فضل سے مولیٰ مرا کام ہوجاتا
مری بندگی پر تیرا اکرام ہوجاتا ۔۔۔ مکمل مرا ایمان و اقدام ہوجاتا
تو ہی تو نظر آتا مرے دل کے پردے پر ۔۔۔ مجھے جانکنی کے وقت آرام ہوجاتا
تری جستجو، تیری لگن، تیری دھن میں ہوں ۔۔۔ ملے گا کہاں پر ایک الہام ہوجاتا
مدینے میں جاکے دیکھتا سبز گنبد کو ۔۔۔ جگر کو سکوں آنکھوں کو آرام ہوجاتا
مرے دل کو مل جاتی سند تیری الفت کی ۔۔۔ رہِ عشق میں اپنا بھی کچھ دام ہوجاتا
کبھی حق کبھی ھو کا وظیفہ پڑھتا رضوی ۔۔۔ یہی شغل اس کا صبح تا شام ہوجاتا

(۶)

عشق آہ و بکا نہیں کرتا ۔۔۔ جاں پہ کوئی بلا نہیں کرتا
ہے گنہگار وہ ترا بندہ ۔۔۔ عشق میں جو جلا نہیں کرتا
عشق مرغوب ہے مرے دل کو ۔۔۔ عشق سب کو ہُوا نہیں کرتا
نیک دل جان بوجھ کر کوئی ۔۔۔ بھول کر بھی خطا نہیں کرتا
خونِ انسان کے سوا ظالم ۔۔۔ جام میں کچھ بھرا نہیں کرتا
راہ پاتا نہیں بھلائی کا ۔۔۔ جو کسی کا بھلا نہیں کرتا
ڈھونڈتی تجھ کو ہے نظر میری ۔۔۔ تو کہیں پر مِلا نہیں کرتا
ذکر کا لطف وہ اُٹھاتا ہے ۔۔۔ سجدے سے جو اُٹھا نہیں کرتا
کوسنے والے اپنی قسمت کے ۔۔۔ بے سبب وہ گدا نہیں کرتا
ظالمو اب تمہاری میّت کے ۔۔۔ سر پہ کوئی دعا نہیں کرتا

خود پسندی کی ہے خوشی ورنہ — آدمی خود لُٹا نہیں کرتا
رزق کا اہتمام کرتا ہے — ظلم خود پر گدا نہیں کرتا
حالِ دل کر رہے ہو جیسے رقم — کوئی ایسے لکھا نہیں کرتا
ہم فقیروں کا ہے جگر ورنہ — کوئی احساں لیا نہیں کرتا
کھول کر کان سُن لے اے رضوؔی — رازداں راز وا نہیں کرتا

۷

مَیں زباں سے سنا نہیں سکتا — بات دل کی چھپا نہیں سکتا
جان و دل میں بسا کے تجھ کو مَیں — یاد تیری مٹا نہیں سکتا
قرب میں تیرے رہنے والا بھی — نقش تیرا بنا نہیں سکتا
آب کو نار سے سوا تیرے — بندہ کوئی ملا نہیں سکتا
سُن کے حاکم ترے سوا کوئی — آسماں کو جھکا نہیں سکتا
نعمتیں بے شمار دیں تو نے — تیرا احساں چکا نہیں سکتا
ہر جگہ تو ہی تو ہے تو ہی تو — مَیں کہاں ہوں بتا نہیں سکتا
میرے دل میں چھپا ہے تو لیکن — مَیں کسی کو دکھا نہیں سکتا
جاں پہ کر کے ستم کوئی مجھ کو — راہِ حق سے ہٹا نہیں سکتا
فضل تیرا رہے جو رضوؔی پر — نام تیرا بھلا نہیں سکتا

۸

ان کے در کا غبار ملتا — دل کو میرے قرار ملتا
دل کی باتیں مَیں ان سے کہتا — ان کا جو مجھے مزار ملتا
آنکھوں سے دیکھتا مدینہ — جینے کا اک شعار ملتا
کرتے وہ اگر مجھے اشارہ — دل سے ان پر نثار ملتا
ان کے در پر پڑا ہی رہتا — ایسا مجھ کو خمار مِلتا
کر دیتے مجھ پہ رحم آقا — مجھ کو تحفہ ہزار مِلتا
پڑھتا دل سے نماز پیارے — تجھ کو تیرا نگار مِلتا

لکھتا نعتِ نبی تو رَضوی تیرے دل کو قرار ملا

(۹)

نفس کے دام میں شدّاد زعم کر بیٹھا
خود خدا بن کے وہ تعمیرِ ارم کر بیٹھا

عام انسان کو حکمت سے بہم کر بیٹھا
اپنی شہرت کے لئے خرچ درم کر بیٹھا

بول کر کفر جہنم پہ کرم کر بیٹھا
نار میں گرنے کو وہ آگے قدم کر بیٹھا

صحبتِ یار میں دل دعوئ ہم کر بیٹھا
خود سے کیوں جان پہ اپنے وہ ستم کر بیٹھا

سنگ، سورج مہِ انجم کو صنم کر بیٹھا
اپنے ہاتھوں کے تراشے کا بھرم کر بیٹھا

آج وہ پی کے لہو مجھ پہ کرم کر بیٹھا
بات ہی بات میں سر میرا قلم کر بیٹھا

پڑھ کے لاحَولَ وَلا کام اہم کر بیٹھا
راہ میں بیٹھے ہوئے دُزد پہ دم کر بیٹھا

فکر عقبیٰ کی رہی خونِ منم کر بیٹھا
نام عاشق میں لکھانے کی قسم کر بیٹھا

دیکھ کر اس کا کرم آنکھوں کو نم کر بیٹھا
بات بنتے ہی مَیں سر سجدے میں خم کر بیٹھا

وجد کرتا ہے مرے قتل پہ قاتل میرا
چھوڑ کر خوفِ خدا خود پہ زعم کر بیٹھا

دیکھ کر حال بُرا اپنے رفیقوں کا مَیں
جان و دل روح پہ تحریرِ الم کر بیٹھا

بیٹھ کر گوشۂ تنہائی میں تو اے رَضوی
حال ماضی کے بہت قصے رقم کر بیٹھا

(۱۰)

درد دل کی مرے صدا لے جا
میری جاں میری سب بلا لے جا

میرے گھر میرے در مرے سر سے
رنج و غم درد کی گھٹا لے جا

سامنے سے مریضِ الفت کے
چارہ گر اپنی تو دوا لے جا

حکم ملتے ہی ہر خطا میری
دُور مجھ سے کہیں صبا لے جا

آنکھ کھل جائے گی مرے دل کی
عشق کی اے ہَوا انا لے جا

خاک ہے، ہے مگر شفا اس میں
ساتھ اپنے اے دل جلا لے جا

روبرو اس کے کہہ دیا اس نے
ہے امانت تری رِدا لے جا

رکھ کے پردے میں ایک پردے کو
کہہ دیا جان سے وفا لے جا

تشنگی دید کی بڑھا میری
غیر کی یاد کا دِیا لے جا

لمحہ لمحہ مجھے ستاتی ہے — میری جاں میں چھپی بلا لے جا
روز ہی پیار سے وہ کہتا ہے — عشق در سے مرے گدا لے جا
اے مَلَک عشق کی صدا ہے یہ — اپنے دامن میں تو چھپا لے جا
مضطرب جان کی صداؤں کو — بے خطر راہ سے حیا لے جا
ختم ہوگی نہ زندگی تیری — میکدے سے مئے بقا لے جا
حُسن توبہ پہ تو فدا ہو کر — توبہ کی ایک اک بلا لے جا
تابِ گل، حُسنِ گل، صفاتِ گل — میرے گل کی ہراک ادا لے جا
خاک سے ایک گل بنا کر وہ — بولا اے جانِ گل ثنا لے جا
جانِ گل میں جہان کو رکھ کر — جاں سے بولا مزا پتا لے جا
ہے ہراک شے ترے خزانے میں — بندہ تو چاہ کر نشہ لے جا
موت ہی موت ہے جدائی میں — موت سے مجھ کو تو اٹھا لے جا
نفس سرکش لعین شیطاں کا — داب کر ہاتھ میں گلا لے جا
دیکھنے کو لقائے دل رَضوی — آئینہ نور کا اٹھا لے جا

۱۱

میرے دل کو پتا، ہے چلا ہے چلا — ہر طرف تو ہی تو، ہے خدا ہے خدا
ساری مخلوق سے، ہے جدا ہے جدا — سب پہ حاوی وہی، ہے خدا ہے خدا
نام لیتی ترا گیت گاتی سدا — تو ہی تو، تو ہی تو، ہے فضا ہے فضا
جانِ مغموم پر برسے گی جھوم کر — رحم کی چھا گئی، ہے گھٹا ہے گھٹا
چوم کر خاکِ در آگئی میرے گھر — لے کے جو برکتیں، ہے صبا ہے صبا
تیری توفیق سے میری تقدیر نے — جام الفت پیا، ہے سدا ہے سدا
ہر خوشی لوٹ کر آئے گی پھر اِدھر — بخت ہے اوج پر، ہے عطا ہے عطا
بخش دے گا مجھے اپنے وہ فضل سے — بندہ ہوں، وہ مرا، ہے خدا ہے خدا
وا ہوا باب سب رحمتوں کے سبب — نفس میرا تجھے، ہے پتا ہے پتا
کیا مری رات ہے عشق کی بات ہے — رہنے میں روبرو، ہے مزا ہے مزا

کر کے خم تو جبیں توبہ کر توبہ کر ہر گنہ کی یہی، ہے دوا ہے دوا
اُتنی جلدی نہ کر اس درِ پاک پر دو قدم پر کھڑی، ہے شفا ہے شفا
جانِ غمگین تو دل پہ لکھ لے لۂ عاشقوں کی یہی، ہے ادا ہے ادا
چاہتوں کی یہ مے پینے کی ہے یہ شے کیوں کہ اس میں چھپا، ہے نشہ ہے نشہ
دیکھئے غور سے عشق کے باغ میں پھول تازہ یہاں، ہے کھلا ہے کھلا
گوشۂ بند میں چپکے سے پیجئے کہئے ہر گھونٹ پر، ہے دوا ہے دوا
اک نظر مجھ پہ کر بھیک دے گود بھر در پہ کب سے کھڑا، ہے گدا ہے گدا
دل بلکتا نہیں آنکھ روتی نہیں عاشقو! جان لو ہے خطا ہے خطا
دل مرے غم نہ کر سوز تو کم نہ کر دُور تجھ سے نہیں ہے ضیا ہے ضیا
میکدے میں پڑا کر رہا ہے فغاں بندہ عاجز ترا ہے شہا ہے شہا
کیا کروگے جہاں لے کے رضوی میاں یہ رہِ عشق میں ہے بلا ہے بلا

۱۲

رنگ اپنا جہاں سے بنایا جُدا عشق میں، تیرے جلتا رہوں یا خدا
بندہ در پر ترے کر رہا ہے ندا اک نظر ڈال دے نکلے دل سے سدا
یا خدا یا خدا یا خدا یا خدا
کب تلک بندہ روتا رہے گا ترا پا! رگڑتا رہے گا یہ غم میں گِھرا
بحرِ وحدت کا ملتا نہیں ہے سِرا تو بتا دے ذرا مجھ کو اپنا پتا
یا خدا یا خدا یا خدا یا خدا
جان کو میری بیدار کر دے خدا اور کہہ دے کہ تو اپنی ہستی لٹا
جان میں اپنی تو میرا پا جا پتا جان کا میری ہوجائے نعرہ سدا
یا خدا یا خدا یا خدا یا خدا
دل جلے گا مرا تو ملے گا خدا اپنے دل میں یقیں ایسا کرلوں سدا
اک نظر دل پہ جو ڈال دے تو ذرا دُور ہو جائے سارا یہ شکوہ گِلہ
یا خدا یا خدا یا خدا یا خدا

کون دیتا مجھے ذوق ہے تو بتا — دل مرا گیت گاتا ہے تیرا سدا
در پہ روتا ترے کس لیئے ہے گدا — کون دل پر چڑھاتا مرے ہے نشہ
یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

بے سبب تو کسی کو ستاتا نہیں — نعمتیں دے کے احساں جتاتا نہیں
کب کہاں پر ملے گا بتاتا نہیں — روبرو ہو کے مجھ کو بتا دے ذرا
یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

ٹوٹ کر ابرِ رحمت برستا نہیں — نورِ دل پر مرے اب اُترتا نہیں
زخم پر میرے مرہم چھڑکتا نہیں — تو نہ دے گا مجھے کون دے گا شفا
یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

تو مجھے جلوہ اپنا دکھاتا نہیں — ملنے کی راہ مجھ کو بتاتا نہیں
ڈھونڈتا ہوں پتا تیرا پاتا نہیں — جلوہ اپنا دکھادے مجھے تو ذرا
یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

ڈوب کر عشق میں بندہ تیرے مَرے — جب دھرے سامنے تیرے وہ سر دھرے
جب بھرے عشق کی بھیک سے دل بھرے — مانگتا در پہ ایسی ترے ہے دعا
یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

بھیک میں لعل و گوہر امارت نہ دے — دُور تجھ سے جو کردے وہ دولت نہ دے
عشق کو میرے کوئی خجالت نہ دے — پردہ رُخ سے اٹھا کر دکھا دے لقا
یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

لب پہ جاری مرے یاالٰہی رہے — نام پیارا ترا پیارے کافی رہے
ذکر میری زباں پر یہ باقی رہے — رنگ چھائے مرے گرد پھر خوشنما
یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

بھیج ایسی ہوا غنچۂ دل کھلے — راستہ وہ دکھا جس سے منزل ملے
چاک دل کا مرے در پہ ترے سلے — میری ہوجائے مقبول اب تو دعا
یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

رنگ باطل خودی سے مٹا کر کہے
بندہ در پر ترے سر جھکا کر کہے
عشق میں تیرے وہ دل جلا کر کہے
تیرا جیسا نہیں ہے کوئی دوسرا

یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

بندگی پر ترے بندہ مامور ہے
سینے میں اپنے رکھتا حسیں طور ہے
سامنے ہے مگر تُو، تُو مستور ہے
جلوہ فرما کے اپنے گلے سے لگا

یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

کیسا پیارا مرے عشق کا رنگ ہے
دیکھ کر چرخ کی عقل بھی دنگ ہے
عرش پر ہے مگر بندے کے سنگ ہے
بندہ کیا جانے، کیا ہے ترا مرتبہ

یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

جانتا درد دل کا مرے حال ہے
ہاتھ میں اپنے دنیا لئے جال ہے
کتنے غم میں گِھرا عشق کا لعل ہے
کہہ رہا ہے گدا کردے غم کو فنا

یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

طاقِ دل میرا مدّت سے سُنسان ہے
جلوہ اپنا دکھادے یہ ارمان ہے
جان میں میری آ تو میری جان ہے
کر رہا ہوں سدا تجھ سے میں التجا

یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

در پہ روتا ترے ایک مستان ہے
دیکھنے کو تجھے وہ پریشان ہے
کہتا عاشق ترا اے مری جان ہے
کب ملے گا اسے تو بتادے ذرا

یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

بندہ رَضوِی گنہگار ہے یاخدا
اپنی رحمت میں اس کو چھپالے ذرا
عشق کا جام اس کو پلا ساقیا
در پہ تیرے لگاتا رہے وہ صدا

یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

۱۴۳

حرف، نقطہ، سطر سدا تیرا
دشت وصحرا شجر سدا تیرا
کوہ ودریا حجر سدا تیرا
پھول کانٹا گہر سدا تیرا

بحر و بر خشک و تر سدا تیرا ہے منوّر قمر سدا تیرا
کہہ رہا ہے گزر سدا تیرا ہر طرف ہے سفر سدا تیرا
منتظر میکدے میں بیٹھا ہے دیکھنے کو اثر سدا تیرا
تیری حکمت تری حقیقت سے بندہ ہے بے خبر سدا تیرا
کر رہا ہے دعا ترے در پر ایک عاصی بشر سدا تیرا
بندہ اقرار کرتا ہے تجھ سے خاک ہوں، ہوں مگر سدا تیرا
ہر طرف ہوتا ہے ترا چرچا اے مرے باثر سدا تیرا
رات دن صبح و شام ہر ساعت نام ہے معتبر سدا تیرا
نام لیتا رہے ترا رضوی ہر جگہ عمر بھر سدا تیرا

۱۴

دینِ اسلام ہے دیا تیرا مجھ پہ احسان ہے سدا تیرا
عقل کی شکل میں مرے تن میں قیمتی لعل ہے جڑا تیرا
حکم سے تیرے میری قسمت کا حال سارا قلم لکھا تیرا
خوشنما رنگ میں عیاں ہوکر گل چمن میں نیا کھِلا تیرا
چھوڑ کر در ترا نہ جائے گا غیر کے در پہ یہ گدا تیرا
جان و دل سے تیری ثنا کرتا بندہ تیری طرف چلا تیرا
کیا نشہ بھر دیا مرے دل میں چپکے سے فضل کا ھما تیرا
ہاتھ ملتا رہا مرا دشمن میں چڑھاتا رہا نشہ تیرا
بولتا عشق ہے مرا مجھ سے خیر سے ہوگا خاتمہ تیرا
اک نظر کردے اپنے رضوی پر نام لیتا رہے خدا تیرا

۱۵

عشق تو لاجواب ہے میرا سب سے عمدہ یہ خواب ہے میرا
ڈھونڈتا اپنے دل میں ہوں تجھ کو مشغلہ یہ گلاب ہے میرا
موت بھی زیست کی طرح ہوگی روز کہتا نصاب ہے میرا

کون مضبوط ہاتھوں سے پکڑے — زندگی کا رُباب ہے میرا
جان وتن پر مرے برستا ہے — آہِ دل کا سحاب ہے میرا
اک تو ہی تو ہر ایک شے میں ہے — منکروں کو جواب ہے میرا
خاک پر ناز ہے مرے دل کو — دل جو عزت مآب ہے میرا
آپ اہلِ نظر نہیں ورنہ — عشق تو آفتاب ہے میرا
آپ سے میں کہاں مخاطب ہوں — اپنی جاں سے خطاب ہے میرا
کھول کر آنکھ دیکھئے پھر سے — صاف لکھا حساب ہے میرا
دیکھئے ہاتھ سے ذرا چھو کر — نرم کتنا تراب ہے میرا
گر نہ جائے کہیں سمندر میں — تھامیئے یہ حباب ہے میرا
راز کو کردیا عیاں میں نے — یہ طریقہ خراب ہے میرا
کیجئے اک نگاہ رضوی پر — حال خستہ جناب ہے میرا

مندرجہ ذیل کلام۔۲۴ رجنوری ۲۰۰۸ء کو المالطیفی ہال ممبئی کے "طرحی" مشاعرہ میں پڑھا تھا

مسلک احمد رضا

(۱۶)

گونجتی ہرسُو صدا ہے مسلکِ احمد رضا — میرے آقا کی عطا ہے مسلکِ احمد رضا
میری رَگ رَگ میں بَسا ہے مسلکِ احمد رضا — عشق کے ہاتھوں پلا ہے مسلکِ احمد رضا
جام الفت کا پلاتا تھا پلاتا ہے ہمیں — مسلکِ احمد رضا ہے مسلکِ احمد رضا
یار احمد[1]، ہاشم[2] و محبوبِ ملت[3] کہہ گئے — کیا ہی اچھا یا خدا ہے مسلکِ احمد رضا
شیخ صالح[4]، حضرت یوسف[5] واحد[6] کہتے ہیں — عشق کی میرے چلا ہے مسلکِ احمد رضا
کہہ گئے خاکی میاں[7] اچھے میاں[8] نوری میاں[9] — مردِ مومن کی ندا ہے مسلکِ احمد رضا
مسکرا کر ازہری[10]، اظہر[11] ابھی کہنے لگے — تھی بقا تجھ کو بقا ہے مسلکِ احمد رضا
آئینہ دل کو کوئی اب میرے بھاتا ہی نہیں — آئینے کا آئینہ ہے مسلکِ احمد رضا
زندہ تھا یہ، زندہ ہے یہ، زندگی دیتا ہے یہ — زندوں کا نعرہ سدا ہے مسلکِ احمد رضا

ہو گئے ممتاز سب سے، ہو گئے مختار ہم
جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کا عصا ہے مسلکِ احمد رضا

بد عقیدو، باطلو، ایمان فروشو جان لو
تھا جدا تم سے جدا ہے مسلکِ احمد رضا

ہم منائیں گے اُسے، ہم تو بلائیں گے اُسے
کہنے سے جو دل خفا ہے مسلکِ احمد رضا

مَیں نہ ہوتا عشق کے یاں پھول کھلتے ہی نہیں
کہہ رہا صبح و مسا ہے مسلکِ احمد رضا

مِل کے سب عشقِ رضا میں ڈوب جاؤ سنیّو
دے رہا تم کو ندا ہے مسلکِ احمد رضا

سر کٹا کر جاں لُٹا کر زندہ رکھنا ہے اسے
رضوی تیرا رہنما ہے مسلکِ احمد رضا

☆☆☆

۱ مفسرِ قرآن علامہ احمد یار خاں نعیمی ۲ حافظ سید ابوالہاشم سابق امام پھول گلی مسجد ممبئی ۳ مولانا مفتی محبوب علی خاں سابق امام سنی بڑی مسجد مدنپورہ ممبئی ۴ شیخ صالح ۵ حضرت یوسف ۶ احمد۔ یہ تینوں مکی بزرگ ہیں جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کی کتاب ''الدولۃ المکیہ'' پر تقاریز لکھی ہیں ۷ خاکی میاں، اصل نام نعمت علی ہے، خاکی بابا کے نام سے مشہور ہیں، آپ کی جائے پیدائش موضع ددری، ضلع سیتامڑھی ہے، ۸۔ اچھے میاں مارہرہ شریف کے بزرگ اور اعلیٰ حضرت کے پیر و مرشد ہیں۔ ۹۔ نوری میاں مارہرہ شریف کے بزرگ اور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری کے پیر و مرشد۔ ۱۰۔ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری بریلوی۔ ۱۱۔ حافظ مولانا سید سراج اظہر، رضا مسجد، پھول گلی، بھنڈی بازار، ممبئی۔

(۱۷)

عشقِ احمد میں کامل ہے احمد رضا
پاسِ احمد کا حامل ہے احمد رضا

والضحیٰ کا لقب رب نے جس کو دیا
اس کی چوکھٹ کا سائل ہے احمد رضا

حضرتِ بکر و عثمان و فاروق کے
نقشِ اوّل کا عامل ہے احمد رضا

ذاتِ احمد میں جو ڈھونڈتے ہیں کمی
ایسے لوگوں کا قاتل ہے احمد رضا

اہلسنت کی پہچان بن کر اٹھا
اہلسنّت کا حاصل ہے احمد رضا

اس کے خامہ سے لرزاں ہے باطل کا دل
سر پہ باطل کے نازل ہے احمد رضا

اہلِ حق کی محبت کا داعی ہے وہ
حُسنِ ایماں پہ مائل ہے احمد رضا

بھولی سنت کو زندہ عمل سے کیا
اہلِ جنّت میں شامل ہے احمد رضا

کر دو اعلان باطل میں رضوؔی ذرا غوث و خواجہ سے واصل ہے احمد رضا

(۱۸)

کیجئے مجھ پہ اک نظر آقا ہے بہت دُور کا سفر آقا
بندہ تنہا چلا اگر آقا لُوٹ لے گا سفر میں شر آقا
فتنوں کی کیا مجال پاس آئیں آپ رکھیں نظر اگر آقا
آپ کے صدقے میں خدا نے ہمیں دے دیا دین کا گہر آقا
لاج رکھ لیجئے غلاموں کی پھرنے دیجئے نہ در بدر آقا
ہم گداؤں کو مانگنے کے لئے اور کوئی نہیں ہے در آقا
دیجئے ہم کو اپنے ہاتھوں سے عشق و عرفان کا گہر آقا
صاف ہوجائے آینہ دل کا آپ کا ہوا گر اثر آقا
آپ چاہیں تو پل میں بن جائے کام بگڑا ہوا دِگر آقا
کیجئے ہند کے مسلماں پر اپنی رحمت کی اک نظر آقا
سوختہ بخت کو لئے رضوؔی پھر رہا ہے اِدھر اُدھر آقا

(۱۹)

مرتبہ اعلیٰ ہے آقا آپ کا والضحیٰ چہرہ ہے آقا آپ کا
آسماں تا عرش و جنّت فرش پر ہر جگہ چرچا ہے آقا آپ کا
چاند سورج ہاتھ باندھے آگئے معجزہ ایسا ہے آقا آپ کا
حشر میں بھی نعت ہوگی آپ کی خود خدا کہتا ہے آقا آپ کا
نارِ دوزخ سے رہیں گے دُور ہم جانفزا مژدہ ہے آقا آپ کا
اپنے جیسا کیسے سمجھیں آپ کو جب لقب طٰہٰ ہے آقا آپ کا
عرش و کرسی، لامکاں اک اک سماں سب کا سب دیکھا ہے آقا آپ کا
جان میری، دل مرا، آنکھیں مری سب کا سب صدقہ ہے آقا آپ کا
شیث و موسیٰ، ہود و عیسیٰ (علیہم السلام) کی جبیں نور کا ہالہ ہے آقا آپ کا
عشق و الفت کی دوائیں دیجئے مانگتا بندہ ہے آقا آپ کا

خاک و خس جیسا ہے رضوؔی آپ کا | آپ کا بندہ ہے آقا آپ کا

۲۰

حُسن آرا ذات والا نور کا | زلفِ مشکی لب ہے پیارا نور کا
ہر ادا ہر کام اعلیٰ نور کا | تا ابد سر پر ہے سایا نور کا
دیدنی ہے حُسن یکتا نور کا | سارے عالم میں ہے چرچا نور کا
ماہِ طیبہ بن کے آیا نور کا | ہر طرف پھیلا اُجالا نور کا
عرش سے اُترا پھریرا نور کا | فرش پر چمکا ستارا نور کا
فرشِ گیتی عرشِ اعلیٰ نے کہا | ہر جگہ پیارے ہے قبضہ نور کا
آمنہ بی بی تری آغوش میں | عرش سے آیا ہے تارا نور کا
مطّلب کی آنکھ خیرہ ہوگئی | دیکھ کر شب میں سویرا نور کا
ہو مبارک حضرتِ عبّاس کو | بولتا قرآں کا پارا نور کا
عاتکہ ،حمزہ وطالب نے کہا | کعبے کے کعبہ کو دیکھا نور کا
باادب کعبہ جھکا ان کی طرف | مرتبہ کتنا ہے اونچا نور کا
سن کے یہ دشت وجبل سب جھوم اٹھے | آرہا ہے شاہِ والا نور کا
منہ چھپائے کیوں کھڑی ہے تیرگی | دیکھ لے آنکھوں سے جلوہ نور کا
دیکھنے کو کیا رہا رضوؔی کو اب | دیکھ آیا ہے سراپا نور کا

۲۱

ہے کھُلا اب بھی باب توبہ کا | تم بجاتے رباب توبہ کا
بنتِ انگور کو نہیں پیتے | پڑھتے گر تم نصاب توبہ کا
اے گنہگارو اپنی لغزش پر | ڈال دیتے حجاب توبہ کا
آنکھ سے اپنی دیکھیں گے تائب | روزِ محشر ثواب توبہ کا
بخش دے گا خدا قیامت میں | جو سُنے گا خطاب توبہ کا
اپنے ہاتھوں سے تم گناہوں کے | منھ پہ مَلتے تراب توبہ کا
باغِ اعمال کی زمینوں پر | کِھل رہا ہے گلاب توبہ کا

ڈالنے کو مَلَک گناہوں پر
لے کے آئے نقاب توبہ کا
توبہ کرکے نہ پھر کرے کوئی
بس یہی ہے جواب توبہ کا
اشک آنکھوں سے تو بہا رؔضوی
تجھ پہ برسے سحاب توبہ کا

۲۲

لیجئے نام اپنے پیارے کا
تذکرہ کیجئے ستارے کا
لیجئے نام اور دم بھریئے
دیکھئے کام پھر اشارے کا
آپ کا ہی سہارا ہے اس کو
بندہ محتاج ہے سہارے کا
پوچھئے میرے دشمنوں سے اب
کام کیسے ہوا خسارے کا
شمع دل کی مرے مچلتی ہے
ٹوٹتا سنگ ہے کنارے کا
میری جاں کا، مرا، مرے دل کا
دیکھئے آج کھیل سارے کا
ذِکر سے فکر سے دعاؤں سے
توڑیئے زور ہر شرارے کا
پڑھیے ہر صبح وشام قرآں کو
لوٹیے فیض تیس پارے کا
جاکے دیکھ آیئے گلستاں میں
حُسنِ زیبا ذرا ہزارے کا
ہاتھ سر پر رہے مرے ہر دم
یاخدا شاہ کے دُلارے کا
کام لے میری جان ہمّت سے
موڑ دے رُخ لعین دھارے کا
کام سے اپنے کام رکھ رؔضوی
کھیل ہرگز نہ کھیل ہارے کا

۲۳

غم زدوں کو غرور کیا ہوگا
بے کسوں کو سرور کیا ہوگا
خود سے دریا عبور کیا ہوگا
سچّے دل میں فتور کیا ہوگا
راستہ سیدھا ہے اگر تیرا
تجھ سے کوئی قصور کیا ہوگا
جس کو انعام مل گیا اُس سے
اس کے دل میں فتور کیا ہوگا
مَیل ہی مَیل ہے جما جس کے
اس کے دل پر ظہور کیا ہوگا
جس کے سر پر ہوا کرم تیرا
تیرے در سے وہ دُور کیا ہوگا
مل گیا جس کو بھی سہارا ترا
اس سے سرزد قصور کیا ہوگا

عشق میں دل جلا نہیں جس کا — اس کا دل پیارے طُور کیا ہوگا
گھِر گیا ہے بلاؤں سے رضوی — رضوی کا اب حضور کیا ہوگا

(۲۴)

بھر کے اونچی اُڑان کیا ہوگا — جلتی ہے اپنی جان کیا ہوگا
دُور ہے ارمغان کیا ہوگا — راہ میں ہے چٹان کیا ہوگا
اس طرح رونے سے تری جاں کا — اے دلِ نوجوان کیا ہوگا
زندگی بار بار کہتی ہے — لے کے دولت کی کان کیا ہوگا
پی رہا ہے مئے محبت وہ — اس کے دل میں جہان کیا ہوگا
تیری تعریف کے علاوہ بھی — بولتی ہے زبان کیا ہوگا
اک حسین دلربا کی الفت میں — رُو رہا ہے جوان کیا ہوگا
تیری شایانِ شان کر نہ سکا — بندہ تیرا بیان کیا ہوگا
راہ میں چلتے چلتے دنیا کا — آ گیا دل میں دھیان کیا ہوگا
راہِ الفت میں وہ جو باقی ہے — وہ کڑا امتحان کیا ہوگا
خاک ہی چھاننا ہے جب قسمت — پھر بتا کر تکان کیا ہوگا
مجھ سے مضبوط ہے مرا دشمن — تو دکھا کر سنان کیا ہوگا
روز کہتا ہے وہ دِوانے سے — تیرا خالی مکان کیا ہوگا
دل لُٹا کر ہی پائے گا رضوی — رکھ کے دل کا مکان کیا ہوگا

(۲۵)

لحد میں کیا تیرا حال ہوگا — ضرور تجھ کو خیال ہوگا
نہ مال ودولت نہ لعل ہوگا — نہ کوئی پُرسانِ حال ہوگا
اُداس دل غم زدہ ہے چہرہ — نہ جانے کیا کیا سوال ہوگا
یہ گھر وہ گھر ہے جہاں سے کوئی — نکل کے جائے محال ہوگا
مجھے ہے معلوم حال اپنا — عروج ہوگا زوال ہوگا
ارم کا بستر ملے گا اس کو — عمل کا صالح منال ہوگا

اسے نہ جنّت ملے گی جس کو نہ آخرت کا خیال ہوگا
تڑپ رہا ہے نبی کی خاطر وہیں پہ ان سے وصال ہوگا
عمل سے توڑو کسل کو رَضوی نہیں تو اک دن ملال ہوگا

(۲۶)

نبی کے صدقے ملے گی جنّت سقر میں جانا حرام ہوگا
بسالو دل میں نبی کی الفت نہیں تو دوزخ مقام ہوگا
جہاں سے اعلیٰ گماں سے بڑھ کر ارم کا سارا نظام ہوگا
وہاں پہ ہوگا خدا جلوہ وہیں پہ اس سے کلام ہوگا
نہ رنج وغم، نے ملال ہوں گے، نہ مال ودولت کی فکر ہوگی
مٹے نہ اپنی جہاں پہ ہستی وہیں پہ اپنا قیام ہوگا
رہے گا اک حال پر ہی انساں کبھی نہ ہوگا وہاں پہ بوڑھا
بفضلِ ربی شباب تن میں سُرور دل میں مدام ہوگا
مرض نہ ہوگا، نہ موت ہوگی، نہ ہوگا ماتم کسی کے دم کا
خوشی کے سائے بشر کے غم کا تمام قصّہ تمام ہوگا
نہ خوفِ حرفت، نہ رنج صنعت، نہ فکر روزی کی دل میں ہوگی
ملیں گے ہر ذائقے کے میوے سبھی طرح کا طعام ہوگا
کرو عبادت خدا کی رَضوی، ملا ہے موقع جہاں میں تم کو
وہاں نہ ہوں گے نماز وروزے نہ بندگی کا نظام ہوگا

(۲۷)

پردہ رُخ سے ہٹا نہیں ہوگا پینے میں کچھ مزا نہیں ہوگا
پردے میں تو چھپا نہیں ہوگا عاشقوں کا بھلا نہیں ہوگا
تیری قدرت سے کیا نہیں ہوگا تجھ پہ دل کیوں فدا نہیں ہوگا
پی رہا ہے جو مدّتوں سے مئے کیسے اس پر نشہ نہیں ہوگا
لکھ دیا تونے جو مقدر میں اس سے بڑھ کر عطا نہیں ہوگا

نعمتیں بے شمار ہیں تیری بندے نے سب گنا نہیں ہوگا
چھوڑ کر چل دیا جو در تیرا اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا
آیئے عشق کا سبق پڑھیے ایسے تو دل فنا نہیں ہوگا
دُور رکھیے جہان کو دل سے ورنہ دل کو نشہ نہیں ہوگا
کیجئے عہد پختہ اب رضوی دل خدا سے جدا نہیں ہوگا

۲۸

دل سے تو اگر صدا کرے گا محبوب کا در کھُلا کرے گا
مضبوط نہیں ہے تیری ہمت تو کیسے اُسے ندا کرے گا
وہ دل سے تجھے گلے لگا کر سب قرض ترا ادا کرے گا
جو دَرد مرا نہ جانتا ہو وہ کیسے مری دوا کرے گا
ہے چاک پہ چاک تیرا دامن تو کیسے مجھے ہَوا کرے گا
اک بار یقیں دلادے پیارے ہر گام مجھے مِلا کرے گا
اظہارِ خیال کردیا جب اب راز کہاں چھپا کرے گا
بیمارِ نظر سے بچ کے رضوی دن رات الگ چلا کرے گا

۲۹

مقبول دعا خدا کرے گا دنیا سے مجھے جدا کرے گا
عرفانِ نظر عطا کرے گا آنکھوں کو ضیا دیا کرے گا
نعلینِ نبی کے صدقے میرا سب کام سدا بنا کرے گا
میلادِ نبی کے ہم ہیں قائل میلادِ نبی ہُوا کرے گا
محبوبِ خدا رؤف کو دل مختارِ جہاں کہا کرے گا
عیّار و جفا شعار پر دل تنقید کھلی کیا کرے گا
اقطاب ولی کا مجھ پہ سایا منظورِ خدا رہا کرے گا
توفیقِ خدا ملے گی جس کو اسلام پہ وہ چلا کرے گا
فاروق وغنی علی کا عاشق قربان خزانہ کیا کرے گا

ناموسِ نبی ﷺ پہ جاں لُٹا کر　　جنّت میں سدا مزا کرے گا
شیطانِ رجیم پر مسلماں　　لاحول و دعا پڑھا کرے گا
عرفات و منیٰ کے وصف لکھو　　مشہور تمہیں خدا کرے گا
سرکارِ ابد قرار پر تو　　دل جان و جگر فدا کرے گا
معلوم نہیں ہے حشر اپنا !　　اوروں کا کیا پتا کرے گا
یاقوت و گہر کا دل دِوانہ　　انسان کا کیا بھلا کرے گا
شمشیر نہیں ہے پاس جس کے　　اعداک و کیا گنا کرے گا
اصلاحِ عمل کا ہے ارادہ　　توفیق خدا عطا کرے گا
اللہ (عزوجل) و رسول ﷺ کے کرم سے　　ادریس میاں بھلا کرے گا

(۳۰)

نہ رنج وغم ، نے الم میرے گھر میں اللہ رہے گا
نہ نخوت، نے شان میرے جگر میں اللہ رہے گا
صدائے دنیا نہ حبِّ خزینہ نے چاہتِ زر
رہے گا تو میرے جان وجگر میں اللہ رہے گا
فنا ہو کہ یا بقا ہو، جفا ہو کہ یا عطا ہو
شکست ہوکہ یا ظفر چشمِ سر میں اللہ رہے گا
زباں میں ،دل میں ،دہن میں،نظر میں سروعلن میں
الم میں،غم میں،میری رہ گزر میں اللہ رہے گا
مرے ایماں کے چمن میں،سخن میں ذکرِ حسن میں
محبت میں عشق کے بام ودر میں اللہ رہے گا
قلم کے،نظمِ ثنا کے، نگہ کے ،علم وعمل کے
وفاکے ،مدحت کے سب کے اثر میں اللہ رہے گا
دُکھایا ہے میرے دل کو،جلایا ہے میرے تن کو
دُکھے ہوئے جان ودل کے گھر میں اللہ رہے گا

نہ گھبراؤ مشفقو، محسنو اب تم لوٹ جاؤ
نہ رُوؤ کہ ساتھ میرے سفر میں اللہ رہے گا
یقیں ہے رضوؔی کو خلوت میں جلوت میں جان وتن میں
ہمیشہ تھا، ہے، رہے گا، بھر میں اللہ رہے گا

۳۱

ضرب دل پر لگا — غنچۂ دل کھلا
اک نئی رہ بنا — نفس کو کر فنا
جان کا ہو بھلا — رکھ قدم واں نیا
جامِ الفت پلا — کام میرا بنا
پا کے سب کچھ کوئی — تیرے در سے چلا
گر کے قدموں میں وہ — کہہ اٹھا کر بھلا
روٹھ کر دل مرا — کس کے در پر چلا
سازِ دل چُپ ہُوا — آ کے اس کو بنا
عشق کی راہ میں — دل کی پونجی لگا
چھوڑ کر نفس کو — ہاتھ دل سے مِلا
یار آئے اگر — دل سے میرے ملا
آنکھ بے تاب ہے — حُسن مجھ کو دکھا
چھپ کے پردے میں تو — دل کو میرے جَلا
زندگی موت ہے — موت کو کہہ بقا
کر کرم مجھ پہ تو — عشق کی دے ہَوا
آہ رضوؔی نہ کر — غم کو دل سے بھُلا

۳۲

حال بدلا کمال بھی بدلا — عاشقوں کا جمال بھی بدلا
گرمیِ عشق سوزِ مستی میں — جان ودل کا اُبال بھی بدلا

آہ و فریاد نالۂ دل سے دل پہ حاوی ملال بھی بدلا
تیری قدرت تیری اشارت سے میرا کارِ محال بھی بدلا
عشق میں تیرے رہنے والے کا حکم سے تیرے حال بھی بدلا
ہم نشیں کے بدلنے سے رضویؔ تیرے دل کا سوال بھی بدلا

۳۴

ے پلا دل جَلا
ہے دعا یا خدا
نفس ہے بے وفا
ہے مری التجا
ایسی دے تو دوا
قلب ہو آئینہ
جاں بنے خوشنما
مَیں کہوں کر بھلا
جان و دل ہر ادا
لب پہ ہو اک صدا
سابقؔ دائما
تجھ پہ ہے سب فدا
مجھ کو بھی کر عطا
عشق کی وہ دوا
دَرد ہو لا دوا
میکشی کی بلا
بے خودی کو مِلا
رو برو میرے لا
اس میں ہو جاں فنا

دیکھ لوں مَیں بقا
حال کو کر سوا
نفس کا ہے گلہ
اوج میں جب مزا
دیکھ لوں جب بقا
لا مکاں منتہا
میرا ہو اک خدا

۳۴

مجھ پہ آئی ہے وقت مرے رہنما — ہے دعا کی ضرورت مرے رہنما
حالِ دل پر کرم کی چلا دو ہوا — غم سے مل جائے فرصت مرے رہنما
پھر پھرا کر پھر ابھر ترے در پہ مَیں — عفُو کی ہو شفاعت مرے رہنما
جب مِلا جو مِلا جس قدر بھی مِلا — ہے یہ تیری کرامت مرے رہنما
جب نظر کی ادا کو بنایا کسک — ہے خفا اہلِ ثروت مرے رہنما
دل سجا کر کھڑی ہے مری تشنگی — کچھ نہ کچھ ہو عنایت مرے رہنما
تجھ سے در پر ترے کیا کہوں مدّعا — ہے عیاں میری حالت مرے رہنما
کس لئے مَیں کروں رازِ دل کو عیاں — آپ کی ہے امانت مرے رہنما
ڈھونڈتی پھر رہی ہیں نگاہیں مری — نور کی پاک نکہت مرے رہنما
جائے کِھل مثلِ گل قلبِ رَضوی شہا — کردو ایسی عنایت مرے رہنما

۳۵

ہُوا جو ، ہو رہا ہے جو ، اسے تقدیر ہی جانا
رہا خاموش ہر دکھ درد کو اکسیر ہی جانا
گنہ میرے مٹانے کو بلائیں مجھ پہ آتی ہیں
سیہ راتوں کے پردے میں سدا تنویر ہی جانا
پلا کر عشق کا بادہ مجھے وہ بے خودی دیدی

کتابِ دل لُٹانے کو کہا تعمیر ہی جانا
حَسیں صورت، حَسیں راتیں، حَسیں محفل، حَسیں باتیں
قیامت کرگئی برپا مگر تقدیر ہی جانا
جودل میں جھانک کردیکھا اسے دیکھا اسے پایا
کہ خودکو احسنِ تقویم کی تفسیر ہی جانا
نقابِ رُخ اٹھانے کی نہیں مجھ میں ذرا ہمّت
رہا خاموش قدموں میں کھڑا توقیر ہی جانا
محبت میں سلگنے، عشق میں رونے کو رَضوی نے
ہمیشہ کاتبِ تقدیر کی تحریر ہی جانا

۳۶

کام دے گا مجھے نشہ اپنا — ہاتھ میں ہوگا جب عصا اپنا
عشق کا رنگ ہے جدا اپنا — مجھ کو محبوب اک خدا اپنا
جان پرجان اپنی جاں دے گی — ہوگیا جاں پہ دل فدا اپنا
رات دن صبح شام رونے سے — مان جائے گا دلربا اپنا
زندگی کا ورق ورق یارب — سامنے ہے ترے کھُلا اپنا
ڈھونڈنے کو تجھے تری جانب — سر کے بل دل سے دل چلا اپنا
غیر کو تو نہیں دکھاتا مگر — اپنے کو حُسن تو دکھا اپنا
کہدے چپکے سے میرے کانوں میں — بندہ عاصی تو ہے سدا اپنا
آرزو میری بس ہے اتنی سی — پردہ رُخ سے ذرا اُٹھا اپنا
تجھ کو اپنا سمجھ کے عاشق نے — دل ہی قربان کردیا اپنا
زلف پیچاں کے ہر گرہ میں ہے — قیمتی مال وزر چھپا اپنا
عیب سے پاک اک سراپا پر — کیجئے دل ذرا فدا اپنا
تیرے ہوتے ہوئے ترا رَضوی — دل لیے ہے دُکھا ہوا اپنا

(۳۷)

عدوئے محمد، محمد ﷺ کی عظمت پہ انگلی اُٹھانے کی کوشش نہ کرنا
خدا نے بنایا ہے ان کو بڑا ان کی رفعت گھٹانے کی کوشش نہ کرنا
خیالوں کو بدلو، سرابوں سے نکلو، حقیقت سے اپنی نگاہیں نہ پھیرو
شفاعت کے مالک، محمد ﷺ کو تم اپنے جیسا بتانے کی کوشش نہ کرنا
مرے پاس دنیا کی دولت نہیں ہے مرے گھر میں کمخاب و اطلس نہیں ہے
مگر مجھ کو حاصل ہے الفت نبی ﷺ کی مجھے تم گرانے کی کوشش نہ کرنا
غلامِ نبی ﷺ ہو تو دل سے ملیں گے قدم سے قدم بھی ملا کر چلیں گے
خبردار کوئی نبی ﷺ کی ڈگر سے قدم کو ہٹانے کی کوشش نہ کرنا
نمازوں کی روزوں کی قرآں کی دولت، ملی ہے ہمیں تو نبی ﷺ کی بدولت
ہمارے نبی ﷺ سب سے پیارے نبی ﷺ کو ذرا بھی بھلانے کی کوشش نہ کرنا
صبا تو یہاں سے مدینہ پہنچ کر حبیبِ خدا سے مرا حال کہنا
مرے جذبۂ دل، مری بے قراری، کو ہرگز چھپانے کی کوشش نہ کرنا

(۳۸)

دل جلے کا خیال تو رکھنا — دُور اس سے زوال تو رکھنا
میرے دل کی بساط میں ساقی — ہر طرح کا کمال تو رکھنا
فضل سے اپنے میری قسمت میں — عشق کا اک اُبال تو رکھنا
میری آنکھوں میں حُسن کا اپنے — میرے دلبر وصال تو رکھنا
میں گنہگار ہوں مرے ساقی — میری بخشش کا فال تو رکھنا
جام و مینا سُبو شرافت کو — میرے حق میں بحال تو رکھنا
میری امّید کے نشانے پر — اپنی حکمت کا لال تو رکھنا
عمر در پر ترے گزر جائے — مجھ میں ایسا رجال تو رکھنا
عشق و الفت وفا محبت سے — میرے دل کو نہال تو رکھنا
رنج و غم درد میں مری جاں کو — میری جاں خوش خصال تو رکھنا

توہی تو کے مرے وظیفے کو | میری خُو میں حلال تو رکھنا
دل میں بے چارے بندہ رضوی کے | ایک عمدہ جمال تو رکھنا

۳۹

سمجھ میں نہ آئے جو وہ بات لکھنا | خرافات کو خوب عادات لکھنا
دلِ سوختہ ہیں جو سینوں کے اندر | انہیں شادمانی کے باغات لکھنا
مسرّت کے جھولے میں رہ کر سدا تم | خوشی کو مصیبت کی بارات لکھنا
غلامِ نبی ﷺ کے عمل کی ادا کو | سراسر نجس اور بدعات لکھنا
بگڑ جائے جس سے ترا دین وایماں | تو ایسی غلاظت کو سوغات لکھنا
قدامت پرستی کا الزام رکھ کر | مرے حق کی راہوں کو ظلمات لکھنا
طہارت، نفاست، عبادت کی خو کو | ترقی کی راہوں میں آفات لکھنا
سمجھ تیری الٹی، تری سوچ ناقص | دِوانے کی بڑ کو مناجات لکھنا
حسد، حرص، غیبت، بخیلی کو لوگو | سعادت پہ مبنی خیالات لکھنا
نہ جھجکو کبھی بھی مخالف سے رضوی | جو حق پر ہو مبنی وہی بات لکھنا

۴۰

عشق کے بحر میں دن رات نہاتے رہنا | نامِ احمد ﷺ سے خیالوں کو سجاتے رہنا
باادب ہو کے نگاہوں کو جھکا کر اپنی | یادِ آقا میں سدا اشک بہاتے رہنا
پاک دل، پاک نظر، پاک خیالات رہیں | ان میں محبوب کی صورت کو بساتے رہنا
کل قیامت کی کڑی دھوپ سے بچنے کے لئے | نعتِ سرکارِ دوعالم کی سناتے رہنا
کام آئے گی قیامت میں نبی کی الفت | ان کی الفت سے مقدر کو سجاتے رہنا
جان و دل ان کی طرف کر کے یہ کہہ دیوانے | میرے سرکار مجھے غم سے بچاتے رہنا
زور بازو کا دکھاتے ہیں چمک کر دشمن | اپنی قدرت سے شہا ان کو نچاتے رہنا
آپ سے عرض ہے مختارِ دوعالم میری | راہِ اسلام پہ رضوی کو چلاتے رہنا

۴۱

میرا ان سے سلام کہہ دینا | ہند میں ہے قیام کہہ دینا

غمودہ ان کے ایک عاشق کا حال و ماضی تمام کہہ دینا
تھام کر رکھیں اپنے ہاتھوں میں میرے دل کا زمام کہہ دینا
باادب ہو کے نام لیتا ہوں ان کا ہی صبح و شام کہہ دینا
لوگ کہتے ہیں حال اچھا ہے دل کا ٹوٹا ہے بام کہہ دینا
کیا کہوں کیا سناؤں واضح ہے ان پہ دل کا کلام کہہ دینا
اک نظر کر دیں وہ اگر مجھ پر میرا بن جائے کام کہہ دینا
میرے تن میں چھپے عدووں کی تیغ ہے بے نیام کہہ دینا
رکھیں اپنی پناہ میں مجھ کو دُزد ہے بے لگام کہہ دینا
فضل فرمائیں پھر دکھا دیں وہ پاک مسجد حرام کہہ دینا
اور کچھ دیں نہ دیں مگر دیں وہ عشق کا ایک جام کہہ دینا
نفس نے جان کو بنا لیا ہے آج اپنا غلام کہہ دینا
ہے تخلّص صبا مرا رضوی اور ادریس نام کہہ دینا

۴۲

عشق پختہ ہوا کام عمدہ ہوا
تجھ سے جو کچھ کہا شعر و نغمہ ہُوا
تیرے در سے اُٹھا دل پہ پردہ ہوا
کر نظر مجھ پہ تو عشق رسوا ہوا
آنکھ رونے لگی دل میں جلوہ ہوا
میکدہ چھوڑ کر عشق ذرّہ ہوا
چھوڑ کر در تیرا بے سہارا ہُوا
تیری محفل سے مَیں اُٹھ کے تنہا ہوا
دل کو الفت ملی تیرا منشا ہوا
یہ ہوا وہ ہوا تیرا لکھا ہوا
تو ہی تو ہے تو ہی تو؟ اک معمہ ہوا

تجھ سے ادنیٰ ہے خوش — تو وہ اعلیٰ ہوا
تو خدا اور میں — تیرا بندہ ہوا
جب بھی دیکھا تجھے — عشق بالا ہوا
خوف دل کو نہیں — دل جو تیرا ہوا
حُسن اپنا دکھا — عشق اونچا ہوا
محفلِ غیر میں — دل نہ اپنا ہوا
خیر میں شر نہیں — کیا ہی اچھا ہوا
بات بننے لگی — عشق پیاسا ہوا
آمرے دل میں آ — دل معلّیٰ ہوا
خشک آنکھیں ہوئیں — جام پیاسا ہوا
جان وایمان سے — رَضوی تیرا ہوا

۴۳

عشق اپنا بحال پھر سے ہوا — نفس ظالم حلال پھر سے ہُوا
رنگِ دلکش جمال دل پہ مرے — تیرے ہاتھوں نہال پھر سے ہوا
تازہ ایمان جو ہوا اپنا — دشمنوں کو ملال پھر سے ہوا
کچھ نہ تھا ایک مُشتِ خاک تھا میں — فضل سے تیرے لال پھر سے ہوا
فکر سے دُور تھا مرا سایہ — رنج وغم سے وصال پھر سے ہوا
گامزن تھا عروج کی جانب — کیسے اس پر زوال پھر سے ہوا
بُن میں کچھ بھی نہیں سوا تیرے — بُن میں تو ہے کمال پھر سے ہوا
جان میں تو جہان میں بھی تو — جاں کو مِلنا محال پھر سے ہوا
آنکھ دیکھے نہ جاں نہ دل دیکھے — دیکھنا اک سوال پھر سے ہوا
نامِ پردہ پہ کون ہے پردہ — تو ہے یا مَیں سوال پھر سے ہوا
پڑھ کے تاریخ شاہِ بطحا کی — تیری جانب خیال پھر سے ہوا
اک نگہ ڈال دے مرے دل پر — دل کا خستہ جمال پھر سے ہوا

پوچھ کر تیری شان رضوی سے ایک عاصی نہال پھر سے ہوا

(۴۴)

فکر سے اپنی کبھی پوچھ ذرا کیا کیا کیا
عقل کو دیتا رہا نفس ہوا کیا کیا کیا
پاس ہی پاس مرے کوئی کھڑا رہتا ہے
دیکھتا میری نظر کی ہے خطا کیا کیا کیا
عقل بے تاب رہی جاں کا تماشہ دیکھوں
جان نے جاں کو کیا میری عطا کیا کیا کیا
مَر کے عشاق ترے ہو کے رہیں گے تیرے
تیرا ہونے کے لئے کی ہے دوا کیا کیا کیا
آگ الفت کی مرے دل میں لگا دے پھر سے
کیا کہوں جلنے میں دل کے ہے مزا کیا کیا کیا
تم نے دیکھا ہے یہاں مرتبہ منصب اپنا
دوست دیکھیں گے وہاں اپنی جزا کیا کیا کیا
بے خودی رنگ جو لائے گی مرے تن من میں
پھر کہوں گا کہ ہوئی مجھ میں صدا کیا کیا کیا
دُور نزدیک کے جھگڑے میں پھنسی ہے دنیا
دیکھتی خود ہے نظر میری جُدا کیا کیا کیا
بات ہے اُس کی جدا ، تیری جدا ، میری جدا
ہے جدائی میں جدا کیسے جدا کیا کیا کیا
دل میں ارمان لئے کب سے کھڑا ہے رَضوی
مانگتا ہے وہ ترے در پہ دعا کیا کیا کیا

(۴۵)

دیکھتی جان خواب ہے کیا کیا روز لاتی عذاب ہے کیا کیا

میرے ہر اک سوال کا اس نے لکھا اُلٹا جواب ہے کیا کیا
کون جانے کہ میرے گلشن میں وِرد کرتا گلاب ہے کیا کیا
دیکھئے وقت نزع عاشق کو لطف دیتی شراب ہے کیا کیا
میرے دل کی کتاب میں پڑھتا دُور سے آفتاب ہے کیا کیا
رنج و غم سے بھرے ہوئے دل میں راز رکھتا جناب ہے کیا کیا
عاشقوں کی اداؤں پر ہنس کر طنز کرتا رباب ہے کیا کیا
تلخ شیریں جواب دے کر وہ مجھ پہ کرتا عِتاب ہے کیا کیا
دیکھئے اپنی آنکھ سے خود میں آپ کی خو خراب ہے کیا کیا
مِل کے دریا سے بُلبلہ خود میں دیکھتا اِضطراب ہے کیا کیا
اپنے دل کی کتاب میں لکھتا چپکے سے وہ حساب ہے کیا کیا
بیٹھ کر ایک گوشے میں پڑھتا عشق کا وہ نصاب ہے کیا کیا
غور سے سنئے آپ سے کرتا رات دن دل خطاب ہے کیا کیا
جانتا تو نہیں مرے دل کی آرزو اے حجاب ہے کیا کیا
عقل میری، مرے خیالوں پر روز رکھتی نقاب ہے کیا کیا
پوچھئے آپ اپنے رَضوی سے عشق کرتا خراب ہے کیا کیا

۴۶

درد کو لاجواب تونے کیا میرے دل کو گلاب تونے کیا
دینِ اسلام کی ولادے کر کیا کرم بے حساب تونے کیا
آب و گل نارو باد کے دل کو مست بے خود رباب تونے کیا
بندے کے جان و دل میں رہ کر بھی بندے سے ہی حجاب تونے کیا
عرش دل کو بنایا تونے مرے میرے تن کو نقاب تونے کیا
آگ دل میں لگا کے الفت کی میرے دل کو کباب تونے کیا
عشق والفت میں مرنے کی خاطر مجھ سے کیا کیا خطاب تونے کیا
نغمہ زن دل رہے محبت میں حُسن کو کامیاب تونے کیا

آہ بھر تار ہے ترا رضوی آرزو کو سراب تو نے کیا

۴۷

خوابِ دلکش پہ تو دل فدا ہوگیا دیکھتے دیکھتے کیا سے کیا ہوگیا
دردِ دل لکھتے لکھتے یہ کیا ہوگیا دردِ دل کو مرے بھی نشہ ہوگیا
چپکے چپکے کیا میں نے کیا کیا کیا یار کو میرے وہ سب پتا ہوگیا
عشق کا ایک وہ جام دے کر مجھے کہہ دیا جا ترا بھی بھلا ہوگیا
لطف تھا، چین تھا، ساتھ تھا جب مرے کس خطا پر مری وہ جدا ہوگیا
خوف دل میں نہ رکھ بندۂ عاصی اب فیصلہ حق میں تیرے وا ہوگیا
تان دے عشق کا سر پہ سایا مرے جانے دل کا مرا بھی بھلا ہو گیا
امتحاں عشق کا میرے دل نے دیا کچھ ادا، کچھ خطا، کچھ قضا ہو گیا
در پہ آئے گئے بندہ لاکھوں مرے میرے در سے تجھے تو نشہ ہوگیا
دل تو واقف نہ تھا عشق کے نشہ سے جام پیتے ہی دل پر نشہ ہوگیا
ہوگیا چاک جب پردہ دل کا مرے دل مرا کہہ اٹھا ہائے کیا ہوگیا
تیرا سوچا ہوا کچھ نہ رضوی ہوا حکم سے اس کا سب کچھ لکھا ہوگیا

۴۸

کیا سے کیا ہو گیا کر بلا ہو گیا
ہر طرف خوں ہی خوں ما جر ا ہو گیا
سنگ دل سنگ بھی خو ن سا ہو گیا
فا طمہ کا چمن ز ر د سا ہو گیا
نا ز کے پا لے کا حا ل کیا ہو گیا
عشق کا ا متحا ں یا ں جدا ہو گیا
یا حبیبِ خد ا کیا سے کیا ہو گیا
ا ستقا مت حسیں صبر کا ہو گیا
گلشنِ عشق کا گل تنا ہو گیا

خلد کا پھول تھا جو فنا ہو گیا

۴۹

راہ رو راہ سے بے خبر ہو گیا کہہ رہا ہے مراا ب سفر ہو گیا
پاس لے آیئے میرے اس کو ذرا کہہ رہا ہے جو میں دربدر ہو گیا
عشق کی دَین ہے جو ہوں عاشق ترا راہ میں تیری مَیں گم مگر ہو گیا
تھا اُدھر جو مرے اوج کا آسماں فضل سے تیرے وہ اب اِدھر ہو گیا
خوب کی ہے کمائی ترے بندے نے باغِ فردوس میں اس کا گھر ہو گیا
کیسے بے سدھ زمیں پر پڑا ہے بشر خاک کا خاک پر کیا اثر ہو گیا
بات جو پوچھنی ہے تجھے پوچھ لے دور تیرے مکاں سے ظفر ہو گیا
جاگنے سے تو اچھی مری نیند ہے خواب میں دُور کا اک سفر ہو گیا
خاک پر تان کر خاک کی اک ردا کیا مقدّر ترا اے بشر ہو گیا
ہاتھ میں اپنے اس کو اٹھاتے ہی وہ تیز تھا، کُند خود سے تبر ہو گیا
دیکھ کر رنج و غم درد دکھ کو ترے میرا تو پارہ پارہ جگر ہو گیا
صبر کے گھر میں رضوی ترے رہنے سے معرکہ صبر کا تجھ سے سر ہو گیا

۵۰

اشک کو اپنے موتی بنا تو لیا عشق کی آگ دل میں لگا تو لیا
درد تھا، تھا مگر دُور دل سے مرے اپنے دل میں بُلا کر بٹھا تو لیا
خشک آنکھیں ہوئیں نرم دل پڑ گیا دل پہ پردہ پڑا تھا اٹھا تو لیا
آ مرے پاس آ اے مری جان آ تری خاطر جہاں کو بھلا تو لیا
درد تھا جان میں، جان تھی درد میں درد کا لطف جاں نے اٹھا تو لیا
دل بگڑنے لگا جاں نکلنے لگی بگڑے دل کو بُلا کر منا تو لیا
اشک بہتا نہیں، شمع جلتی نہیں نام لے کر ترا دل جلا تو لیا
ہر خوشی ہر الم سارے غم سب ستم ناتواں اپنے دل میں سجا تو لیا
حق ہے حق تیرا ادا کرتا کیا یاد میں تیری دل کو گھلا تو لیا

کر کے ہمت ذرا آج رضوی نے بھی اپنا غم در پہ تیرے سُنا تو لیا

ردیف بائے تازی

(۱)

ہنرِ عشق سیکھنا ہے اب صورتِ یار دیکھنا ہے اب
بیٹھ کر ایک روز فرصت میں ایک خط اس کو بھیجنا ہے اب
ڈھونڈھ کر اپنے تن سے شامت کو دُور اپنے سے پھینکنا ہے اب
عشق کی تیز آگ میں یارو جان کو اپنی سینکنا ہے اب
جھانک کر اپنی جان میں رضوی کیا چھپا ہے یہ دیکھنا ہے اب

(۲)

عشق کی راہ پر چلا یارب راہِ پُر خار سے بچا یارب
اپنے در کا گدا بنا یارب پھول دل کا مرے کھِلا یارب
چاک پردہ ذرا اگر ہوتا دیکھ لیتا تری لقا یارب
شیشۂ دل میں تو نظر آئے دل کو ایسا مرے بنا یارب
پردۂ غیب سے دوا دے کر دیدے دل کو مرے شفا یارب
اشک بن کر گرے لہو دل کا ایسے رُخ سے ہوا چلا یا رب
بات جس وجہ سے بنے میری فضل سے اپنے تو بنا یارب
جھانک کر ذرّے ذرّے میں دیکھا نور ہی نور ہے چھپا یارب
دیکھ کر فضل کی حسیں صورت جان سے دُور ہے بلا یارب
جان میں جاں اگر نہیں ہوتی جان کرتی نہیں ثنا یارب
سامنے تیرے ابرِ رحمت کے چھٹ گئی ظلم کی گھٹا یارب
پھوٹ جائے لعین کی قسمت بھیجدے ایسی اک بلا یارب
مانگتا تجھ سے تجھ کو ہے رضوی در پہ بن کر ترے گدا یارب

(۳)

میری منزل بعید ہے یارب
میرے حق میں سعید ہے یارب

واقعی میرے جان ودل سے تو
بڑھ کے حبل الورید ہے یارب

فرض وواجب سنن شریعت میں
مست بابا فرید ہے یارب

جانِ احمد حُسین (رضی اللہ عنہ) کا قاتل
کربلا میں پلید ہے یارب

نام پیارا اویس (رضی اللہ عنہ) ہے جس کا
عشق میں وہ وحید ہے یارب

دیکھ لی نور کی جھلک جس نے
رات دن اس کی عید ہے یارب

جانِ جاں کے خیال میں رہنا
اپنے حق میں مفید ہے یارب

تیری تعریف کیا کرے رضوی
تو ازل سے حمید ہے یارب

(۴)

نورِ دل بے نظیر ہے یارب
بندہ تیرا اسیر ہے یارب

میرا دل میری جاں مرے سر کا
تو ہی بہتر ظہیر ہے یارب

تیر کر تیرے عشق کا دریا
شکر کرتا ضمیر ہے یارب

شادو آباد دل رہے میرا
التجائے فقیر ہے یارب

داد دیتی ہے جان سے مجھ کو
میری ہمت نصیر ہے یارب

تجھ کو والی کوئی ولی کہتا
کوئی کہتا خبیر ہے یارب

تیرے در پر ترے لئے ہردم
روتا بندہ حقیر ہے یارب

ہم کو تسلیم ہے بزرگی تیری
تُو ہمارا کبیر ہے یارب

جان ودل عقل وہوش وجذبے کا
عشق پیارا مشیر ہے یارب

عشق کا حرف حرف اپنے میں
رکھتا معنی کثیر ہے یارب

نفس ظالم لعین شیطاں سے
دل کو خطرہ خطیر ہے یارب

مال وزر اور نقد کیا دے گی
ہاتھ کی جو لکیر ہے یارب

بے سبب جان ومال وعصمت پر
ظلم کرتا شریر ہے یارب

کہہ رہا ہے ستارا رضوی کا
راہ اس کی منیر ہے یارب

۵

تیرا عبدالجلیل ہے یارب
عمر اس کی طویل ہے یارب

نارِ نمرود میں بھی جلنے کو
جاں سے حاضر خلیل ہے یارب

پیارا تیرا خلیل غم میں بھی
بات کرتا شکیل ہے یارب

عشق عشّاق کو پکڑتا ہے
ڈھونڈتا وہ اصیل ہے یارب

تیرے ہوتے ہوئے محبت کو
کون کرتا ذلیل ہے یارب

رنج وغم سے مرے نکلنے کی
پاس تیرے سبیل ہے یارب

عشق میں اشک جو بہاتا ہے
دلربا وہ عقیل ہے یارب

لم یلد تجھ کو ایک ہونے کی
پاس میرے دلیل ہے یارب

عقل والے ترے یہ کہتے ہیں
مالِ دنیا دبیل ہے یارب

فکر وہ بے حساب کرتا ہے
بات کرتا قلیل ہے یارب

بارِ غم سے نجات دے مجھ کو
رنج سے دل قتیل ہے یارب

مانگتا تجھ سے درد دل ہے جو
عاشقوں کا قبیل ہے یارب

راستہ میرا روکنے پر مصر
پھر سے دریائے نیل ہے یارب

رضوی کیا دیکھے اپنے قالب کو
قلب ہی تو اصیل ہے یارب

۶

بھول میری عظیم ہے یارب
تو غفور الرّحیم ہے یارب

میری امید تو یہ کہتی ہے
بخش دے گا کریم ہے یارب

طور پر نور تھا سراپا تو
کہتا تیرا کلیم ہے یارب

تورگ وپے میں ہے سمایا ہوا
کہتی طبع سلیم ہے یارب

ذکر تیرا مدام کرتی ہے
کتنی اچھی نسیم ہے یارب

تیری قدرت سے نافِ آہو میں
بیش قیمت شمیم ہے یارب

پڑھ کے دل کی کتاب کو دیکھا
کچھ ادق کچھ ضخیم ہے یارب

سب پہ حاوی تری نظامت ہے
تو ہی سب سے قدیم ہے یارب

نور سے بھر دے تو مرے دل کو
یہ بھی تو اک حطیم ہے یارب
ڈھونڈتی تجھ کو ہے مرے دل میں
عقل کتنی فہیم ہے یارب
لُوٹنا چاہتا ہے وہ دل کو
نفس ظالم غنیم ہے یارب
حال کیا ہے تیرے مریضوں کا
تو علیم وحکیم ہے یارب
مجھ کو اپنی پناہ میں لے لے
حملہ آور رجیم ہے یارب
تجھ پہ ظاہر ہے حال رضویؔ کا
تو خبیر وعلیم ہے یارب

ردیف بائے فارسی

(۱)

مرے دل کو جلا تو دیجئے آپ ﷺ
حسیں صورت دکھا تو دیجئے آپ ﷺ
مرے غم کو مٹا تو دیجئے آپ ﷺ
مدینہ پھر دکھا تو دیجئے آپ ﷺ
تڑپتے دل کو میرے اے مری جان
ذرا کاکل سونگھا تو دیجئے آپ ﷺ
محبت میں لگادوں نعرہ مستانہ
کبھی پردہ اٹھا تو دیجئے آپ ﷺ
ہمیشہ بے خودی طاری رہے مجھ پہ
وہی نشہ پلا تو دیجئے آپ ﷺ
مٹے گی بے کلی دل کی مرے کیسے
خبر ایسی سنا تو دیجئے آپ ﷺ
بھنور میں میری کشتی ڈگمگاتی ہے
کنارے پر لگا تو دیجئے آپ ﷺ
پڑے غم کو الم کو درد وکلفت کو
مرے دل سے بھگا تو دیجئے آپ ﷺ
یقیں ہے پھر مدینے میں گزر ہوگا
کسی اک دن صدا تو دیجئے آپ ﷺ
بدل جائے گی قسمت ہے یقیں دل میں
میرے حق میں دعا تو دیجئے آپ ﷺ
جدھر دیکھوں ملے صورت محبت کی
مجھے ایسا بنا تو دیجئے آپ ﷺ
پڑا ہے راہ میں رضویؔ شہا کب سے
کرم کر کے اٹھا تو دیجئے آپ ﷺ

☆☆☆

ردیف تائے منقوطہ

(۱)

عشق وعرفاں کمال کی دولت
جان ودل پر جمال کی دولت

تیری نعمت حلال کی دولت
تیری دنیا مجال کی دولت

آگ پانی اُبال کی دولت
لعل وگوہر جلال کی دولت

اُوپر اُوپر کمال کی دولت
نیچے نیچے زوال کی دولت

دائیں بائیں مثال کی دولت
آگے پیچھے ملال کی دولت

رزم گہہ میں قتال کی دولت
نفس میں ہے جدال کی دولت

زندگی موت قال کی صورت
عیش وعشرت وبال کی دولت

لکھ دیا تو نے میری قسمت میں
ہائے یہ انفصال کی دولت

لعل وگوہر متاعِ زر سے بھی
عمدہ نکلی بلال (رضی اللہ عنہ) کی دولت

کب تلک ڈھونڈتا رہے گا اُسے
دیکھ خود میں وصال کی دولت

کیا کرے گا تو لے کے اے رضویؔ
لاؤ لشکر وبال کی دولت

(۲)

عاشقوں کے دلوں میں الم ہے بہت
عشق کی راہ میں پیچ وخم ہے بہت

تیری دنیا سے بچ کر میں جاؤں کہاں
تیری دنیا کی چالوں میں دم ہے بہت

راہِ عقبیٰ پہ چلنے کی فرصت نہیں
تیرے بندوں کو دنیا کا غم ہے بہت

تیری یادوں سے دل کو سجاؤں مگر
جان ودل کو لبھائے صنم ہے بہت

رحم کھاتا نہیں ہے غریبوں پہ اب
پاس جس جس کے دام ودرم ہے بہت

تیرے سجدوں سے روشن ہے جس کی جبیں
وہ نگہہ میں تری محترم ہے بہت

شکر جتنا کرے تیرا کافی نہیں
تیرا رضویؔ پہ فضل وکرم ہے بہت

☆☆☆

ردیف ثائے مثلثہ

(۱)

تری چاہت تری حاجت ہے یاغوث — بڑی ابتر مری حالت ہے یاغوث
دعاؤں کی تری حاجت ہے یاغوث — کھڑی چاروں طرف آفت ہے یاغوث
بلاؤں میں بُلاتی ہے مری جان — تجھے لے کر کوئی نعمت ہے یاغوث
ہری ہوتی نہیں کِشتِ اَمَل آج — بُری کتنی مری قسمت ہے یاغوث
عمل چھوڑا، کرم پھوٹا، مٹا نام — مگن پھر بھی مری ملّت ہے یاغوث
فغاں کرتا ہے بلبل اک زمانے سے — پڑی اس پر بڑی ذلت ہے یاغوث
فدا ہو کر فدا اُس پر کروں جان — کہاں ایسی مری ہمت ہے یاغوث
ترا قلزم، تری کشتی، ترا نام — ترا گوہر، مری قسمت ہے یاغوث
تری مدحت، ترا گلشن، تری شان — ترا سہرا، تری عظمت ہے یاغوث
مرے دل میں اُتر جائے ترا نام — مری خواہش، مری چاہت ہے یاغوث
دوا میری، دعا تیری، مری جان — اجابت کی یہی صورت ہے یاغوث
سدا تازہ رہے رَضوی کا ایمان — یہی ارماں یہی چاہت ہے یاغوث

(۲)

کر مدد میری مدد میرے مُغیث — لب پہ جاری ہو ابد میرے مُغیث
چاہتا ہوں از زمیں تا آسمان — ہو احد جاری صمد میرے مُغیث
وحدہٗ تُو ہے صمد تُو بے نیاز — تُو ہے حاکم تُو احد میرے مُغیث
ہر ندا ہر ہر ادا میری نماز — تو جو چاہے ہو ابد میرے مُغیث
ہر گھڑی ہر وقت ہو میری پکار — ہے صمد تو لم یلد میرے مُغیث
واسطہ تجھ سے رہے میرا مدام — جان و دل سے تا ابد میرے مُغیث
عشق میں رَضوی بنا عاشق ہے جناب — عشق کی دیدو سند میرے مُغیث

☆☆☆

ردیف جیم تازی

۱

پوچھتا کوئی اگر اپنا مزاج — ہنس کے کہتا ، ہے قمر اپنا مزاج
پوچھتے کیا ہو بشر اپنا مزاج — خوب ہے کرتا سفر اپنا مزاج
راہِ حق پر ہے اگر اپنا مزاج — خود کی لیتا ہے خبر اپنا مزاج
خود سے کب پوچھے گا اے میرے کریم — خود سے خود اپنی خبر اپنا مزاج
کیسا رنگا رنگ ہے دل کا لباس — رکھتا ہے رنگیں اثر اپنا مزاج
ذکر کرکے فکر کرکے دل مدام — اوج پر رکھتا ہے گھر اپنا مزاج
باادب ہوکر جھکا شایانِ شان — اپنا سر مولیٰ کے در اپنا مزاج
خوبرو ہے خاک اپنی اورآب — خوب ہے سر پر ظفر اپنا مزاج
گفتگو تو عشق کی ہے لاجواب — اور کر اونچا تو کر اپنا مزاج
ہو گیا ہے تو جو رضوی باریاب — رکھ دے در پر اس کے سر اپنا مزاج
جانِ رضوی عرض کرتی ہے غفور — سر جھکائے سر بسر اپنا مزاج

ردیف ہائے حطّی

۱

زندگی گزرے جو پارسا کی طرح — خلد میں جائے وہ ہاجرہ کی طرح
جلوہ فرما ہے دل میں مرے وہ مگر — ڈھونڈ تا ہوں اسے لاپتا کی طرح
ڈھنگ کچھ بھی نہیں مانگنے کا مجھے — مانگتا ہوں مگر بے ادا کی طرح
در پہ تیرے رہے جانِ جاں، جاں مری — تیرے عاشق ، ترے باوفا کی طرح
مجھ پہ تیری وِلا کی گھٹا چھا گئی — مسکراتی ہوئی باحیا کی طرح
بہہ رہی ہے ترے عشق کی اک ندی — سامنے عاشقوں کے ضیا کی طرح
جب رہا تو رہا جب ہے تو ہی تو ہے — چھپ کے ہر شے میں ہے دلربا کی طرح

پردے میں تو نہیں پردہ ہے آنکھ پر — تو ہی تو ہے کہ ہم ہیں فنا کی طرح
عشق کے رنگ میں جان رنگتی رہے — رنگ میں تو ملے خوشنما کی طرح
داغِ دل کو مرے داغ دے عشق سے — داغ دل پر نہ بیٹھے دغا کی طرح
سامنے سے میرے تو چلا بھی گیا — پردہ رُخ سے ہٹا کر ہوا کی طرح
بات کیا ہے کہ رَضوی کو مِلتا نہیں — ڈھونڈتا ہے تجھے وہ دوا کی طرح

ردیف خائے معجمہ

(۱)

دل میں عقیدہ رکھتا راسخ — کام ترا سب ہوتا راسخ
اللہ ہی اللہ کرتا گر — اللہ پر دل ملتا راسخ
نور اترتا اپنے اندر — نور پہ آنکھیں کرتا راسخ
مل کر رہے گا اپنا مولیٰ — اپنا دل ہے کہتا راسخ
عشق میں ہوتا پکا تیرا — دل تو تیرا جلتا راسخ
ہوش نہیں مجذوب کو لیکن — جذب وہ کچھ ہے کرتا راسخ
کام سے اپنے کام ہے رکھتا — کام میں ہے لگا رہتا راسخ
اپنے ہی دل میں اس کو ڈھونڈو — اِدھر ادھر کیوں پھرتا راسخ
آج نہیں تو کل وہ ملے گا — عشق عقیدہ رکھتا راسخ
پھول بناتا پھول کھلاتا — پھول میں پھل ہے لگاتا راسخ
موجِ دریا بول رہی ہے — سب میں وہ ہے رہتا راسخ
اپنے دل پر اپنے رب کا — نام ہے عاشق لکھتا راسخ
بند کرو آنکھ تو پھر دیکھو — کون ہے دل میں ٹہلتا راسخ
ملے بصارت تو ہم دیکھیں — غم میں کون ہے کِھلتا راسخ
تم ہی پوچھو اب رَضوی سے — کس کی دُھن میں رہتا راسخ

☆☆☆

(۲)

دل پر لکھا ہے ذیشان تاریخ — اک میکدے کی برہان تاریخ
کتنی پیاری ہے جان تاریخ — اس پر فدا ہے عرفان تاریخ

(۳)

لکھ محبت میں محبت سے ولا کی تاریخ — سب سے بہتر ہے محمد ﷺ کے فدا کی تاریخ
جان قربان کیا اور لٹائی اولاد — ہے بتاتی یہ محمد ﷺ کے گدا کی تاریخ

ردیف دال مہملہ

(۱)

جان و دل ہوش و خرد ایمان شاد — سب رہے تم بھی رہو ایقان شاد
لمحہ لمحہ زندگی کی تان شاد — پارسا مسکیں غنی سلطان شاد
عشق کی چلتی ہوا میں جان شاد — ہم رہیں تم بھی رہو ارمان شاد
جامِ الفت، کامِ ہمت شان شاد — اوج پر ایمان ہے عرفان شاد
آمری بزم محبت میں کبھی تُو — تا کہ ہووے میکدہ کی شان شاد
ہو محبت میں محب محبوب اور — ہر گھڑی ہر پل سدا ذیشان شاد
پردہ اب رخ سے اٹھا کر جان و دل کو — خوبرو کر دے مرادِ جدان شاد
بزم عاشق میں پڑا رضوی غلام — کہہ رہا ہے کر دے مولیٰ جان شاد

ردیف ذال معجمہ

(۱)

سب سے افضل برتر کاغذ — لکھتا انساں تجھ پر کاغذ
اڑتا جب ہے پھر پھر کاغذ — خوب دکھاتا منظر کاغذ
ذہن دماغ کا ہے سر کاغذ — علم ہنر کا ہے گھر کاغذ
قلم دوات سے بڑھ کر کاغذ — تو ہے سب سے بہتر کاغذ

اسوۂ حسنیٰ رقم ہیں ان کے اوصاف ﷺ — حرف حرف معطّر کاغذ
تیری قیمت کون چکائے — تو ہے چاند کا پیکر کاغذ
تفسیر فقہہ تاریخ لئے — خوش اپنے سینہ پر کاغذ
تجھ کو ہُوا ہے پیار قلم سے — خامہ شیدا تجھ پر کاغذ
اہلِ ایماں کی بخشش کا — تُو تُو ہے نامہ بر کاغذ
تیری عزّت سب ہیں کرتے — تیرے احساں سب پر کاغذ
لکھنے والوں کو ہے بھروسا — اصغرؔ، اکبرؔ، رہبر کاغذ
رضویؔ بھی ممنون ہے تیرا — تجھ پر سب سے بڑھ کر کاغذ

۲

ہاتھ میں ہے سدا قلم کاغذ — ہے خدا کی عطا قلم کاغذ
علم کی ہے بِنا قلم کاغذ — اس بِنا پر بَنا قلم کاغذ
ہاتھ میں جب ملا قلم کاغذ — ہو گیا خوش فدا قلم کاغذ
مال و دولت سے بڑھ کے یہ دولت — میرے رب کی عطا قلم کاغذ
آخری وقت تک نہ ہاتھوں سے — چھوٹے رضویؔ کے یہ قلم کاغذ

ردیف رائے مہملہ

۱

پڑھیے لاحول اپنی جِدّت پر — ماریئے لات اپنی شامت پر
سامنے غیر کے نہ کُھل جائیں — لب کہیں اپنے، اپنی حاجت پر
ناز کیوں کرتے ہیں جہاں والے — اپنے اسباب اپنی دولت پر
عاشقوں کو ترس نہیں آتا — بگڑی دنیا نہ اپنی حالت پر
دے کوئی یا نہ دے تو دے اے دل — جھوم کر داد اپنی ہمّت پر
فائدہ کچھ نہیں ہے کہنے سے — کون تڑپے گا اپنی ذلّت پر
دینِ اسلام پر فدا رہیے — رکھیے پاؤں نہ راہِ الفت پر

چھوڑ کر جائیے نہ در اس کا بخت بیٹھا دے چاہے عزّت پر
نام اس کا رحیم ہے یارو رحم کردے گا اپنی قسمت پر
آب ہو یا سراب ہو دنیا دیجئے جاں نہ اس کی لذّت پر
راہ دشوار عشق کی تو ہے دل لگا ہے مگر بشارت پر
لاج رکھ لے گا وہ تری رضوی رکھ یقین اس کی تو عدالت پر

۲

جان قربان ان کی رحمت پر دل مچلتا ہے ان کی شفقت پر
باندھ لی ہے کمر شفاعت پر دیجئے داد ان کی ہمّت پر
بندگی پر نہ زہد و تقویٰ پر ناز ہے ہم کو ان کی الفت پر
لیجئے نام شاہِ بطحا کا اور رکھیے نگاہ نعمت پر
عاشقی اس کو کہتے ہیں یارو جان دیدی عمر (رضی اللہ عنہ) نے سنّت پر
نوح وادریس حضرت صالح شاد ہوتے ہیں ان کی شہرت پر
آرزو اور کچھ نہیں دل کی جان نکلے تو بس شریعت پر
رکنے والا نہیں قلم اپنا یوں ہی چلتا رہے گا سیرت پر
آگ لگ جائے جانِ دشمن میں پاؤں جب ٹھہرے اپنا نصرت پر
عشق کی بولی بولتے رہنا چڑھ ہی جائے گا رنگ قسمت پر
غار میں پاؤں ہے ابھی اپنا ایک دن ہوگا اوج وعظمت پر
مانیے بات میری اے رضوی رکھیے دل سے یقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

۳

گائیں گے ساز پر اپنے انداز پر
چھیڑ نغمہ کوئی عشق کے ساز پر
دوڑ کر آئیں گے تیری آواز پر
پی کے ہم بہکیں گے تیرے انداز پر
ہوگئی خم جبیں تیرے اعجاز پر

منزلیں طے کریں حکم دمساز پر
ناز ہے ناز ہے ہم کو ہم راز پر
جان رضوی کی ہے حکم شہباز پر

نظم معراج حضور ﷺ

(۴)

فرش سے عرش پر ایک پَل کا سفر
ساتھ ہے خود خدا بابِ الفت کھلا
سدرۃ المنتہٰی آج ہے زیرِ پا
مرتبہ آپ سا کب کسی کو ملا
عرش پر جب چلے شاد غلمان تھے
کہتے تھے باادب اک زباں ہو کے سب
رکیے میرے شہا آپ کی لوں بلا
لامکاں تک گزر آپ کی سربسر
دو کمانوں میں تو کہہ رہا ہے وہ ھُو
قاب قوسین کا کون جانے سما
تو نے کی گفتگو ربّ سے روبرو
جب ملا تجھ سے ہو کہہ اٹھا وحدہٗ
مَیں نے کی جو وحی آپ پر اے نبی
بات ہے راز کی عشق کے ساز کی
تیرے انداز کی ناز کی ناز کی
اک تجلّی چلی روحِ سینا جلی
واقعہ طور کا یاد ہے دور کا
ساتھ بارات ہے آج کی رات ہے

خود خدا نے کہا آفریں مصطفیٰ ﷺ
دیکھ مجھ کو ذرا اب نہ پردہ رہا
یہ عنایت مری ہے حکایت تری
دیکھ لے خلد بھی حور و غلمان سبھی
عرشِ اعظم پہ تو گھوم لے سوبسو
کہہ دے امّت سے تو رب سے کی گفتگو
تحفہ رب سے ملا ہے نمازوں کا وا
روحِ رضوؔی شہا آپ پر ہے فدا

(۵)

کرم کر گدا پر
مرے رب ترے در
جھکا ہے مرا سر
بنا دے معطّر
مرا دل مرا گھر
رہے نا کوئی ڈر
کہے گا یہ احقر
مرا تو ہے رہبر
چلا ہوں سفر پر
نہ حالت ہوا بتر
نہ چھوٹے ترا در
عنایت خوشی کر
مِلا جو وہ بُت گر
چلا وہ یہ کہہ کر
تو ہی تو توسب گھر

درخشاں منوّر
گِرا تو وہ گوہر
یہ رضویؔ کے دل پر

(۶)

ہے سفر سخت تر
بند ہیں سارے در
خار ہیں راہ پر
کیا کرے اب بشر
ساتھ دے اے قمر
شوق ہے موج پر
ٹوٹے ہیں اپنے پر
خوش لقا تو اگر
کر دے گر اک نظر
راہ لے اپنی شر
ہے لہو گرم تر
جاؤں مَیں اب کدھر
میرے رب رحم کر
کھول دے اپنا در
مَیں اُڑوں اوج پر
سر رکھوں تیرے در

(۷)

گنہ کو اپنے مٹا رہا ہوں نظر میں روضہ بسا بسا کر
ادب سے سر کو جھکا رہا ہوں جبیں میں سجدے سجا سجا کر
حبیبِ اکبر، نبیِ اکرم، طیبِ افضل، امامِ مرسل

سدا سے پہلے، گدا کو دیتے ہیں لعل وگوہر اٹھا اٹھا کر
بھری ہے محفل، کھڑا ہے بندہ، جھکی ہیں نظریں گرے ہیں آنسو
سنا رہا ہوں نبی کو اپنے سوال اپنا ہٹا ہٹا کر
خدا کے دلبر، غریب پرور، ہمارے سرور، جہاں کے رہبر
دکھا رہے ہیں خدا کا رستہ، سبھی کو اپنا بنا بنا کر
خدا کے بندے، نبی کی امت، پکڑ لو دامن نبی کا اپنے
ولار ہے ہیں، ارم کی منزل، خدا کو اپنے منا منا کر
نہ آپ آتے نہ بزم سجتی، نہ زار کھلتا، نہ راہ ملتی
نہ عشق ہوتا، نہ اشک بہتے، نہ نعت پڑھتا سنا سنا کر
نہ حمد ہوتی، نہ ذکر ہوتا، نہ جام پیتا، نہ مست ہوتا
نہ پھول کھلتے نہ گیت گاتا، زباں کو اپنی ہلا ہلا کر
نہ جرم کرتے نہ درد ہوتا، نہ آہ کرتے نہ سینہ پھٹتا
نہ ربّ لاتقنطو کا اعلان کرتا ڈنکا بجا بجا کر
رقیب دیکھیں مہیب نقطے، حبیب ڈالیں گنہ پہ پردے
لحد میں آئیں، لقا دکھائیں، نقابِ چہرہ اٹھا اٹھا کر
بشر نہ سمجھو، کرم تو دیکھو، ادا پہ ان کی نثار جاؤ
خدا سے مانگیں تری شفاعت جبیں کو اپنی جھکا جھکا کر
مٹادے ہستی، کھِلادے گلشن، سجالے تربت، بنالے عقبیٰ
زباں سے اپنی سنا کے نغمہ، جگر کو اپنے جلا جلا کر
کرے گا مدحت نبی کی اپنے، رہے گا رَضوی گلاب ہو کر
پئے گا کوثر، بروزِ محشر دہن سے اپنے لگا لگا کر

۸

ڈھونڈتا ہوں میں ترے القاب اور
تشنہ لب ہوں مانگتا ہوں آب اور
کررہا ہوں در پہ تیرے التماس
کھول دنے کچھ بند ہیں جو باب اور

کیوں سجاؤں تیری مرضی کے خلاف
اپنے مستقبل کا دل میں خواب اور

حُسن پر تیرے پڑے جب بھی نگاہ
سامنے بن جائے اک محراب اور

جان دیکھے اپنی جاں میں کُل جہان
دیدے ایسی روشنی مہتاب اور

جان ودل میں اپنے وہ رکھتا اے کاش
دیکھنے کو حُسن تیرا تاب اور

حُسنِ غم کی آنکھ سے دیکھوں تمام
دیکھنے کو ایسے دے اسباب اور

جان ودل کو جانب جاں رکھ مدام
دیکھنے کو عشق کا میزاب اور

جوشِ دل کے واسطے کیا ایک جام
میرے ساقی عشق کی مے ناب اور

دیکھنے کو حُسن کردے بے نقاب
میری جاں، جاں کو مری بے تاب اور

درد کے قصے سُنے وہ صبح وشام
سُن کے ٹھہرے نے کوئی احباب اور

اپنے ہاتھوں میں لئے ہیں میرا ہاتھ
مفتئی اعظم مرے اقطاب اور

نغمۂ اسلام گاتے ہیں مُدام
پیارے عثمان وعلی اصحاب اور

جان ودل کے ساتھ ہیں رضوی جناب
حُسن بھی آئینہ بھی غرقاب اور

۹

خوب کرتا عشق کرتا یار اور
عاشقوں کو مارتا کچھ مار اور

مشکلوں میں مشکلوں کے سارے تار
جوڑ کر رکھ دیتا سرپر بار اور

جامدوساکت ہوئی کس کی زبان
دیکھ کر تیری لقا اے یار اور

ولولے دل کے ہیں اب تو بے لگام
گرد ان کے ڈال دے تو خار اور

غل مچاتا ہے مرا دل صبح وشام
عشق کا دیدے اسے انبار اور

تا کہ تجھ کو دیکھ لے میری نگاہ
دیکھنے کے واسطے ابصار اور

اپنی الفت اپنی مدحت کے سوائے
دے نہ مجھ کو اطوار اور

فکر کو میری ملے تیرا خیال
رات دن لکھوں ترے اشعار اور

ہے بقا بعدِ فنا اعلیٰ مقام
اس سے ہٹ کر ہیں نہیں افکار اور

دل بنے آئینہ حبِّ رسول
روزوشب کر ایسے تو اذکار اور

ہے خبر آئی خریداروں کے نام
چل دیئے بازار میں اغیار اور

پھر نہ آیئے بھول کر اپنے قریب | دُزد شیطاں کو ذرا للکار اور
عاشقوں پر اپنے چمکا صبح وشام | میکدہ میں حُسن کی تلوار اور
ساقیا چمکادے کر کے بے نیام | میکدہ میں حُسن کی تلوار اور
چاہنے والے ترستے ہیں عزیز | دیکھنے کو خال وخد رخسار اور
کر چکی دنیا ترے رضوی پہ وار | اب نہ کوئی پھر کرے یلغار اور

۱۰

اُلجھنوں میں دل اُلجھ جائے نہ اور | رنج وغم کے سائے میں جائے نہ اور
حالِ دل پر حال وہ لائے نہ اور | حال سے بے حال ہوجائے نہ اور
بے خودی میں خود، خودی کرتی کلام | حالِ خود پر اب خودی چھائے نہ اور
دیکھ کر جلتا ہوا اپنا ہی شوق | جان سے نکلے مری ہائے نہ اور
اب ترے در کے سوا اے میرے یار | در پہ کوئی اور بیٹھائے نہ اور
بے سبب جاں کو مری اے جانِ جان | جاں کو کوئی تلوار دکھلائے نہ اور
پوچھ کر دشمن کوئی بھی میرا حال | پھر خوشی کے گیت وہ گائے نہ اور
سوچ کر چل! ہے وفا کی سخت راہ | جب بلا آئے تو پچھتائے نہ اور
کہہ رہے ہیں باغ کے سب ہی گلاب | جانِ بُلبُل پر بلا آئے نہ اور
شب میں ہو جو نور کا تیرے ظہور | دن سیہ پر تیرگی چھائے نہ اور
پا گیا تیرا پتا تیرا کلیم | اب کوئی تیرا پتا پائے نہ اور
میرے دل میری نظر سے کھا کے خوف | نفسِ بد تلوار لہرائے نہ اور
مانگئے ایسی دعا رضوی جناب | دل جدائی کی دوا کھائے نہ اور

۱۱

دُزد کو میرے لا دوا کہہ کر | چل دیئے آپ تو ہوا کہہ کر
شوق وارمان وعشق کو میرے | کردیا اک طرف بلا کہہ کر
جو دیا آپ نے دیا مجھ کو | بھیک کہہ کر کبھی عطا کہہ کر
کیجئے اور بھی عطا مجھ کو | بے ادا بے ہنر گدا کہہ کر

بعدِ تدفین کردیا مجھ پر حُسن اپنا عیاں فدا کہہ کر
دل جلاؤں میں تیری الفت میں تیرا شیدا ترا فدا کہہ کر
درد دل میں جگا دیا میرے میرے محبوب نے دوا کہہ کر
دے مئے عشق دے مرے ساقی تو بُرا یا مجھے بھلا کہہ کر
مانگتا ہوں دعا بھلائی کی ہاتھ پھیلا کے یاخدا کہہ کر
اپنی گدڑی میں مست ہے رَضوی تیری نعمت تیری عطا کہہ کر

(۱۲)

مَیں آیا ہوں بلا کی ارض پر نانا کا دیں لے کر
زباں پر حق کا نعرہ دل میں بابا کا یقیں لے کر
نواسہ ہوں رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ہوں حیدر کا
خدا کے دین کی خاطر چلا آیا مکیں لے کر
صداقت کا پیالہ پی کے آیا کربلا میں ہوں
نہ جاؤں گا یہاں سے دُور اپنی جاں کہیں لے کر
کٹیں گے یا لُٹیں گے کربلا میں آلِ احمد کے
سلامت تم بھی جاؤ گے نہ اب اپنی جبیں لے کر
نہ گھبراؤ بہن میری نہ گھبراؤ مرے بھائی
قیامت میں نہ جائیں گے یزیدی شان ایں لے کر
سکینہ بھی ہے پیاسی اور ہے معصوم اصغر بھی
پلادے آب کا قطرہ عدو اپنے تئیں لے کر
جواں اکبر کا خوں معصوم اصغر کا لہو ہوگا
قیامت میں ملوں گا رب سے احمد ﷺ کو قریں لے کر
شہادت ناز کرتی پاس آئے گی قیامت میں
خدا فرمائے گا آیا ہے قربانی حُسیں لے کر
کرے گا ناز اپنے بخت پر اس دن تیرا رَضوی

مٹے گا جب تری حالت پہ سجدے میں جبیں لے کر

ردیف زائے معجمہ

(۱)

رات دن بڑھتی فضا ہے یا عزیز روز وشب گھٹتی گھٹا ہے یا عزیز
باغِ جنّت کی صدا ہے یا عزیز حور وغلماں کی ندا ہے یا عزیز
یا عزیزو یا عزیزو یا عزیز جان سے نکلی صدا ہے یا عزیز
شکر میں تیرا کروں لیل ونہار کیا چڑھا دل پر نشہ ہے یا عزیز
لوحِ دل پر مَیں لکھوں رافع رفیع پھر کہوں تیری عطا ہے یا عزیز
ہے فنا سب کو فنا، کس کو دوام ہے بقا تجھ کو بقا ہے یا عزیز
عاشقوں کی محفلوں میں ایک بار طُور پر پردہ اٹھا ہے یا عزیز
نکلی جب دل سے صدا ہے یا وکیل ہرگنہ اپنا مٹا ہے یا عزیز
باغِ بُلبُل کی بہاروں میں بہار تیری چاہت ہی فدا ہے یا عزیز
کوبکوتو، سُوبسوتُو، چار دانگ تُو ہی تو، تو کی صدا ہے یا عزیز
اک نظر رضوی پہ کر کے کردے خاص خاص یہ تیرا گدا ہے یا عزیز

(۲)

سُن کے آتے ہیں جہاں میں نام اے گیسودراز
در پہ تیرے بندہ خاص وعام اے گیسودراز
ربّ سے تم کو ہے ملا انعام اے گیسودراز
عشق کا اونچا وہ پیارا بام اے گیسودراز
جانِ نعمت، کانِ نعمت، شانِ نعمت، تیری ذات
ربّ کا تجھ پر ہے یہ سب انعام اے گیسودراز
ہو کے بندہ ربّ کا اپنے پھر بھی ہو بندہ نواز
فیض ہے تیرا دَکن پر عام اے گیسودراز

اک دکن پر ہی نہیں سارے جہاں پر تیرا فیض
بانٹنا ہے فیض تیرا کام اے گیسودراز
فیض سے تیرے ہوا کرتے ہیں لاکھوں فیضیاب
فیض ہے تیرا جہاں میں عام اے گیسودراز
کردیا روشن نصیرالدین نے ایسا چراغ
نے بجھا ہے نے بجھے گا نام اے گیسو د راز
صرف گیسو ہی نہیں ہر ہر ادا تیری دراز
جانبِ قدرت سے ہے ارقام اے گیسودراز
تم رہے قائم طریقت پر حقیقت پر مدام
اور ہوتا تم پہ تھا الہام اے گیسودراز
بندگی میں زندگی . اپنی جو کی تم نے تمام
تاقیامت اب کروآرام اے گیسودراز
تیری الفت، تیری حکمت، تیری محنت بے مثال
بے مثالی تیری صبح وشام اے گیسودراز
تجھ پہ نازاں تیرے والد تیری ماں، تیرے رسول
تیرے مرشد اور ہے اسلام اے گیسودراز
آلِ احمد ہو ، حُسینی ہو ، نصیری ہو مدام
اچھا تو ہونا ہی تھا انجام اے گیسود را ز
بے خودی ایسی بڑھی کہ ہوگئے بے خود تمام
ایسا تم نے ہے پلایا جام اے گیسودراز
واعظوں کو اب بتا دو واقعہ دل کا تمام
کہ ہوتا خلوت میں ہے دل تام اے گیسودراز
کب تلک مجھ کو ستائے گی رُلائے گی جناب
رات دن یہ گردشِ ایام اے گیسودراز

مفتیٔ اعظم جہاں ،احمد رضا کا ہوں غلام
عشق کا مجھ کو پلادو جام اے گیسودراز
وجد کرتا جوش میں رہتا بشر لیل و نہار
ایسا کرتے کچھ ذرااقدام اے گیسودراز
اے شریعت کے طریقت کے حسینی بادشاہ
عشق میں رضوؔی ہے کیوں کرخام اے گیسودراز
در پہ آئے آپ کے پھر سے جو یہ رضوؔی حضور
تو پلا پھر دیجئے اک جام اے گیسودراز

☆☆☆

مندرجہ ذیل منقبت گلبرگہ شریف کے روزنامہ ،کے،بی،این ٹائمز میں شائع ہوچکی ہے
(محمد ادریس رضوؔی)

۳

ہیں تلے بندہ نوازی پر سدا بندہ نواز
کہہ کے دیکھو تو ذرا تم بھی گدا بندہ نواز
بانٹتے ہیں رات دن صبح ومسا بندہ نواز
عشق والفت کا محبت کا نشہ بندہ نواز
عاصیو! تم بھی کہو ہم ہیں گدا بندہ نواز
عشق کا بھر دیجئے ہم میں نشہ بندہ نواز
ہرزباں پر شور ہے سب سے جدا بندہ نواز
بندہ تیرا خاص ہے ربِّ علا بندہ نواز
جھولیوں میں رکھ دو تم اپنی عطا بندہ نواز
جھولیاں خالی ہماری ہیں شہا بندہ نواز
نے تبسم نے ترنم کی ادا بندہ نواز
مانگتا ہوں عشق والفت کی دوا بندہ نواز
ڈال کر اپنی نظر مجھ پر ذرا بندہ نواز
راہِ حق کا مجھ کو پکڑا دو سرا بندہ نواز
مست ہوتا با خدا کہتا جدا بندہ نواز
پھر لگا کر نعرہ کہتا مے پلا بندہ نواز
مے پلا مجھ کو پلا اپنا بنا بندہ نواز
دے رہا ہوں در پہ تیرے مَیں صدا بندہ نواز
اب چلا ،دے کر صدا رضوی شہا بندہ نواز
گفتگو کیجئے میری بقا بندہ نواز

☆☆☆

ردیف سین مہملہ

۱

حالِ دل اپنا ہوا ابتر انیس رحمتوں کا کھول دے اب در انیس
سب انیسوں سے ملا برتر انیس میرا ھادی ہے مرا اکبر انیس
تو جو چاہے تو مرے دل کا مکان جگمگاتا نور کا ہو گھر انیس
کر لیا دل ہے مرا پختہ یقین کھول دے گا خاص اپنا در انیس
حال بھی ہے قال بھی ہے بے نظیر اور دل کو ہے ملا بہتر انیس
حالِ دل تم سے کروں مَیں کیا بیان دل مرا ہے یہ ترا ہی گھر انیس
جب جھکی در پر ترے اپنی جبین تب ہوئی اپنی جبیں اختر انیس
صاف تھی میلی ہوئی دل کی زمین کیا گنہ مجھ سے ہوئے بدتر، انیس
تیری باتیں، تیری یادیں، صبح وشام جاگزیں ہیں مہرومہ بن کر انیس
حاضر دربار ہے رَضوی غلام درد کا اس کے مداوا کر انیس

ردیف شین معجمہ

۱

میکدے میں شراب کی بارش بزم ھُو میں نصاب کی بارش
میرے ارمان وآرزو پرتو کردے دلبر گلاب کی بارش

☆☆

جلتے دل پر عذاب کی بارش کھلتے دل پر ثواب کی بارش
عشق میں جلتے ایک عاشق پر ہورہی ہے سراب کی بارش

☆☆

مجھ پہ برسا کمال کی بارش فضل سے تو جمال کی بارش
لحہ لحہ وصال کی بارش خوب کرمیرے حال کی بارش

۲

تجھ سے ملنے کی ہے خواہش
عشق میں جلنے کی ہے خواہش

ہر لمحہ ہر ساعت تیری
دُھن میں چلنے کی ہے خواہش

باغِ محبت میں رہ کراب
مجھ کو پھلنے کی ہے خواہش

بحرِ ولا سے ملا کے خود کو
اور اُبلنے کی ہے خواہش

غنچہ بن کر رہے گا کب تک
دل کو کھلنے کی ہے خواہش

نفس کے جال سے میرے دل کو
کب سے نکلنے کی ہے خواہش

حالِ دنیا دیکھ لیا ہے
یہاں سے ٹلنے کی ہے خواہش

آگ لگا کر عشق کی خود میں
دل کو جلنے کی ہے خواہش

چاک کیا جو نفس نے چادر
اس کو سلنے کی ہے خواہش

تیری الفت تیری ولا میں
اور اچھلنے کی ہے خواہش

راہِ وفا میں رَضوی رکھتا
دل میں بدلنے کی ہے خواہش

ردیف صاد

۱

در پہ تیرے ہے دعا یہ میری خاص
پھول بن جائے ادا یہ میری خاص

تیری دیکھی ہے کریمی اے کریم
الجھنوں میں بھی ادا یہ میری خاص

درگزر کردے خطا یہ میری خاص
عرض ہے کرتی ندا یہ میری خاص

تجھ پہ جاں ہوتی فدا یہ میری خاص
روز وشب کی ہے صدا یہ میری خاص

ڈال کر مجھ پر نظر تو کردے صاف
عشق کی پیاری ردا یہ میری خاص

دل کے آئینے میں دکھلادے شبیہہ
اور ہوجائے بقا یہ میری خاص

میکدے میں مے ہے پیتا صبح وشام
خوب ہے دل کی غذا یہ میری خاص

نور ونکہت پر فدا سارا نظام
نور میں ڈوبی ردا یہ میری خاص

حکم پر اس کے ہُوا سجدہ تمام
روح ہے اس پر فدا یہ میری خاص

۲

عاشقوں کا دیکھئے تازہ خلوص
دل میں ہے ان کے بھرا کتنا خلوص

پھول بن کر ہے کھِلا اپنا خلوص
نکہتِ گُل کی طرح تازہ خلوص

چڑھ رہا ہے عشق کا پیارا خلوص
دل میں رہتا بن کے ہے تارا خلوص

اور ہے بازار میں چلتا خلوص
خام ناکارہ بُرا کھوٹا خلوص

میکدے میں روز ہے بٹتا خلوص
نور میں ڈوبا ہوا سچّا خلوص

سب کی قسمت میں نہیں ہوتا خلوص
فضل سے ہی اس کے یہ مِلتا خلوص

پی گیا اک گھونٹ میں سارا خلوص
ہوگیا عاشق ترا مولیٰ، خلوص

بانٹتی ملت اگر سچا خلوص
سب کے اندر دین کا ہوتا خلوص

مانگ کر در سے ترے لائی ہے جان
جان میں رہنے کو ہر کارہ خلوص

لکھ رہا ہے میکدے کی ساری بات
اپنا دل، اپنا نشہ، اپنا خلوص

پھول بن کر ان کے قدموں پر نثار
اپنا جذبہ، اپنا دل، اپنا خلوص

دیکھئے تو ہاتھ میں لے کر جناب
ہے اُگلتا دل مرا کیسا خلوص

خلوت وجلوت میں ہے پیتا مدام
تیرا رضوی عشق کا اچھا خلوص

دے دیا رضوی نے تم کو بے دریغ
اپنا دل، اپنا جگر، اپنا خلوص

ردیف ضاد معجمہ

۱

مری جان کی جان ہے جانِ عارض
مشیت کی حکمت کے ارکان عارض

کہوں تجھ کو لولو کہ مرجان عارض
ہوا جان و دل تجھ پہ قربان عارض

فدا تجھ پہ ہیں حور و غلمان عارض
خدا تجھ پہ خود اور انسان عارض

سدا دیکھتے ہیں تری شان عارض
تری والضحیٰ تیرا سلطان عارض

خدا بھاتے عارض پہ بھیجیں درودیں
ہے سب عارضوں کا گلستان عارض

محبت کا مرکز تو تو ہے سدا سے
تو ہے محترم پاک ذیشان عارض

نہ ثانی ہوا اور نہ سایا ہی تیرا
تجھی پر ہوا ختم عرفان عارض
گواہی ہے دیتا یہ قرآں مقدّس
بنایا حسیں تیر امہمان عارض
گدا بن کے تیرا ترے در پہ آتا
تو ہوتا ترا اور احسان عارض
چھپا کر دکھاتے یہ رضوی کو اپنے
کہ رکھتا ہے دل میں وہ ارمان عارض

ردیف طائے مہملہ

(۱)

بھیجے کوئی اگر ولا کا خط
بندہ سمجھے یہ ہے صدا کا خط
خط ملے گر ملے بقا کا خط
رات دن مَیں پڑھوں نشہ کا خط
نامِ خط پر رہے نہ کوئی خط
خط رہے بس رہے وفا کا خط
بڑھ گیا جانِ جاں مرض اپنا
بھیجدے رحم کر شفا کا خط
منتظر کب تلک رہے بندہ
بھیج کر، کر کرم عطا کا خط
نام الفت پہ دل کیا قرباں
دل پہ لکھا سدا چلا کا خط
بند آنکھوں سے رات دن مَیں پڑھوں
تیری الفت، وِلا، نشہ کا خط
نہ کسی نے سنا نہ دیکھا ہے
میرے دل کا کھُلا وفا کا خط
خط پہ خط اور خط لکھا ہے جو
جانِ جاں ہے وہ پُر خطا کا خط
غم، الم، رنج و درد میں بھی تو
لکھا بندے نے ہے وفا کا خط
نہ کسی پارسا نہ زاہد کا
ہے یہ رضوی گدا فدا کا خط

(۲)

آگ دل میں لگے تو ولا کی فقط
ہے دعا ایسی تیرے گدا کی فقط
تو رہے مَیں رہوں اور پردہ اٹھے
یہی میرے دل نے دعا کی فقط
ہے لگی دُھن لگی جان و دل کو لگی
عشق میں عاشقوں کو خدا کی فقط
لاج رکھ لے میری دین و دنیا میں تو
ہے تمنّا سدا سے فدا کی فقط
ہے دعا اے خدا عشق زندہ رہے
بس یہی آرزو ہے گدا کی فقط

روبرو ہو کے رضوؔی یہ دل سے کہے شان سب سے جدا ہے خدا کی فقط

ردیف طائے معجمہ

(۱)

وِرد بندے کا اگر ہو یاحفیظ اوج کا پھر سے سفر ہو یاحفیظ
طُور تک اپنی گزر ہو یاحفیظ تجھ پہ ہی میری نظر ہو یاحفیظ
جان ودل اپنا قمر ہو یاحفیظ میرا دل ہی تیرا گھر ہو یاحفیظ
عشق کا دل پر اثر ہو یاحفیظ بند آنکھوں کو نظر ہو یاحفیظ
راستہ دل کا دِگر ہو یاحفیظ بولتا خود سے جگر ہو یاحفیظ
بے خودی اپنا ہنر ہو یاحفیظ نور پر اپنی نظر ہو یاحفیظ
مال وزر سے بے خبر ہو یاحفیظ عشق میں جلتا بشر ہو یاحفیظ
عشق سے جاں تر بتر ہو یاحفیظ روبرو کوئی نہ شر ہو یاحفیظ
ہو دعا اب بااثر ہو یاحفیظ دل نہ اپنا دربدر ہو یاحفیظ
عرش پر دل کا قمر ہو یا حفیظ آرزو اپنی ظفر ہو یاحفیظ
راہِ رضوؔی بے خطر ہو یاحفیظ جانبِ منزل سفر ہو یاحفیظ

ردیف عین مہملہ

(۱)

پھیلتا نور ہے ترے تابع مجھ سے جو دُور ہے ترے تابع
عشق کا طُور ہے ترے تابع بندہ مجبور ہے ترے تابع
قرب بھی دُور ہے ترے تابع چاند کا نور ہے ترے تابع
خلد کی حُور ہے ترے تابع مَن کا دستور ہے ترے تابع
ہم نشیں ہم سفر درونِ در اور مجبور ہے ترے تابع
رنج وغم ہر الم خوشی میں بھی ساتھ منصور ہے ترے تابع

میرے دل کی چھپی کہانی بھی شکل طنبور ہے ترے تابع
کل بھی تھا اور آج بھی رَضوؔی بندہ مخمور ہے ترے تابع

ردیف غین معجمہ

۱

عشق کے دل میں پھنسا عاقل دماغ عشق سے ہے بے خبر جاہل دماغ
جامِ ھُو سے مست ہے شاغل دماغ جانِ جاں پر ہے فدا کامل دماغ
عشق سے ہٹ کر نہ ہوگا زینہار اور کوئی کام میں شامل دماغ
فکرِ دنیا میں ہمیشہ پیش پیش دین کی خاطر سدا کاہل دماغ
ذِکر کرتا ہے خدا کا جو مدام رب سے اپنے ہے وہی واصل دماغ
فرض وواجب نفل وسنّت کے سوائے فائدہ لیتا نہیں زائل دماغ
تیری نعمت تیری حرمت پر مدام جان ودل سے ہے مرا مائل دماغ
ہرکس وناکس پہ تیرا فیضِ عام اے مرے منصف مرے عادل دماغ
اپنے دلبر کی محبت کے طفیل مست رَضوؔی کا رہے حاصل دماغ

۲

باغِ الفت میں ٹہلتا ہے دماغ یادِ جاناں سے مچلتا ہے دماغ
جامِ ھُو پی کر اُبلتا ہے دماغ نامِ دلبر سے بہلتا ہے دماغ
یار کے در پر اُچھلتا ہے دماغ اشک پی کر دل مسلتا ہے دماغ
عشق کے شعلے میں جلتا ہے دماغ صورتِ غم میں پھسلتا ہے دماغ
رحمتِ حق سے بدلتا ہے دماغ پردے کی باتیں اُگلتا ہے دماغ
دیکھتا ہے جب مسرّت کے نشان غم کے گھر سے تب نکلتا ہے دماغ
حُسن جاناں کا جب آتا ہے خیال کیا کہوں کیسے اُچھلتا ہے دماغ
دل میں رَضوؔی کے بجکم جانِ جان عشق کی باتیں اُگلتا ہے دماغ

☆☆☆

۳

دین وایماں کا اگر گھر ہے دماغ
عشق دلبر سے معطر ہے دماغ

روز لیتا نامِ اکبر ہے دماغ
ہے جھکاتا با ادب سر ہے دماغ

عشق والفت خیروشر کوایک ساتھ
مہماں جو رکھتا ہے وہ گھر ہے دماغ

اہلِ زر سے کوئی یہ پوچھے سوال
کیوں نہیں اس کا زمیں پر ہے دماغ

کیمرہ دل میں لگا کر صبح و شام
کھینچتا اک ایک منظر ہے دماغ

اپنے تن میں دیکھے جو لیل ونہار
سب سے عمدہ اور بہتر ہے دماغ

سجدے کی خاطر جھکاتا ہوں جبین
اس لئے تو آسماں پر ہے دماغ

لکھ لے اپنے دل پہ رضوی اس نام
عمدہ تیرا اور برتر ہے دماغ

ردیف فا

۱

ڈھونڈتا روز وشب ہے فدا ہر طرف
کب ملے گا اُسے تو بتا ہر طرف

نور ہی نور ہوتا سدا ہر طرف
سامنے اپنے ہوتا خدا ہر طرف

کوئی دیکھے نہ دیکھے مگر دیکھتا
تیرا عاشق ہے تجھ کو سدا ہر طرف

موت میں بھی خوشی کا سماں ہوگیا
دیکھتی موت ہے اب جُدا ہر طرف

رنگ الفت چڑھا مست عاشق ہوا
شوردل میں اٹھا، ہے خدا ہر طرف

نفس نے بات میری نہ مانی کبھی
ورنہ منظر یہ ہوتا جدا ہر طرف

نغمہ دل سے نکلتا مرے یا خدا
پھر تو سنتا صدا یا خدا ہر طرف

زندگی میں نہ چرچا ہو از یست کا
موت کا میری چرچا ہوا ہر طرف

عاشقو! اب اٹھو میکدہ میں چلو
دی ہے ساقی نے ایسی ندا ہر طرف

آب وگل میں بھرا نور ہی نور ہے
کہتا پھرتا ہے رضوی گدا ہر طرف

۲

دھوم ہے ہر طرف
کام ہے ہر طرف

آئینۂ دل نہیں نام ہے ہر طرف
آیئے دیکھیے بام ہے ہر طرف
چاند ہوتے ہوئے شام ہے ہر طرف
میکدہ دُور ہے جام ہے ہر طرف
پختہ ملتا نہیں خام ہے ہر طرف
عشق میں روشنی عام ہے ہر طرف
اک غزل کے لئے دام ہے ہر طرف
چاند رَضوؔی ترا نام ہے ہر طرف

(۳)

ڈھونڈ کر مجھ کو مرے وہ یار اُلف سر پہ رکھ دیتے ہیں میرے بار اُلف
دل بجاتا عشق کا ہے تار اُلف سہہ رہا ہے عشق کا وہ وار اُلف
عاشقوں کی جان لینے کے لئے ہی مضطرب بے چین یاں ہیں دار اُلف
یار میرے جان کو میری نہ چھیڑ سر پہ اپنے رکھتی وہ ہے کار اُلف
جان میں میری سمانے کو سدا سے ہیں پڑے رہ میں مری وہ خار اُلف
راہ میں میری، میرے اغیار نے ہی جابجا بھڑکا دیئے ہیں نار اُلف
جھانکتے ہیں داغِ دامن پر مرے وہ چھوڑ کر اپنے گنہ ابصار اُلف
بات سچی لکھنے والا کر تلاش چھاپنے کو جھوٹ ہیں اخبار اُلف
سازِ الفت سوزِ مستی کے سوائے کیا کروں گا لے کے میں اطوار اُلف
دیجئے در پر ذرا اپنے پناہ اپنے عاشق کو مرے ابرار اُلف
تُل گئے ہیں لینے پر رَضوؔی کی جان دوستوں کی شکل میں اغیار اُلف

ردیف قاف

(۱)

ذکر کر صبح وشام حق حق حق عشق کا یہ ہے بام حق حق حق

دل پہ لکھ لے یہ نام حق حق حق کتنا عمدہ ہے کام حق حق حق
پڑھ رہا ہے غلام حق حق حق در پہ تیرے مدام حق حق حق
یا الٰہی مری دعا ہے یہ دل پڑھے یہ کلام حق حق حق
میرے محبوب تو مرے دل کو دینا اونچا مقام حق حق حق
میرے تن میں مرے خیالوں کا ہے ترا انصرام حق حق حق
جان میں میری تو نے کیا عمدہ کردیا انتظام حق حق حق
تو گنہگار زندگی اپنی کر اسی پر تمام حق حق حق
عشق کے ساز پر ذرا لے لے اپنے خالق کا نام حق حق حق
عاشقو! اس کا عشق دیتا ہے تم کو پیارا پیام حق حق حق
عاشقو کے دلوں کو کرتا ہے عشق اس کا سلام حق حق حق
لوحِ دل سے مٹائے سارا کچھ لکھتا ہوں ایک نام حق حق حق
عاشقو سوتے جاگتے پڑھنا نفس کو کر کے رام حق حق حق
عشق میں جلنے مرنے کو رضوؔی لیتا ہے تیرا نام حق حق حق

ردیف کاف

۱

عشق والفت محبت کے گلشن مہک جان ودل روح کا گھر مرا تن مہک
بحر وبر خشک وتر کے چمن بَن مہک عشق وعرفان کے سارے ہی رن مہک
عیش کرتے رہیں عشق میں جان ودل خلد سے لا کے خوشبو مرا من مہک
بابِ الفت کھُلا کھِل اٹھے پھول سب بَن کے دُولا مرے روز وشب فن مہک
آگ دل میں لگا کے ذرا عشق کی عاشقوں کی ادا بن کے دلہن مہک
پردہ جو ہے پڑا وہ نہ پردہ اٹھا رہ کے پردے میں دل اور چلمن مہک
نام لے کر حبیبِ خدا کا ذرا نرگس ونسترن کی طرح من مہک
یا خدا یا اللہ وحدہٗ کہہ کے تو جانِ رضوؔی ـــــے پیارے گلشن مہک

ردیف لام

۱

کرگیا تیری محبت میں حلال — عاشقوں کو تیرا یہ جاہ و جلال
عشق کے کچھ اور بھی پہلو اُچھال — عشق میں ہو جائے عاشق لعل لعل
جی کے مرنا، مر کے جینا ہے کمال — عشق میں ایسا ہی ہوتا ہے دھمال
میکدے میں جس کا ہے حسن و جمال — ہو گیا دونوں جہاں میں باکمال
جینے یا مرنے کا ہے کس کو ملال — میکدے کی مے کا ہے دل پر جلال
وصل کے دوران گر ہوتا وصال — تو سمجھتا بندہ ہے بہتر یہ سال
عشق سے حاصل ہوا ہے نیک فال — کہتا ہے یہ ذرّہ ذرّہ بال بال
طور پر موسیٰ علیہ السلام نے جب رکھا سوال — گر گئے دیکھا تھا جب تیرا جلال
آگیا بندوں پہ یہ کیسا وبال — تھا جو پہلے وہ رہا نہ ان کا حال
حُسن پھولوں کو دیا ہے بے مثال — اور مٹی کو دیا ستھرا جمال
تیری قدرت سے ہیں سب کے سب بحال — آسماں پر بھی چمکتا ہے ہلال
جب بھی لکھا تیرا ہی لکھا کمال — حمد میں رضوؔی ترا تیرے ہی قال

۲

فصلِ گُل تجھ پہ گُل
ہیں فدا گُل کے گُل
مجھ پہ تو اب تو کھُل
میرا دل کرتا غُل
کہہ دے تو لفظِ قُل
پڑھ سدا اے سبل
دم بدم جان گُل
تو ہی تو جزو کُل

کہہ گے سب رُسل
غور کر اے رُجل
فکر پر بندہ ٹل
خود میں تو خود سے گھل
تجھ میں ہے نور و گل
میرے تن خود سے ڈھل
پار کر دل کا ٹپل

۳

علم کی روشنی میں آج عمل کا ہے سوال
اے مسلمانو شریعت پہ قدم رکھو بحال
ترے آبا کا بنا کام عمل سے ہے مدام
تو نے چھوڑا جو اسے ختم ہوا تیرا کمال
تم گلے ملتے نہیں دُور سے کرتے ہو سلام
تم میں آسکتا نہیں دین کی خوبی کا جمال
بڑھ کے دیکھو تو مجھے میری اداؤں میں بہار
مجھ کو اپنالو اگر روح کو کرنا ہو نہال
حرصِ دنیا میں مگن دین سے تم ہو بیزار
رب کے احکام کو کرتے ہو برابر پامال
تم مؤذن کی صدا پر بھی نہیں دھرتے کان
تم کو انسان کہوں یا مَیں کہوں تم کو سفال
ہیں مبلّغ ومقرر بھی بہت تم سے اداس
تم نہیں کرتے ذرا اپنے معالج کا خیال
طنز کے طور پہ مصلح کو بتاتا ہے علیل
صاف ظاہر ہے، ترے بگڑے ہیں اوصاف وخصال

نکتہ چیں بن کے بھلا تیرا نہ ہوگا زنہار
لو لگا رب سے تو ایسی کہ نہ ہو تیری مثال
قولِ سرکار پہ سر اپنا جھکا لیل ونہار
تا کہ کھل جائے جو پوشیدہ ہے تجھ سے ترا حال
تھے ابوبکر، عمر اور علی وعثمان
دین احمد کی اِشاعت میں جو رہتے فعال
نفس امّارہ سے تم ہوگئے مغلوب ایسے
اپنے کردار کو خود کرنے لگے روبہ زوال

ردیف میم

(۱)

اے مسلماں کروحق کا اعلان تم
فرض ہے کردو باطل کا بطلان تم
کعبہ سے بت نکالا رسول اللہ نے
اوروطن سے کرو دُور شیطان تم
ربّ کا لو نام اور جاؤ میدان میں
صدق دل سے پڑھو حق کا فرمان تم
سجدہ میں تم رہو تا کہ وہ ہو قریب
یوں نکالا کرو دل کا ارمان تم
اس کی مرضی پہ مرنا ہی ہے زندگی
پڑھ لو قرآن میں حق کا فرمان تم
تم کو کرنی ہے ترویج اسلام کی
لاؤ بوبکرؓ جیسا ہی ایمان تم
پیش ہوں بن کے تم ایک روشن مثال
فضلِ حقؔ جیسے بن جاؤ انسان تم
پردہ سے کوئی دیتا ہے رضوؔی صدا
کفر کو لے اُڑو بن کے طوفان تم

(۲)

جامِ جم پی کے ہم
مست ہیں ایک دم
دل کا تُو میرے دم
ہے ترا سب کرم

کر لیا سر قلم
عشق میں جب قلم
پھر بنا اک قلم
لکھے جو ہر قدم
حمد ھُو دم بدم
کہہ اٹھے ہر صنم
ہے فقط ایک غم
کب ملا مجھ کو غم
ہے کہاں میرا غم
خشک لب آنکھ نم
سہہ رہے غم پہ غم
پی کے ہم اپنا غم
کر دیا بے بھرم
نفس کا ہر ستم
تجھ پہ ہے جب قسم
کھول مت راز غم

(۳)

سنو میری فریاد تم غوثِ اعظم — کرو مجھ کو بھی شاد تم غوثِ اعظم
خوشی کم الم ہے بہت میرے دل میں — ہٹادو یہ اُفتاد تم غوثِ اعظم
مرے سر پہ منڈلا رہی ہیں بلائیں — کرو میری اِمداد تم غوثِ اعظم
ہَوا ہے مخالف، ہے کشتی بھنور میں — ہُو دافع خداداد تم غوثِ اعظم
کھڑا ہوں تصور میں در پر ترے میں — عطا کردو کچھ داد تم غوثِ اعظم
مرا دل فسردہ ہے، دامن ہے خالی — سخی کی ہو اولاد تم غوثِ اعظم
نکالو وہ رستہ جو پہنچے خدا تک — بَنو رہ کی بنیاد تم غوثِ اعظم

اٹھائے نہ مجھ پر نظر کوئی دشمن — کہ رکھو مجھے یاد تم غوثِ اعظم
مصیبت میں کس سے مدد مانگے رضوی — کہ ہو اس کے جد ادتم غوثِ اعظم

(۴)

ہو ولیوں کے تم تاج ور غوثِ اعظم — تمہیں سب کے ہو راہ بر غوثِ اعظم
عمل تیرا کامل، نظر تیری کامل — دعا ہے تری با اثر غوثِ اعظم
ترے در سے سارق نے پائی ولایت — عنایت تری کارگر غوثِ اعظم
مکرّم وناصح وواصح وواضح — تمہیں ہو تمہیں راہ بر غوثِ اعظم
تری دستگیری پہ نازاں ہے دنیا — ولی ہو، ولی کے پسر غوثِ اعظم
خدا خوش ہو جس سے وہی رہ چلوں مَیں — ذرا مجھ پہ رکھو نظر غوثِ اعظم
زباں پر مری المدد المدد ہے — بن آئی مری جان پر غوثِ اعظم
کرے دل سے رضوی عبادت خدا کی — کرو دل پہ ایسا اثر غوثِ اعظم

(۵)

ہو نبی کی یاد میں تم بے قرار غوثِ اعظم
درِ عشقِ مصطفےٰ پر ہو نثار غوثِ اعظم
دلِ ناتواں کی سنتے ہو پکار غوثِ اعظم
کہ ہو جن وانس کے قطبِ مدار غوثِ اعظم
مَیں جو دیکھوں وہ ترا پاک دیار غوثِ اعظم
مری آنکھوں سے اُتر جائے خمار غوثِ اعظم
مرے بے قرار دل کو ملے گا قرار اس دم
کہ نظر سے دیکھے تیرا جو مزار غوثِ اعظم
رَہِ اتصال ہو وجد و جود ہو یا غلبہ
یہ ہیں سب کے سب ترے دل کے نگار غوثِ اعظم
ہیں جہاں میں قطب واوتاد وغیاث غوث جو بھی
سبھی ہیں تری کرامت کے شکار غوثِ اعظم

مَیں لگاؤں اپنی آنکھوں میں مَلوں مَیں اپنے دل پر
ملے گر جو تیرے قدموں کا غبار غوثِ اعظم

نہ اٹھائیں پھر کبھی مجھ پہ نگاہ میرے دشمن
مرے گرد کھینچ دو تم ایسا حصار غوثِ اعظم

ملے ایسی آنکھ رضوؔی، کہ چلائے راہ دیں کی
کرے لوگ خاص میں اس کا شمار غوثِ اعظم

۶

نبی کے چہیتے ولی غوثِ اعظم — تری ہر ادا ہے بھلی غوثِ اعظم
جنابِ محمد علیہ ﷺ کے صدقے دکھادو — حرم کی وہ پیاری گلی غوثِ اعظم
مدینہ پہنچنے کی کردو دعا تم — کھلے میرے دل کی کلی غوثِ اعظم
رہے مجھ پہ تیری توجہ ہمیشہ — مجھے تیری الفت بھلی غوثِ اعظم
مصیبت میں تجھ کو پکارا جو میں نے — عدو میں مچی کھلبلی غوثِ اعظم
کرم کی نظر مجھ پہ کردو ذرا تم — ہوائے مخالف چلی غوثِ اعظم
شیاطینِ سرکش کے حربے سے اپنی — یہ کھیتی عمل کی جلی غوثِ اعظم
دُوا بن کے رضوؔی کے دل پر اثر ہو — نظر ایسی کردو ولی غوثِ اعظم

۷

علم کی شان مفتیٔ اعظم — عشق کی جان مفتیٔ اعظم
فیض ہر سو ترا برستا ہے — فیض کی کان مفتیٔ اعظم
قطب ابدال کی نگاہوں میں — تو ہے ذی شان مفتیٔ اعظم
تیرے تقویٰ تری عبادت پر — عقل حیران مفتیٔ اعظم
تیرا ادنیٰ مرید رضوؔی ہے — کیوں پریشان مفتیٔ اعظم

☆☆☆

ردیف نون

۱

تجھ پر مرا ایقان کنزالایمان — اعلیٰ ترا اعلان کنزالایمان
ایران، افغان و عرب ترکستان — تو ہر جگہ ذیشان کنزالایمان
سب پر ہوا حاوی ترا فرمان — اعلیٰ ترا فرمان کنزالایمان
مشہور دنیا میں ہوا تیرا نام — تو ترجموں کی جان کنزالایمان
کیا خوب ہے تیرا بیان و انداز — ہے عقل بھی حیران کنزالایمان
پڑھتے مسلماں ہیں صبح و شام — اے ترجمۂ قرآن کنزالایمان
پڑھتے رہو ہوجائے گا دل گلزار — یہ ترجمۂ قرآن کنزالایمان
تجھ پر فدا تو ہوگیا ہے سنسار — کتنا تیرا ہے مان کنزالایمان
عشق و محبت کا پلاتا ہے جام — اپنا تو ہے ایمان کنزالایمان
اردو زباں کو کردیا مالا مال — دے کر نئی اک شان کنزالایمان
رضوی یہ دیتا ہے جہاں کو پیغام — دل سے پڑھو قرآن کنزالایمان

۲

ہے چمن اپنا من
کہہ نہ اب بے وطن
خوب ہے تن میں دھن
جانِ جاں میرا من
پاک ہے سارا تن
رکھتا ہے حُسنِ ظن
پاک سب فکرو فن
تیری ہی ہے لگن
کر لیا ہے غبن

عشق کا کچھ چمن
چور ہے نفسِ تن
ہے چھپا اپنے تن
بے حیا بے وزن
ایسا دے اک کفن
دُور ہو ذو المحن
نفس کے سارے فن
دل بنے پھول بن
جان ہو گُل بدن
ہے دعا جانِ من

۳

تجھ کو کیسے بھول جائے تیرا بندہ اے حُسین (رضی اللہ عنہ)
کر چکا ہے نام تیرا دل پہ کندہ اے حُسین (رضی اللہ عنہ)
ہم بیاں کرتے رہیں گے تیری عظمت صبح وشام
ہند میں دیتے رہیں گے تیرا خطبہ اے حُسین (رضی اللہ عنہ)
خوب ہے دلکش ہے جامع دلربا سجدہ تیرا
اس سے بہتر اب نہ ہوگا کوئی سجدہ اے حُسین (رضی اللہ عنہ)
مٹ گئے ظالم شقی شِمرِ لعیں ابنِ زیاد
ہو رہا ہے چار سُو بس تیرا چرچا اے حُسین (رضی اللہ عنہ)
تیرے دم سے کربلا کی ہوگئی مٹی نہال
میرے دل میں بھی بسا دو اپنا جلوہ اے حُسین (رضی اللہ عنہ)
تیری ہمت، تیری جرأت، تیری نیت کو سلام
تیرے خوں سے سُرخرو ہے حق کا پنجہ اے حُسین (رضی اللہ عنہ)
کن کے حاکم تیرے نانا، خلد ہے تیرا مقام

کون پائے گا تری نسبت کا رتبہ ے حُسین (رضی اللہ عنہ)
عابدوں کے پیشوا اقطاب وولیوں کے امام
تیری چوکھٹ سے ہے ملتا سب کو حصّہ اے حُسین (رضی اللہ عنہ)
دیکھ لیں گے کل قیامت میں یزیدی تیری شان
آبِ کوثر پر رہے گا تیرا پہرا اے حُسین (رضی اللہ عنہ)
حضرتِ اصغر کے صدقے رخ سے پردہ دو اٹھا
اور رَضوی کو دکھادو اپنا چہرہ اے حُسین (رضی اللہ عنہ)

(۴)

بات دل کی تجھے سُناتا ہوں زندگی کھیل میں گنواتا ہوں
عشق کا جام جب نہیں مِلتا اشک ہی جان کو پلاتا ہوں
جب بھی ہوتا ہے میرا دل مایوس مژدہ لَاتَقْنَطُوْ سناتا ہوں
نون کے نقطہ کی طرح دل میں نام دلبر ترا بساتا ہوں
سجدے میں رکھ کے مَیں جبیں اپنی تیری توفیق کو مناتا ہوں
کیوں نہ للچائے اور بھی کوئی فضل کا تیرے یم دکھاتا ہوں
نور پر تیرے آنکھ جو ٹھہرے آنکھ کو مَیں وہ خو سکھاتا ہوں
لُٹ نہ جائے غریب کی دولت اس لئے دُزد کو بھگاتا ہوں
خود غرض سے غرض نہیں مجھ کو خود غرض کو ہوا کِھلاتا ہو ں
دیکھ کر عشق کی روانی کو نام کو تیرے پُل بناتا ہوں
ابر دل جب نہیں برستا ہے ابر پر سوگ مَیں مناتا ہوں
دیکھنے کو ترا حسیں چہرہ در پہ تیرے میں غُل مچاتا ہو ں
تازہ ایمان کردے رَضوی کا ہاتھ در پر ترے اُٹھاتا ہوں

(۵)

گنہ اپنے مٹانے کو نبی کی بات لکھتا ہوں
لِقا کو والضّحیٰ زلفِ سیہ کو رات لکھتا ہوں

وہ فرماتا قسم ہے جس کی اس کی بات لکھتا ہوں
سیاقِ نظم میں اس کے ہی فرمودات لکھتا ہوں
نشاطِ زندگانی بھی، بساطِ بندگانی بھی
ملیں مولیٰ کے در سے خوبرو سوغات لکھتا ہوں
یقیں دل کو، ہنسی لب کو، ہنا دم کو، نفاں غم کو
بقا سر کو ملی در سے تیرے خیرات لکھتا ہوں
تیری نکہت، تیری صورت، تیری طاقت، تیری وسعت
تیری شفقت، تیری رحمت کے مَیں نغمات لکھتا ہوں
قلم سے، جان سے، دل سے، عبادت سے، ریاضت سے
مرے آقا، مرے مولیٰ ترے کلمات لکھتا ہوں
خوشی سے، شوق وایمان وعقیدت سے، نفاست سے
مقدّس دست وپا دندان کے درجات لکھتا ہوں
ہٹانے کو پڑا پردہ، دکھانے کو حسیں چہرہ
شہِ معراج کی خدمت میں معروضات لکھتا ہوں
خزاں کافور ہوجائے، نکھر جائے مرا گلشن
انہیں کرنے کو اپنے فضل کی برسات لکھتا ہوں
محبّت میں بنایا ہے گدانے طُور سینے کو
انہیں چمکانے کو اس پر ذرالمعات لکھتا ہوں
نبی، زلفِ نبی، آلِ نبی، اصحاب وعترت سے
ہمیشہ شاد ہیں جان وجگر اثبات لکھتا ہوں
عمر صدّیق عثمان وعلی حسنین پیاروں کی
جو ہیں خدماتِ دیں، ان کی وہی خدمات لکھتا ہوں
بلال وبوہریرہ حضرتِ حسّان کو رَضوی
ہمیشہ مَیں مکرّم، محترم حضرات لکھتا ہوں

(۶)

میں جامِ محبت پیئے جارہاہوں
رفو اپنے غم کو کئے جارہاہوں
ترانہ محبت کا سب کو سنا کر
محبت کی رہ پر لئے جارہاہوں
محمد ﷺ کی عظمت پہ مٹنے کا جذبہ
ندیموں کو اپنے دیئے جارہاہوں
شریعت کی راہوں پہ چلنے کی کوشش
مرے دوستو میں کئے جارہاہوں
مٹے میرے دل سے جہاں کی محبت
سعی ایسی دل سے کئے جارہاہوں
اُچھل کر گریں منہ کے بل دیں کے دشمن
انہیں چوٹ ایسی دیئے جارہاہوں
نہ نکلیں قدم دیں کی سرحد سے باہر
دعائیں میں دل سے کئے جارہاہوں
رفیقوں شفیقوں کی راہیؔ(۱) کی عرضی
مدینہ نگر میں لئے جارہاہوں
کنارے پہ کشتی لگانا ہے رضویؔ
سو محنت مشقت کئے جارہاہوں

(۱) دوہزار ایک میں حج نصیب ہوا اس وقت مخلصین نے دعا کرنے اور بارگاہِ نبوی ﷺ میں سلام عرض کرنے کو کہا تھا، ان میں جناب غلام مرتضیٰ راہیؔ صاحب جو میری شاعری کے مشفق رہنما ہیں کا تذکرہ ہے (محمد ادریس رضویؔ)

(۷)

گنہگار و عاصی خطا کار ہوں
کرم کا ترے مَیں طلبگار ہوں
بہیں تیری الفت میں آنکھیں مری
لئے دل میں ارمان دلدار ہوں
تجھے خانۂ دل میں دیکھوں ذرا
نہیں ایسی آنکھیں نہ ابرار ہوں
ستم سہہ کے بھی نام تیرا رٹوں
مدد کا تری مَیں طلبگار ہوں
نہ مجھ کو ملا مجھ میں اپنا پتا
صفت کا تری ایسا ابرار ہوں
مجھے پڑھ کے کوئی سمجھتا نہیں
عجب تیری قدرت کا اخبار ہوں
ترے در پہ سر کو جھکائے ہوئے
کہے تجھ سے رضویؔ گنہگار ہوں

(۸)

میری لگن کو حضور دیکھیں
بے مال و زر کو ضرور دیکھیں
میرے گنہ نے قصور دیکھیں
نے بے نوا کا فتور دیکھیں

خالق کی تخلیق طور دیکھیں اس کی ندا کا نشور دیکھیں
کافر کے دل کے سطور دیکھیں ٹوٹے مکاں کا غرور دیکھیں
غائب ہے دل سے یقین جس کے ہم کیسے ان کے امور دیکھیں
نے حور وخلد وقصور دیکھیں بس اک تمہارا ہی نور دیکھیں
ہے آرزو کے سُرُور دیکھیں رب کے کرم کا ظہور دیکھیں
آتے نہیں ہیں قریب دل کے ہم کس کے چہرے کا نور دیکھیں
ہم پر کرم کی نگاہ ایسی دل سے تجھے پھر نہ دُور دیکھیں
طیبہ پہنچ کر ادریس رَضوی زہرہ حسن کی قبور دیکھیں

۹

''جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں''
اس طرح صاف مجھے وہ نہ نظاروں میں ملیں
دل اُڑا کر لے گئے گھر مرا ویراں ہُوگیا
پھر نہ خوابوں میں مرے وہ نہ خیالوں میں ملیں
لینے کو دل مرا مجھ پر کئے کیا کیا وہ جفا
لے کے جو دل گئے تو پھر وہ جنازوں میں ملیں
میرے مونس نے کئے مجھ پہ ہیں لاکھوں ہی ستم
دَرد سارے ہی مرے دل کو وفاؤں میں ملیں
دشمنوں کے نہ مرے دل نہ خیالوں میں تھے
خار جتنے مرے یاروں کی اداؤں میں ملیں
ڈھونڈتا تھا مَیں جنہیں دشت وَصحرا میں کبھی
مجھ کو انمول وہ ہیرے تو نگاہوں میں ملیں
ڈھونڈتا صبح ومسا جن کو جہاں میں تھا مَیں
وہ مرے قُربِ جگر کے ہی مکانوں میں ملیں
سن رہا تھا تری ہر بات کو دل سے ہی مگر

واقعے کیا تھے ترے سارے اشاروں میں ملیں
باتیں سچی جو سنادی ہیں کبھی رضوؔی نے
پھر تو شمشیر وتبر ان کی نگاہوں میں ملیں

۱۰

باادب ہو کے جاؤں مدینہ میں مَیں — مدّعا دل کا پاؤں مدینہ میں مَیں
گیت آقا ﷺ کے گاؤں مدینہ میں مَیں — نغمۂ دل سناؤں مدینہ میں مَیں
آٹھ آنسوں بہاؤں مدینہ میں مَیں — اپنی قسمت بناؤں مدینہ میں مَیں
غمگسارِ نبی شاہِ دیں کے قریں — حال اپنا دکھاؤں مدینہ میں مَیں
میرے یارو دعا مانگو میرے لئے — ماہِ اشہر بتاؤں مدینہ میں مَیں
پھر نوازیں مجھے رب کے پیارے نبی ﷺ — نعت ایسی سناؤں مدینہ میں مَیں
بابِ رحمت کھلے، سب خطائیں مٹیں — آہ ایسی لگاؤں مدینہ میں مَیں
سنگِ اسود وکعبہ کا در چوم کر — پیاس اپنی بجھاؤں مدینہ میں مَیں
نامِ حسنین ومولیٰ علی فاطمہ — لب پہ اپنے سجاؤں مدینہ میں مَیں
گُل تو گُل ہیں مدینہ کے خاروں کو بھی — دل میں اپنے بٹھاؤں مدینہ میں مَیں
لعل وگوہر نہ موتی نہ ہیرے نہ زر — دل کی دنیا بساؤں مدینہ میں مَیں
نور ونکہت میں ڈوبی فضا دیکھ کر — جان اپنی لُٹاؤں مدینہ میں مَیں
بربطِ دل سے نکلے نبی یا نبی ﷺ — رنگ ایسا چڑھاؤں مدینہ میں مَیں
عشق ووارفتگی مجھ پہ طاری رہے — ایسی حالت میں جاؤں مدینہ میں مَیں
یاالٰہی مجھے اتنی توفیق دے — رنج جا کر مٹاؤں مدینہ میں مَیں

۱۱

پھول دل کا کھلے ارادت میں — راہ صالح ملے قیادت میں
ایسی توفیق دے جسارت میں — رات دن مَیں رہوں عبادت میں
نیک وبد سب کے سب قیامت میں — پیش ہوں گے تری عدالت میں
پیاس اپنی بجھے گی کوثر پر — شاہِ معراج کی امامت میں

جا کے پوچھے حسین (رضی اللہ عنہ) سے کوئی لطف ملتا ہے کیا شہادت میں
ہے تمنا مری کہ آ کر رہ صاف دل کی مری عمارت میں
ہاتھ اوپر ہوں میرے وقتِ دعا سر ہو خم ساعتِ اجابت میں
مانگتا ہوں دعائے خیر اپنی پیش ہو کر تری عدالت میں
التجا ہے یہ تیرے رضوؔی کی موت دینا اسے طہارت میں

۱۲

خوب کی تبلیغِ قدرت تم نے خواجہ ہند میں
کفر کی، کی ہے مذمت تم نے خواجہ ہند میں
زہد و تقویٰ پر عمل پیرا رہے تا زندگی
عام کی سنت شریعت تم نے خواجہ ہند میں
تیغ تھی نے سیف تھی البتہ اللہ ساتھ تھا
شہ پہ پائی دم میں نصرت تم نے خواجہ ہند میں
قومِ مسلم پر ہے آئی سخت مشکل اِن دنوں
ایسی دیکھی کب مضرّت تم نے خواجہ ہند میں
ظالموں کے ظلم کو توڑا ہے تم نے آن میں
ان کو دکھلا کر کرامت تم نے خواجہ ہند میں
جان کیا بے جان شے کے تم رہے حاکم یہاں
لی ہے ساگر سے شہادت تم نے خواجہ ہند میں
تم نے جوگی کو جھکایا اپنی اک نعلین سے
کی ہے لکڑی سے حکومت تم نے خواجہ ہند میں
بات سب حق کی سنا کر تم نے کفرستان میں
بگڑے دل کی، کی مرمّت تم نے خواجہ ہند میں
اک نظر عالم معین الدین مجھ پر تم کرو
سب کو رکھا ہے سلامت تم نے خواجہ ہند میں

تیرے در پر آتا رضوؔی ہند سے ہی ہند میں
ایسی اس کو دی ارادت تم نے خواجہ ہند میں

۱۴۳

کھِل رہا ہے گلاب گلشن میں
پی رہا ہے شراب گلشن میں

ہر کلی اور پھول پتّی سے
آج ہوگا حساب گلشن میں

چپکے چپکے کوئی بلاتا ہے
پڑھنے کو اک نصاب گلشن میں

تیری موجودگی میں جان مری
کرتی ہے آب آب گلشن میں

رحم کھاتا نہیں مصیبت پر
جھانکتا ہے سحاب گلشن میں

دیکھتا ہے مری طرف اکثر
وہ اٹھا کر نقاب گلشن میں

کون اپنی دلی مسرّت کا
ہے بجاتا رباب گلشن میں

سامنے تیرے نکہتِ گل کا
جل رہا ہے شباب گلشن میں

جانِ گلشن پہ جاں فدا ہوکر
کررہا ہے خطاب گلشن میں

اہلسنّت تری جماعت کے
آگئے بوتراب گلشن میں

میرے دل کا حساب کرتا ہے
رخ پہ رکھ کر حجاب گلشن میں

کردیا تیرے عشق نے آخر
مجھ کو خانہ خراب گلشن میں

عقل والے مجھے بتا دیتے
آب ہے یا سراب گلشن میں

ڈھونڈتا کب سے ہے تجھے رضوؔی
جھیل کر اک عذاب گلشن میں

۱۴۴

لے مزہ اے زبان سجدہ میں
جاں مری نکلے جان سجدہ میں

سامنے کعبہ بھی رہے تو بھی
عرش کا ہو گمان سجدہ میں

آنکھ کو میری جاں دکھا دے تو
سب سے عمدہ مکان سجدہ میں

تیری پاکی تری حقیقت کا
ہو رہا ہے بیان سجدہ میں

مدّعا عرض کرتا ہے عاصی
کر کے تیرا ہی دھیان سجدہ میں

نور والے نے نور بخشا ہے
نور کا ہے نشان سجدہ میں

میں گنہگار ہوں مگر ہوں گا — ایک دن کامران سجدہ میں
ساتھ مل کر مرے ذرا جھک جا — تو بھی اے آسمان سجدہ میں
تیرے سر کو تری دعا کو ہے — دیکھتا باغبان سجدہ میں
دیکھ کر رحمتوں کی بارش کو — گنگ میری زبان سجدہ میں
جان کو اپنی جان تو رضوؔی — جان کر دیدے جاں سجدہ میں

۱۵

چلے طُور پر ہے جو ہمّت کسی میں — لُٹا دے جہاں ہے محبت کسی میں
پڑا پردہ رُخ سے ہٹا کر ذرا سا — تجھے دیکھے کوئی ہے جرأت کسی میں
نہ تڑپی نہ اُچھلی نہ چمکی نہ نکلی — ترے حُسن کی پیاری طلعت کسی میں
اُٹھا دیگا پردہ دکھادے گا چہرہ — جو ہوگی کسی کی محبت کسی میں
اُٹھے گا قیامت میں پردہ اُٹھے گا — کہ ہے عشق کی کیسی صورت کسی میں
جھکا کر جبیں جو خدا کو منا لے — ہیں ایسی عبادت ریاضت کسی میں
نہ کرتا عیاں راز ہے اپنے دل کا — بھری ایسی ہے تو نے حکمت کسی میں
زمیں میں زماں میں فلک میں سما میں — کرادے تو اپنی زیارت کسی میں
ذرا روبرو ہو کے میں تجھ کو دیکھوں — عیاں کردے تو اپنی صورت کسی میں
نشہ عشق کا دل پر چڑھتا رہے گا — جو بھیجے گا تو اپنی رحمت کسی میں
بلال و علی بکر عثمان کی سی — تو رکھ دے محبّت اخوت کسی میں
نئی شان سے جلوہ گر وہ ہوئی ہے — لئے علم و حکمت مشیّت کسی میں
ترے روبرو لامکاں میں جو ٹھہرا — نہ ایسا کوئی ہے نہ ہمّت کسی میں
وہاں کی خبر کون کس کو سُنائے — حقیقت عیاں تھی حقیقت کسی میں
نظر کو مری تو نظارہ کرادے — دکھادے ذرا سی حقیقت کسی میں
نہ طوفان آتا نہ برباد ہوتے — نہ ہم دیکھتے یہ خشیّت کسی میں
خوشی ہی نہیں غم بھی پیارے ہیں پیارے — نہیں ہے سمجھنے کی طاقت کسی میں
چلاکر دکھایا محبّت کا رستہ — کہاں ہے تری جیسی شفقت کسی میں

مری نَے مری سُر مری تان میں آ
نہ آئے گی تو جا فصاحت کسی میں

تیری حمد تیری ثنا تیری مدحت
مجھے چھوڑ کر جا نہ عزّت کسی میں

نہ جائے گی عزّت نہ آئے گی ذلّت
نہ جوڑو بے جا محبّت کسی میں

بُلا کر پِلایا پِلا کر دکھایا
محبت ہی بن کر ہے ذلّت کسی میں

بُلا کر مقامِ محبّت میں ہم کو
ہماری وہ رکھ دی نصیحت کسی میں

چھپا کر جو پیتے چھپا کر ہی رکھتے
نہ جاتی ہماری علامت کسی میں

کبھی خود سے ہم خود تو پوچھیں ہماری
چلی کیوں گئی ہے خلافت کسی میں

مقامِ مصیبت میں رہ کر تو دیکھو
یہیں سے اُبلتی ہے رحمت کسی میں

مرے دل کا پینا مری راہ چلنا
دعا ہے کہ اُترے یہ حکمت کسی میں

مری روشنی میں مری بات سمجھو
کہ رکھ دی خدا نے طریقت کسی میں

ملے آنِ واحد میں وحدت کا دریا
اُچھل جائے دریائے رحمت کسی میں

نہ لکھتا اگر میں محبّت کی باتیں
نہ آتی کسی دل کی حدّت کسی میں

مٹا کر مری زندگی کی علامت
سُلا دے گا برسوں وہ تربت کسی میں

بقا کی دوا پی کے رَضوی کہے گا
عیاں ہوگئی ہے حقیقت کسی میں

۱۶

روبرو ہے مرے مجھ پہ کھُلتا نہیں
تو خدا ہے تو کوئی معمّا نہیں

بندہ ہوں میں ترا بندہ اچھا نہیں
سامنے اس لئے میرے آتا نہیں

یہ سمندر مرا یہ زمیں ہے مری
ان پہ میرا مگر کوئی قبضہ نہیں

سنگ ہیں خار ہیں راہ دشوار ہے
ظلمتیں راہ میں ہیں اُجالا نہیں

چھیڑ کر سازِ دل پر ترانہ ترا
مدّعا تجھ سے کہنا ہے رونا نہیں

پردہ دل سے ہٹے سامنے تو رہے
ایسا مِلتا کوئی مجھ کو نسخہ نہیں

دیکھ کر حالِ عشّاق سب کہہ اُٹھے
عشق کا تیرے سودا یہ سستا نہیں

تو گلے مجھ سے مِلتا ہے شام وسحر
پھر بھی ہوتا ترا کیوں نظارہ نہیں

کہتے ہیں بحرِ وحدت جسے یار ہم
اس کا کوئی سرانے کنارا نہیں

جان تونے نہ جانا مری جان کو جانِ جاں سے جہاں ہے یہ جانا نہیں
ڈھونڈنے کو تجھے ڈوب جاؤں ذرا ایسا دل کے سوا کوئی دریا نہیں
تو معین ومددگار بندے کا ہے کیسے کہدوں کہ کوئی سہارا نہیں
نعمتیں بٹ رہی ہیں تری ہر طرف کیوں کہوں میرا کچھ ان میں حصہ نہیں
اِستوٰا عرش پر تونے فرمالیا کہنا ہے عرش کا تجھ کو پایا نہیں
حیرتوں میں پڑی ساری مخلوق ہے سب سے مل کر کسی سے تو مِلتا نہیں
راہِ غم سے ملے یا خوشی سے مجھے تو ملے اور کوئی تمنا نہیں
غم نہ ہوتا خوشی بھی نہ ملتی ہمیں راز تیرا سمجھتا زمانہ نہیں
سوکھ جائے نہ یہ پھول دل کا مرے دیکھتا ظاہری سر پہ سایا نہیں
خوش رہے بندہ یہ تیرا ہر حال میں عشق دیتا کوئی ایسا جھونکا نہیں
حکم کا منتظر ہے ترا غم مرا خود بخود یہ مرے دل سے ٹلتا نہیں
نور روشن ہوا ظلمتیں رو پڑیں دُور تک اب کوئی اس کا حلقہ نہیں
ساتھ غم کے مجھے کچھ خوشی بھی ملے رات دن کا تڑپنا کچھ اچھا نہیں
کیسے مارے کوئی دُزد شیطان کو سامنے دیکھتا اس کا پُتلا نہیں
یا خدا مجھ کو تیری مدد چاہئے میں سمجھتا وِلا کا اشارہ نہیں
کچھ سنادے مجھے گفتگو عشق کی اس طرح سے قلم میرا چلتا نہیں
لکھ رہا ہے تیری حمد رضوی ترا زندہ اِس کا تخیل ہے مردہ نہیں

۱۷

تیری جانب خیال کرتے ہیں عشق اپنا بحال کرتے ہیں
جام پی کر تری محبت کا تازہ دل کا جمال کرتے ہیں
تو ہی تو ہے مگر کدھر ہے تو تیرے عاشق سوال کرتے ہیں
عشق کی آگ میں جلا کر ہم جان کو اپنی لعل کرتے ہیں
عشق کی آگ جب بھڑکتی ہے خود سے ہم قیل وقال کرتے ہیں
ذات پر اپنی رحم کھاتے نہیں لوگ مجھ پر ملال کرتے ہیں

دیکھ کر اک نظر محمد ﷺ کو
جان قرباں بلال کرتے ہیں
بے عمل چھوڑ کر نمازوں کو
زندگی پر زوال کرتے ہیں
زندگی ایک تحفہ ہے رضویؔ
تحفہ پر کیوں ملال کرتے ہیں

۱۸

جان میں اپنی جان رکھتے ہیں
عشق کی ایک شان رکھتے ہیں
مالِ دنیا نہ آن رکھتے ہیں
روز و شب تیرا دھیان رکھتے ہیں
تیری مدحت تری ثنا کے لئے
منہ میں اپنے زبان رکھتے ہیں
اپنے ایمان کی یہ باتیں ہیں
عشق کی رہ پہ جان رکھتے ہیں
حُسنِ دل سے نہ کھیل اے دنیا
دل میں ہم اک جہان رکھتے ہیں
دل نہ جائے گا تیرے ہاتھوں میں
تھام کر ہم عنان رکھتے ہیں
خاک کے ساتھ خاک میں اپنی
نور کا اک نشان رکھتے ہیں
رکھنے کو لاالٰـــــہ کا طغرہ
دل میں اپنے مکان رکھتے ہیں
رحم کا فضل کا محبّت کا
سر پہ ہم سائبان رکھتے ہیں
بخش دے گا مرے گناہوں کو
ایسا دل میں گمان رکھتے ہیں
راہ چلنے کو عشق کی رضویؔ
اپنے دل کو جوان رکھتے ہیں

۱۹

سامنے تیرے جان لائے ہیں
درد کی اک زبان لائے ہیں
نام پر تیرے تو لُٹانے کو
ہم زبان و بیان لائے ہیں
بات دل کی تجھے سنانے کو
اپنے دل کا جہان لائے ہیں
سارے اُسرار اس میں بھر دے تُو
ساتھ دل کی دُکان لائے ہیں
خوش لقا تیری بات سننے کو
عشق والفت کے کان لائے ہیں
پھرتے پھرتے پھرے ترے در پر
عَفو کا پھر گمان لائے ہیں
توڑنے کو لعین کا سینہ
ایک بھاری چٹان لائے ہیں
مارنے کو نہفتہ دشمن کو
آہِ دل کا دخان لائے ہیں

تیری وحدت تری محبت کا ہم سجا کر نشان لائے ہیں
عشق کی راہ چلنے کو رضویؔ عشق کی ہم لسان لائے ہیں

(۲۰)

لعل و گہر کے حسن پر میری نگاہ جائے کیوں
دُھن میں تری لگا ہے دل دھیان کسی کا لائے کیوں
خاک کے گھر کو پاک کر کے تو رہے اگر سدا
بات اِدھر اُدھر کی پھر اس میں جگہ بنائے کیوں
دل میں بسا کے مَیں تجھے کرتا رہوں تری ثنا
تیری جہت سے دل مرا کوئی کہیں پھرائے کیوں
اپنا بنا کے اپنے در پر تو بٹھالے مجھ کو گر
اور کسی کے در پہ پھر تیرا گدا یہ جائے کیوں
تیرے کرم کا کھاتے ہیں تیرے کرم کا پیتے ہیں
تجھ سے ہی لو لگائے ہیں کوئی ہمیں چھڑائے کیوں
تیری سخا پہ پلتے ہیں تیری عطا سے پاتے ہیں
دنیا کی جھوٹی شان پھر کوئی ہمیں لبھائے کیوں
تجھ سے ہے باقی میری ذات موت وحیات تیرے ہاتھ
دھوکے میں لے کے آدمی ہستی میری مٹائے کیوں
تیری رضا پہ مَیں رہوں، تیری سخا پہ مَیں پلوں
کرتا رہوں یہی دعا کوئی مجھے چھڑائے کیوں
سارا جہاں ہے تیرا خَلق، ساری زمیں ہے تیرا مُلک
تیری زمیں پہ رہتے ہیں، کوئی ہمیں ستائے کیوں
نَس میں ہے تو نظر میں تو، دل میں ہے تو ذہن میں تو
دل کو ملے اگر تو پھر شور یہ دل مچائے کیوں
دشت وجبل میں تو ہی تو، شمس وقمر میں تو ہی تو

ارض وسما میں پھر کسی کو تو نظر نہ آئے کیوں
وقتِ اجل مری زباں کرتی رہے تری ثنا
ایسی ملے زباں تو پھر دل میں خوشی نہ آئے کیوں
سر میں رہے تری لگن، دل میں رہے تری چبھن
کرتا رہے تری ثنا رؔضوی کہیں پہ جائے کیوں

۲۱

کیسے رہے گا دل مرا در پہ ترے بتا کہ یوں
اپنی لگن لگا کے تو دل کو مرے دکھا کہ یوں
دل پہ مرے تو فضل کی ایسی ہوا چلا کہ یوں
کرتا رہوں تری ثنا ہو کے ترا فدا کہ یوں
کرتا رہوں دعا ترے در پہ مَیں یاخدا کہ یوں
چھوٹے نہ در ترا کبھی، ایسی لگن لگا کہ یوں
دنیا کی فکر سے رہوں دُور مَیں یاخدا کہ یوں
دیکھوں کبھی نہ غم کا منھ ایسا مجھے بنا کہ یوں
شکر ادا کروں ترا دل کو خوشی سنا کہ یوں
کِھلتا رہے گُلاب، دل کو مرے دکھا کہ یوں
بندہ ترا مَیں ہو کے بھی در پہ ترے رہوں پڑا
جس کو مری خبر نہ ہو ایسی دوا پلا کہ یوں
عشق میں تیرے کس طرح جلتے ہیں عاشقوں کے دل
آگ وہی لگا کے تو دل کو مرے جلا کہ یوں
دُکھ میں گِھرا ہے کب سے رؔضوی لے خبر تو یاقوی
چین وسکون دے کے تو غم سے اِسے چھڑا کہ یوں

۲۲

زلفِ حبیب کی مہک ،دل میں تو یوں سما کہ یوں

آئے نہ پھر خیالِ بد، ایسا قدم جماکہ یوں
ان کے قدم پہ میرا دل، میری نظر مرا جگر
صبح ومسا رہیں فدا، ایسا مجھے بناکہ یوں
نعتِ نبی ﷺ رقم کروں، شانِ نبی ﷺ بیاں کروں
ان کی وِلا کا درد وغم، دل میں مرے بساکہ یوں
بس اک نظر مَیں دیکھ لوں، ان کے دیارِ پاک کو
دل میں مرے سما کہ تُو، مجھ کو کبھی اڑا کہ یوں
نامِ رسول پاک ﷺ پر، جان وجگر کروں فدا
ولولہ عشق کا مرے دل میں ذرا اٹھاکہ یوں
جان وجسد کے مُلک پر، حکم چلے حبیب ﷺ کا
ان کے ہی حکم پر چلوں، ایسا مجھے بناکہ یوں
قلب وجگر مرے سدا، کہتے رہیں نبی نبی ﷺ
یادِ نبی ﷺ میں مَیں رہوں، ایسی ہی دُھن لگاکہ یوں
بخت ہے خفتہ رَضوِی کا، جائے گا کیسے طیبہ میں
خفتہ نصیب کو جگا اور اسے بلاکہ یوں

ردیف واوٗ

۱

میرے محبوب کب ملے گا تو مِثلِ گُل دل میں کب کھلے گا تو
گھومتا ہی رہے گا گر یوں ہی آبِ رحمت میں کب دُھلے گا تو
گرکرے گا نہ توسعی اپنی چاکِ دل اپناکب سلے گا تو
آگ تجھ میں لگادیامَیں نے نفسِ امّارہ کب جلے گا تو
تجھ پہ لاحول پڑھ کے کہتاہوں اے لعیں در سے کب ہلے گا تو
اے مرے دل رہِ محبت میں ایک دن پھولے اور پھلے گا تو

رکھ یقیں اپنے دل میں اے رضوی
باغِ طیبہ میں پھر چلے گا تو

(۲)

مری نظر سے گزر گیا تو
نظر نہ آیا کدھر گیا تو

چمن نظر کا اجڑ گیا تو
کہاں پہ کیسے بگڑ گیا تو

حسین صورت سے ڈر گیا تو
تو اپنی ہی موت مر گیا تو

تو چپکے سے اس کے گھر گیا تو
جو تجھ سے پوچھا مکر گیا تو

مرے جگر سے کدھر گیا تو
کہاں پہ جا کر ٹھہر گیا تو

وہاں پہ جا کر سنور گیا تو
خودی میں خود سے نکھر گیا تو

پلا کے نشہ اُدھر گیا تو
مَیں ڈھونڈتا ہوں کدھر گیا تو

تڑپ کے اے دل کدھر گیا تو
اِدھر نہیں ہے اُدھر گیا تو

خدا سلامت رکھے گا تجھ کو
ولا کی حد تک اگر گیا تو

ملے گا تجھ کو ترا ٹھکانا
اگر ٹھکانے سے گر گیا تو

جلا کے دل کو سنا کے نغمہ
وِلا کی تہہ میں اُتر گیا تو

سنا ہے رضوی کہ چڑھ کے زینہ
زمیں پہ پھر سے اُتر گیا تو

(۳)

نشانِ غم سے گزر گیا تو
مرا حسیں دل نکھر گیا تو

درِ ولا سے کدھر گیا تو
اِدھر ہے ہستی اُدھر گیا تو

بساطِ دل میرا ڈر گیا تو
اُٹھا کے پردہ بکھر گیا تو

لئے الم اس کے گھر گیا تو
سنا کے غم پھر مکر گیا تو

مکاں سے اپنے کدھر گیا تو
کہاں پہ جا کر ٹھہر گیا تو

اُٹھا کے کلفت سنور گیا تو
بچا کے دامن نکھر گیا تو

اک آئینہ تھا بکھر گیا تو
نظر سے اس کی اتر گیا تو

بلاؤں میں کیسے اُتر گیا تو
فدا ہو کر جب جدھر گیا تو

ملے گی دولت وفا کی تجھ کو
مقامِ سر میں اگر گیا تو

رہے گا جنّت کے گھر میں رَضوؔی لُٹا کے گر دل کا گھر گیا تو

(۴)

طُور پر طُور سے ملا ہے تو میری نظروں سے کب چھپا ہے تو
دردِ دل کی مرے دوا ہے تو تو ہی تو اور لاپتا ہے تو
جانِ معشوق کی ادا ہے تو اپنے عاشق کی بھی صدا ہے تو
پھول پھل کوہ دشت صحرا میں ڈھونڈنے والے کو ملا ہے تو
آنکھ اگر دیکھتی نہیں میری ہے یقیں جان سے ملا ہے تو
سامنے اپنے خاص بندوں کے نور کی شکل میں کھُلا ہے تو
دیکھتا دُور سے تماشا ہے جانتا ہے مجھے کھلونا تو
مہرباں والدین سے بڑھ کر مَیں نہیں مانتا خفا ہے تو
درد بھی تو دوا بھی تو ہی تو ہر مرض کی مرے شفا ہے تو
مانگتا اس لئے دعا ہوں میں میری جاں مقصدِ دعا ہے تو
کام کیسے بنے گا رَضوؔی کا جانتا سب ہے تو خدا ہے تو

(۵)

بحر و بر خشک و تر سب میں ہے تو ہی تو مَیں بھی دیکھوں تجھے اے مرے خوبرو
میرا مقصود تو ، تو مری جستجو بالمشافہ مَیں تجھ سے کروں گفتگو
اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ
میرا مالک ہے تو میرا مختار تو تجھ سے ہے میری ناموس کی آبرو
تیری توفیق سے تجھ کو کہتا ہوں ھُو پھر نہ کیوں کر کروں مَیں تیری آرزو
اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ
پیدا کر دے نظر میں مری ایسی خو ہر طرف دیکھوں مَیں تجھ کو ہی جلوہ رو
رہ کے میں پاک اور صاف اور باوضو وِرد کرتا رہوں وحدہٗ وحدہٗ
اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ
دے وہ قوت کہ جب مَیں اٹھاؤں قدم دین کے دشمنوں میں رہے دم نہ خم

حمد تیری سنا کے مَیں دوں ان کو دم تا کہ ٹھہریں نہ کافر مرے روبرو
اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ

میری شہ رگ سے تو ہے زیادہ قریں پھر مرا دل ہے تیرے لئے کیوں حزیں
کیوں جدائی میں تیری ہوں اندوہ گیں دل میں بہتی ہے کیسی یہ الم کی جُو
اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ

چہچہاتا رہے دل کا بلبل سدا اور کہتا رہے تجھ سے تیرا گدا
بخش دے دین کی نعمتیں اے خدا بھر دے بھر دے کہ خالی ہے میرا سبُو
اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ

پیدا کر دے مرے دل میں ایسی نظر جس سے دیکھا کروں مَیں نبی کا نگر
جس سے بہتر نہیں اور کوئی گھر سُن لے فریاد تو میری حق سرّہٗ
اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ

ذکرِ ھُو سے ہو مجھ پر نہاں بھی عیاں پیدا کر دے مرے دل میں ایسا نشاں
منکشف مجھ پہ ہو جا مرے رازداں بس ہو وِردِ زباں اَللّٰہُ ھُو اللہ ھُو
اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ

ہو نہ بنجر کبھی میرے دل کی زمیں تو ہمیشہ رہے میرے دل کے قریں
میری خلوت میں ہو جا تو جلوت نشیں مَیں جلایا کروں اپنے دل کا لہو
اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ

جب جھکائے ترے در پہ رَضوی جبیں صاف آئے نظر اس کو لوحِ مبیں
اپنی قسمت کا لکھا پڑھے وہ حزیں اس کا آغاز و انجام ہو روبرو
اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ

(٦)

فرقت بھی کیا خوب ہے یارو مجھے بہت محبوب ہے یارو
ہر سُو شعلہ ہی شعلہ ہے کدھر مرا مطلوب ہے یارو
کھِلا ہُوا ہے دل کا گلشن خوشبو بھی کیا خوب ہے یارو

اس کا دل میرا کیا ہوگا — وہ اپنا مضروب ہے یارو
نفس ہے ظالم ایسا بدخو — اس پر دل مجوب ہے یارو
ٹوٹے رہتے ہو ہر لمحہ — یہ بھی کیا اسلوب ہے یارو
جھانکا مَیں جب اپنے تن میں — دیکھا اک مجذوب ہے یارو
ڈرتا ہوں مَیں امّارہ سے — اس کو گُنہ مرغوب ہے یارو
مجھ سے چھپ کر وہ رہتا ہے — مجھ سے وہ مرعوب ہے یارو
اور نہیں کچھ ہاتھ میں اس کے — رَضوؔی کا مکتوب ہے یارو

۷

کوئی امین نہیں ہے یارو — سب پر یقین نہیں ہے یارو
ہر جانب ہیں نظریں میری — کوئی قرین نہیں ہے یارو
دانشور تو مل جاتے ہیں — ملتا متین نہیں ہے یارو
منکر دل کو حق سے بھردوں — ایسا کمین نہیں ہے یارو
مومن کا گھر اس کا گھر ہو — ایسا مکین نہیں ہے یارو
کون ہے ایسا جو دنیا میں — چیں بہ جبیں نہیں ہے یارو
قوم کا جو خادم بنتا ہے — تیرا معین نہیں ہے یارو
دل کی بات کو دل سے کھینچو — ایسی مشین نہیں ہے یارو
اپنی حالت کیا بتلائیں — دل ہے مبین نہیں ہے یارو
لکھوں تو پانی جل جائے — ٹھنڈی زمین نہیں ہے یارو
تڑپاؤں گا مَیں دشمن کو — خامہ رہین نہیں ہے یارو
دنیا کو دیکھا رَضوؔی نے — دل کی حَسین نہیں ہے یارو

۸

آرزُو ، آرزُو ، آرزُو ، آرزُو — تو ہی تو، تو ہی تو، تو ہی تو، تو ہی تو
آبرو ، آبرو ، آبرو ، آبرو — میری تو، میری تو، میری تو، میری تو
روبرو ، روبرو ، روبرو ، روبرو — گفتگو ، گفتگو ، گفتگو ، گفتگو

ہے یہی میرے دل کی صدا آرزو
میرے ھُو میرے ھُو، میرے ھُو، میرے ھُو

ڈھونڈتی آنکھ ہے میری تجھ کو لہٗ
گو بہ گو، گو بہ گو، گو بہ گو، گو بہ گو

وَحدَہٗ، وَحدَہٗ، وَحدَہٗ، وَحدَہٗ
سُو بہ سُو، سُو بہ سُو، تو ہی تو، تو ہی تو

التجا بندہ کرتا ترے در پہ ہے
ہر گھڑی مَیں کہوں یا خدا یالہٗ

گر کے سجدے میں دل سے پڑھوں یالہٗ
باوُضو ، باوُضو ، باوُضو ، باوُضو

عفو فرما خطائیں مٹا میری تو
یالہٗ، یالہٗ، یالہٗ، یالہٗ

کرفنا، کرفنا، کرفنا، مجھ کو تو
دے بقا، دے بقا، دے بقا، میرے ھُو

میں گنہگار ہوں بخش دے اے عفو
تازہ کردے مرا جام، مینا سبو

کیا لکھا میری قسمت میں ہے میرے تو
جانے تو، جانے تو، جانے تو، جانے تو

ایک اک عضو سے میرے نکلے صدا
حقّ ھو، حقّ ھو، حقّ ھو، حق ھو

بندہ عاجز تیرا، در پہ تیرے سدا
گیت گائے ترا حقّ سبحٰنہٗ

ہے میرے دل میں تیرے تئیں یہ یقیں
ہر جگہ تو ہی تو، تو ہی تو، تو ہی تو

یاخدا ، یاخدا ، یاخدا ، یاخدا
تو ہے حق سرہٗ، سرہٗ، سرہٗ

ذکر کرتا رہوں تیرا میں دم بدم
حقّ ھو یالہٗ، حقّ ھو یالہٗ

لوحِ دل صاف ہو، جان وتن پاک ہو
عرض ہے در پہ تیرے لہٗ یالہٗ

آئنہ عشق کا کردے تو سامنے
میرے ھو روبرو، میرے ھو روبرو

ذکر تیرا کروں ، فکر تیرا کرو
ہر گھڑی ایسی ہو میری خو میری خو

مَیں گدا، مَیں گدا، مَیں گدا، مَیں گدا
تو شہا، تو شہا، تو شہا، میرے ھو

کرعطا، کرعطا، کرعطا، کرعطا
دولتِ دین ودنیا شہا میرے تو

نقشِ باطل مٹا، رنگ اپنا چڑھا
مجھ پہ تو، مجھ پہ تو، مجھ پہ تو، مجھ پہ تو

دل مچلنے لگا، آنکھ بہنے لگی
سن کے پیارا ترا مژدہ لاتقنطو

کرکرم، کرکرم، کرکرم، کرکرم
مجھ پہ تو، مجھ پہ تو، مجھ پہ تو، مجھ پہ تو

ہے دعا در پہ تیرے یہی اب مری
فضل کا ابر برسا مرے دل پہ تو

میرے ماں باپ بھائی بہن پر سدا
اپنی رحمت کی برسا گھٹا میرے ھو

میرے کاشف و توصیف و اشرف قمر — اور عاطف پر کردے کرم یا الٰہ
ساتھ قیصر صبا اور مہ نور پر — اک نظر خاص کردے رضا پر بھی تو
مشکلوں میں بھی رضوی کے لب پر رہے — وحدہٗ، وحدہٗ، وحدہٗ، وحدہٗ

۹

عاشقوں کا کلام اللہ ھو — دل کا اچھا نظام اَللّٰہُ ھُو
تیرا اونچا مقام اللہ ھو — تیرا ہر سو قیام اَللّٰہُ ھُو
جب پڑھے دل مدام اللہ ھو — حشر میں آئے کام اَللّٰہُ ھُو
اسمِ اعظم کا جام اللہ ھو — دل پیئے صبح و شام اَللّٰہُ ھُو
لب پہ ہو کلمۂ شہادت جب — زندگی ہو تمام اَللّٰہُ ھُو
خلد میں وہ ضرور جائے گا — کہتا ہے جو غلام اَللّٰہُ ھُو
میرے دل کی زباں پر رہتا ہے — رات دن تیرا نام اَللّٰہُ ھُو
کیا دکھایا دکھانے والے نے — نام کا تیرے بام اَللّٰہُ ھُو
ہوں گنہگار میں مگر تیرا — کرتا ہوں احترام اَللّٰہُ ھُو
بھیک میں دیدے اپنے رضوی کو — عشق کا ایک جام اَللّٰہُ ھُو

۱۰

ذکر کی جان حق ھو، ھُو ھُو — نور کی کان حق ھو، ھُو ھُو
عشق کی تان حق ھو، ھُو ھُو — میرا ارمان حق ھو، ھُو ھُو
اپنے دل پر یہ نام لکھنے کو — دے قلم دان حق ھو، ھُو ھُو
جان بے جان کا تو ہی تو ہے — پیارے سلطان حق ھو، ھُو ھُو
عاشقوں کے دلوں کو دیتا ہے — اپنا عرفان حق ھو، ھُو ھُو
جوڑ کر عاشقوں کے ٹوٹے دل — کردے فرحان حق ھو، ھُو ھُو
نام پر تیرے، تیرے عاشق کی — جان قربان حق ھو، ھُو ھُو
عشق کا میرے امتحاں لے کر — دے گا تو شان حق ھو، ھُو ھُو
عشق کا بھر دیا مرے دل میں — تو نے ایقان حق ھو، ھُو ھُو

سامنے تیرے کر دیا سب کا — دل سے بطلان حقّ ھو، ھُو ھُو
کام آئے گا حشر میں خود کو — ذکرِ رحمٰن حقّ ھو، ھُو ھُو
حشر میں آئے گا گواہی کو — اپنا وِجدان حقّ ھو، ھُو ھُو
جانِ جاں میری جان سے کر دے — دُور خلجان حقّ ھو، ھُو ھُو
تیری یکتائی تیری وحدت پر — میرا ایمان حقّ ھو، ھُو ھُو
جیتے جی بھول جاؤں میں کیسے — تیرا احسان حقّ ھو، ھُو ھُو
عشق سے تیرے، تیرے رضوی کا — نکلے ارمان حقّ ھو، ھُو ھُو

۱۱

عرش تا فرش تو ہی تو ھُو ھُو — جلوہ فرما ہے وحدہٗ ھُو ھُو
تجھ سے کرتا ہوں گفتگو ھُو ھُو — تُو تو ہے حق سرّہٗ ھُو ھُو
بھر دے دل کا مرے سُبو ھُو ھُو — ہے یہی میری آرزو ھُو ھُو
تیرا چرچا ہے چار سُو ھُو ھُو — حُسن اپنا دکھا دے تُو ھُو ھُو
عرض ہے تجھ سے اے لہٗ ھُو ھُو — آ کبھی میرے روبرو ھُو ھُو
وِرد کرتا رہوں عفو ھُو ھُو — جب کروں آخری وضو ھُو ھُو
ہر جگہ تو ہی تو ہے تو ہی تو — پھر بھی ہے تیری جستجو ھُو ھُو
دل جلے جب مرا محبّت میں — مَیں پڑھوں وحدہٗ لہٗ ھُو ھُو
نقش ہوجائے ھُو مرے دل پر — نامِ ھُو تیرا ہو بہو ھُو ھُو
مست ہو کر تری محبّت میں — دل کہے مرا حقّ ھو، ھُو ھُو
عشق میں تیرے دل جلے میرا — اور دل سے بہے لہو، ھُو ھُو
عشق میں تیرے بن کے دیوانہ — مَیں پڑھوں اے مرے لہٗ ھُو ھُو
میرے دل کو سدا پلاتا ہے — عشق کا جام تو ہی تو ھُو ھُو
تو اگر ڈھونڈتا اسے رضوی — تجھ کو ملتا وہ کو بکو ھُو ھُو

۱۲

آرزو — تو ہی تو

میری ہے آبرو
دل کہے میرے ھُو
پاس آ میرے تو
دیکھ لو سو بسو
اک نظر ہو بہو
ایک دن رو برو
میں کروں گفتگو
سامنے دو بدو
میں ترے خوبرو
ہو کے میں باوضو
پھر پڑھوں یا اللہ
ہو کے میں قبلہ رُو
عشق ہو میری و
کر کرم اے عفو
چاکِ دل ہو رفو

١٣

عشق میں کردے تو فنا خود کو موت سے پہلے ہی مٹا خود کو
راہ پر حق کی تُو چلا خود کو آئینہ عشق کا دکھا خود کو
کون آ کر تجھے اٹھائے گا قعرِ ذلت سے تو اٹھا خود کو
بولتی جان سے ذرا کہہ دے پڑھ کے قرآن خود سنا خود کو
کام آئے گا ایک دن نشہ خوب مئے عشق کی پلا خود کو
بربطِ دل کو چھیڑ کر اک دن عشق کا نغمہ تو سنا خود کو
ہاتھ آئے گا ایک دن تیرے اس گہر کے لئے جلا خود کو
کھول آنکھیں ذرا محبت میں کہہ رہی ہے وِلا بُھلا خود کو

اس کے دیدار کے لئے بندے | پاک کیا تونے کرلیا خود کو
ہو نہ جائے کہیں تیری شہرت | پردے میں بندہ تو چھپا خود کو
کون تجھ کو پلائے گا رَضوی | عشق کا جام خود پلا خود کو

(۱۴)

گوشہ گمنان چاہئے دل کو | جان کی جان چاہئے دل کو
آئے تو پھر نہ لوٹ کر جائے | ایسا مہمان چاہئے دل کو
دیکھتا خود رہے خودی خود میں | ایسی ہی شان چاہئے دل کو
فکروفن کا نہیں محبت کا | ایک فنجان چاہئے دل کو
دولتِ دین کے سوا نہ کوئی | اور ارمان چاہئے دل کو
گوہرِ آب دار کی تابش | میرے سلطان چاہئے دل کو
بات الہام کی سُنائی دے | ایسے دو کان چاہئے دل کو
واسطے اپنی ہی حفاظت کے | ایک جزدان چاہئے دل کو
گم رہے یہ ترے تصوّر میں | تیرا فیضان چاہئے دل کو
کشتِ دل پر مرے کھِلے ایسی | شاخِ ریحان چاہئے دل کو
در پہ تیرے دعا ہے رَضوی کی | تیرا عرفان چاہئے دل کو

(۱۵)

طرزِ نظر پر طرز ولا ہو | میری دعا مقبول خدا ہو
خوف سے اعضا سارے کانپے | کیا جانے محشر میں کیا ہو
رحم وکرم کی فصل جدا ہو | لب پہ مرے ھوھو کی صدا ہو
نامِ خدا پر جان فدا ہو | جانِ تمنّا میری ادا ہو
درسِ محبت عشق جدا ہو | آنکھ کھُلے تو طور نیا ہو
پی کے مئے جو مست گدا ہو | جان وجگر سے دُور بلا ہو
عشق وفا ذیشان عطا ہو | اور عطا ہو اور عطا ہو
جوڑ لیا ہے جان سے رشتہ | اور کسی پر کون فدا ہو

صاف نظر آئے یہ نظر سے — آنکھوں میں میری تیرا نشہ ہو
بھول گیا الفت کا سبق جو — اس کا جہاں میں کیسے بھلا ہو
زندہ رہے گا زندہ رہے گا — بندے پہ یارو اُس کی عطا ہو
مست ہے یارو موج ہے کرتا — دل جو اُس کے در پہ جھکا ہو
صاف رہے ایمان کا گوشہ — صبح و مسا رضوی کی دعا ہو

ردیف ہائے ہوز

(۱)

مری قسمت سے کب ہوگی زیارت یارسول اللہ
بلا لیتے مدینے مجھ کو حضرت یا رسول اللہ
نظر بھر کر نظارہ مَیں بھی کر لوں آپ کے در کا
تمنا کو مری دیجئے بشارت یا رسول اللہ
جھلک مَیں دیکھ لوں روضے کی آ کر اپنی آنکھوں سے
اگر ہو جائے میری ایسی قسمت یا رسول اللہ
بدل جائے مری قسمت کا لکھا آپ گر چاہیں
کہ چاہا آپ کا رب چاہے حضرت یا رسول اللہ
مَیں بے بس ہوں، مَیں بیکس ہوں، گدا ہوں آپ کے در کا
دکھاتا آپ کو ہوں اپنی صورت یا رسول اللہ
خدا کے واسطے سن لیجئے میری مرے مولیٰ
کہ کرتے آپ ہیں سب کی سماعت یا رسول اللہ
بھلا ہوں یا بُرا ہوں، جیسا ہوں، ہوں آپ کا بندہ
کھلی ہے آپ پر میری حقیقت یا رسول اللہ
سہانی صبح ہوتی اور مَیں ہوتا مدینے میں
بسا لیتا نظر میں خاکِ الفت یا رسول اللہ

الجھ کر حرصِ دنیا میں پڑا ہے میرا دل جب سے
نظر سے ہوگئی مخفی حقیقت یا رسول اللہ
بتاتی اپنے جیسا آپ کو ہے آپ کی امّت
قیامت کی ہے شاید اب ضرورت یا رسول اللہ
اسے طیبہ میں بُلوا کر سُوارت کیجئے آقا
پڑا ہے ہند میں رَضوؔی اکارت یا رسول اللہ

۲

عدو کے غول میں تنہا کھڑا ہوں یارسول اللہ
کرم سے آپ کے باحوصلہ ہوں یارسول اللہ
نہ حشمت ہے نہ لشکر ہے نہ ہمّت ہے نہ طاقت ہے
بھروسہ آپ پر کر کے چلا ہوں یارسول اللہ
ہجومِ غم سے مثلِ گل کہیں مُرجھا نہ جاؤں مَیں
بڑی مشکل سے کانٹوں میں کھِلا ہوں یارسول اللہ
نظر آئے تو آنکھوں سے لگالوں خاکِ طیبہ کو
مَیں اس کوشش میں برسوں سے لگا ہوں یارسول اللہ
مدینے کی صبا سے اتنا مجھ کو کہلوا دیجئے
کہ مَیں کتنا بھلا کتنا بُرا ہوں یارسول اللہ
خدارا اب تو لے لیجئے مجھے اپنی پناہوں میں
مَیں اب چاروں طرف سے گھِر چکا ہوں یارسول اللہ
خلاؤں سے گزر کر مَیں پہنچ جاؤں مدینے میں
پرندوں کی طرح پَر تُولتا ہوں یارسول اللہ
عمل میں علم میں کمزور یا مضبوط جیسا ہوں
مگر میں اہلِ سنّت کا عصا ہوں یارسول اللہ

☆☆☆

۳

نور کی دھار اَللّٰہ اَللّٰہ　　دُور اُس پار اَللّٰہ اَللّٰہ

تیرا دربار اَللّٰہ اَللّٰہ　　میری گفتار اَللّٰہ اَللّٰہ

میں گنہگار اَللّٰہ اَللّٰہ　　تو ہے ستّار اَللّٰہ اَللّٰہ

میں خطاوار اَللّٰہ اَللّٰہ　　تو ہے غفّار اَللّٰہ اَللّٰہ

چمکی تلوار اَللّٰہ اَللّٰہ　　تو نگہہ دار اَللّٰہ اَللّٰہ

میرے افکار اَللّٰہ اَللّٰہ　　ملتے اخیار اَللّٰہ اَللّٰہ

عشق کی مار اَللّٰہ اَللّٰہ　　تیرا ہے پیار اَللّٰہ اَللّٰہ

ذِکر کر یار اَللّٰہ اَللّٰہ　　پڑھ لگاتار اَللّٰہ اَللّٰہ

فضل سے تیرے عشق کا مجھ کو　　چبھ گیا خار اَللّٰہ اَللّٰہ

دیکھتا تیری راہ ہے کب سے　　تیرا بیمار اَللّٰہ اَللّٰہ

کھول دے سینہ اپنے عاشق کا　　دیکھے اُس پار اَللّٰہ اَللّٰہ

یہ مئے عشق ہے جسے پی کر　　مست ہے خوار اَللّٰہ اَللّٰہ

عشق کی بزم سے گزر کر دل　　کہہ دے اک بار اَللّٰہ اَللّٰہ

دل کے اُجڑے دیار کو میرے　　کردے گلزار اَللّٰہ اَللّٰہ

نعمتیں تیری روز کھاتا ہے　　سارا سنسار اَللّٰہ اَللّٰہ

عاشقوں سے ترے جھگڑتے ہیں　　تیرے اغیار اَللّٰہ اَللّٰہ

دین و ایمان کی محبّت میں　　دل ہے بیمار اَللّٰہ اَللّٰہ

ہے یقیں دل کو میرے ہوگا ضرور　　تیرا دیدار اَللّٰہ اَللّٰہ

عیب کو میرے ڈھانپ کر رکھنا　　میرے مختار اَللّٰہ اَللّٰہ

اَللّٰہ کی صدا لگاتا ہے　　اک گنہگار اَللّٰہ اَللّٰہ

یا الٰہی قبول ہوجائے　　میری تکرار اَللّٰہ اَللّٰہ

ڈال دے اپنے رضوی کے دل میں　　اپنے اسرار اَللّٰہ اَللّٰہ

☆☆☆

۴

"حق کے محبوب محمد کے دُلارے خواجہ" ذرّے ذرّے کی ہو تم آنکھوں کے تارے خواجہ
ہم کو ہے ناز تری ذات پہ پیارے خواجہ ہند میں جیتے ہیں ہم تیرے سہارے خواجہ
ہم بھی پڑھتے ہیں تری شانِ ولا کے قصے تیرے قدموں میں ہیں دامن کو پسارے خواجہ
اپنے شیدا کو کسی دن جو بلاتے در پر پھر تو پھرتا ہی تیرے روضے کنارے خواجہ
کہتی ہے خلقِ خدا ہند کا ہے تو سلطان جس کو جو کچھ ہے ملا تیرے اشارے خواجہ
دیکھ کر تیری عطا بول پڑے شاہ وگدا واہ کیا تیری سخاوت ہے ہمارے خواجہ
جھوم کر تیرا گدا کہتا ہے تیرے در پر کردو اک جام عطا ہند کے پیارے خواجہ
ایک اجمیر نہیں ہند ہے سارا تیرا سب پہ بہتے ہیں ترے فیض کے دھارے خواجہ
اپنے رضوؔی پہ کرو ایک نظر یا مولیٰ بخش دو اپنی محبت کے شرارے خواجہ

۵

ایماں کی جان ہے مدینہ رحمت کی کان ہے مدینہ
ذرّہ ذرّہ چمک رہا ہے کیا تیری شان ہے مدینہ
میرے محبوب کی بدولت سب کا سلطان ہے مدینہ
مشکل ہے لَوٹنا وہاں سے جانا آسان ہے مدینہ
تیری آغوش میں مَروں مَیں میرا ارمان ہے مدینہ
آتی ہیں خلد سے ہَوائیں کتنا ذی شان ہے مدینہ
جنّت کا تو ہے ایک ٹکڑا میرا ایقان ہے مدینہ
رب کی رحمت نثار جس پر ایسی میزان ہے مدینہ
بعدِ کعبہ ہے سب سے افضل میرا ایمان ہے مدینہ
مکّہ یعنی وطن کو چھوڑا ان کا احسان ہے مدینہ
رَضوؔی قربان جان ودل سے لب پر ہر آن ہے مدینہ

۶

نازاں ہے زمیں جن پہ وہ ذیشان ہیں یہ تکتے ہیں سخی جن کو وہ سلطان ہیں یہ

صدیق وعمر یہ ہیں وہ عثمان وعلی — دیں جن سے عبارت ہے وہ دیوان ہیں یہ
نادان نہ سمجھا ہے نہ سمجھے گا انہیں — "ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ"
محشر میں شفاعت پہ کمر باندھے ہوئے — ماں باپ سے بھی بڑھ کے مہربان ہیں یہ
محشر کی کڑی دھوپ میں امّت کے لئے — ہر آن محافظ ہیں نگہبان ہیں یہ
عثمان غنی، عوف وعلی کہتے ہیں — یہ دین ہیں، اسلام ہیں، ایمان ہیں یہ
معراج کی شب حور وملائک نے سنا — خود رب نے بتایا مرے مہمان ہیں یہ
تھی خوب انہیں "ھا" کے معنی کی سمجھ — گستاخ کہیں "کاف" سے انجان ہیں یہ
مانگے گا اگر دل سے تو اے رضوی تجھے — دیں گے کہ بہت تجھ پہ مہربان ہیں یہ

ردیف یائے تحتانی

۱

زندگی عشق میں گزر جاتی — گوشۂ خوف سے اُبھر جاتی
موت کو موت ہی نہیں کہتی — عشق کی جُستجو میں مر جاتی
دیکھتی غور سے زمانے کو — ہنس کے چپکے سے اپنے گھر جاتی
جان کو اپنے یاد کرتی اگر — غیر کی یاد سے مکر جاتی
لطف جاں دیکھتی اگر جاں سے — دوڑ کر جان کے وہ در جاتی
جانتی عشق کے مزہ کو اگر — عشق کی آگ میں اُتر جاتی
نیند بہتر نہیں نمازوں سے — غور کرتی اگر سنور جاتی
ذکر کرتا اگر سدا رضوی — روح تن میں تری سنور جاتی

۲

دامنِ شاہ کی ہوا ملتی — عشق میں درد کی دوا ملتی
پردہ رُخ سے اگر اٹھاتا تو — دیکھنے کو تری لقا ملتی
بھول جاتا ترے سوا سب کو — فضل کی تیرے جو غذا ملتی
در پہ رہتا ترے، ترا بن کر — پھر نہ جاں کو مری سزا ملتی

تیری توفیق کی بدولت ہی — روح کو ہے مرے شفا ملتی
دُھن ترے عشق کی لگی رہتی — عشق کی گر مجھے ہوا ملتی
عشق میں مارتا حُسین نعرہ — بے خودی کی اگر ادا ملتی
جھانکتا اپنے ہی گریباں میں — اور بھی کچھ مری خطا ملتی
قدر کرتا مَیں تیری نعمت کی — تیری نعمت مجھے سدا ملتی
در پہ رہتا ترے گدا بن کر — پھر عطا پر مجھے عطا ملتی
عشق کی آگ میں جلانے کو — جان کو میری جاں و لا ملتی
در پہ ترے سدا پڑا رہتا — سننے کو گر تری صدا ملتی
باندھ دیتا اگر محبّت سے — اور توفیقِ التجا ملتی
شکر دل سے ترا ادا کرتا — دشمنوں کو اگر سزا ملتی
ناز کرتا مَیں اپنی قسمت پر — رحم کی تیرے جو ردا ملتی
کیوں بھٹکتا اِدھر اُدھر رَضوی — تری مرضی اگر سدا ملتی

٣

میرے دل میں رہے چمک اچھی — بھیج دے فتح کی کُمک اچھی
ہوں معطّر مشامِ جاں میرے — میرے دل میں بسا مہک اچھی
عشق کے ایک اک فسانے میں — مثلِ نیّر رہے چمک اچھی
رات دن میرے سوختہ دل میں — عشق کرتا رہے دھمک اچھی
خوار بدکار اور رسوا کو — کوئی دیتا نہیں بِھنک اچھی
یاسمین وہزارہ سے بہتر — دل مرا رکھتا ہے گمک اچھی
دل کے ہرتار سے نکلتی ہے — روز وشب عشق کی کھنک اچھی
میرے دل کے قریب چھائی ہے — دیکھتے دل سے ہیں دھنک اچھی
دیکھ کر عشق نے کہا دل سے — تیرے دل کی تو ہے کسک اچھی
مال دنیا نہ حالِ غربت پر — نہ کسی کی لپک نہ زک اچھی
کھو دیا اعتبار ہی اپنا — اب نہ ہوگی تری چھک اچھی

تیرے در پر پڑا رہا رضوی لے کے الفت کی اک مہک اچھی

(۴)

فتنہ سر پر سوار ہے ساقی تو ہی اب میرا یار ہے ساقی
مانگتا ہے دعائیں ملنے کی تیرا اک بندہ خوار ہے ساقی
دیکھ کر حال تیرے عاشق کا غم زدہ پھر بہار ہے ساقی
بے سبب میری راہ میں دشمن کیوں اڑاتا غبار ہے ساقی
میکدہ میں یہ پینے والوں کی کتنی عمدہ قطار ہے ساقی
تیری حکمت سے تیرے بندے کی ڈوبتی کشتی پار ہے ساقی
ناسمجھ ہے مرا وہ دشمن بھی راہ میں رکھتا خار ہے ساقی
فضل ہے تیرا، تیرے بندے پر بندہ تجھ پر نثار ہے ساقی
ڈال کر اک نظر بسادے تو میرا اجڑا دیار ہے ساقی
در پہ تیرے، تری محبت میں آنکھ پھر اشکبار ہے ساقی
خوف سے تیرے دُزد شیطاں تو میرے تن سے فرار ہے ساقی
بھیجتا پہلے نور ہے دل میں پھر اُتر جاتا یار ہے ساقی
فضل سے تیرے، تیرے رضوی پر عشق کی دُھن سوار ہے ساقی

(۵)

نام تیرا لطیف ہے ساقی بندہ عاصی نحیف ہے ساقی
چھوڑ کر میکدہ کہاں جائے اک یہی در حلیف ہے ساقی
میرا ہو کر مجھے ستاتا ہے نفس کیسا حریف ہے ساقی
نعمتیں بے شمار دیں تو نے کیوں کہوں کہ خفیف ہے ساقی
دین پر چلنے کی بنا پر ہی ہوگئی جاں حنیف ہے ساقی
تو گلے مِل کے بھی نہیں مِلتا تیرا مِلنا لطیف ہے ساقی
پاک طاہر مرے خیالوں سے تو زیادہ منیف ہے ساقی
فصل کب بوئے اور کاٹے گا جاتی فصلِ خریف ہے ساقی

عشق کا جام پینے والوں میں بندہ رَضوی ردیف ہے ساقی

(۶)

کتنی پیاری ہے صورت شہا آپ ﷺ کی مثلِ خورشید پھیلی ضیا آپ ﷺ کی
ہوگئی جب مرے دل کی حالت بُری لے کے آئی صبا خاکِ پا آپ ﷺ کی
کوہ وصحرا شجر مسکرانے لگے آئی ان کو نظر جب لِقا آپ ﷺ کی
شیث وادریس وآدم ہیں پیارے سبھی ہے مگر بات سب سے جُدا آپ ﷺ کی
چاند سورج ستارے سما عرش فرش دل سے کرتے ہیں تعظیم یا آپ ﷺ کی
قبر برزخ، قیامت میں میزان پر ہر جگہ ہے نرالی ادا آپ ﷺ کی
بے کسوں، بے نواؤں کے دل خوش ہوئے کر گئی سب کو شاداں دعا آپ ﷺ کی
کل قیامت میں رَضوی کے سر پر تنے چاند تاروں سے پیاری رِدا آپ ﷺ کی

(۷)

حور وغلماں نہ خلد وجنّت کی بات کہتا ہوں تجھ سے الفت کی
لعل وگوہر نہ مال ودولت کی مانگتا ہوں دعا محبّت کی
رنگ لاتی نہیں دعا اپنی سخت حاجت ہے فتح ونصرت کی
امتحاں اب نہ لے مرے مولیٰ کٹ گئی ناک اپنی ہمّت کی
کون دیکھے ترے سوا مجھ کو خاک اڑتی ہے سر پہ ذلّت کی
گھِر کے تیغوں کے نرغے میں مومن بات کرتا ہے تو شجاعت کی
دیکھتا رہتا ہوں حسیں صورت رات دن غم میں تیری قدرت کی
دیکھ کر حال میرا کرتے ہیں بات دشمن سدا شرارت کی
راز پاتا نہیں کوئی تیرا کیسی صورت ہے تیری حکمت کی
بخش دے شرمسار ہے رَضوی سر پہ چادر اڑھادے رحمت کی

(۸)

ہیں آنکھیں کسی کی تو صورت کسی کی پسِ پردہ ہے ان میں طلعت کسی کی
سنورتا ہے گلشن چہکتی ہے بلبل ادائیں کسی کی اشارت کسی کی

غمِ زندگی کی حقیقت کو سمجھو ۔۔۔ حکایت کسی کی مشیّت کسی کی
سلامت رہے عاشقوں کی ادائیں ۔۔۔ دعائیں کسی کی اجابت کسی کی
مرے حق میں وا ہو گیا بابِ الفت ۔۔۔ ہے شفقت کسی کی عنایت کسی کی
اچھل کر یہ کہتا مرا دل ہے مجھ کو ۔۔۔ محبّت میں تیری ہے حکمت کسی کی
بنا کر مجھے پردہ وہ پردہ کیا ہے ۔۔۔ چھپی پردے میں ہے حقیقت کسی کی
لئے جا رہی ہے وہ منزل کی جانب ۔۔۔ حمایت کسی کی رفاقت کسی کی
ذرا کھول کر دیکھئے اپنی آنکھیں ۔۔۔ نزاکت کسی کی ہے نزہت کسی کی
حقیقت کی منزل پہ جا کر جو دیکھا ۔۔۔ بصارت کسی کی ہے نعمت کسی کی
مٹا کر رہے گی گناہوں کو میرے ۔۔۔ سیادت کسی کی تو رحمت کسی کی
مرے عشق کو آشنا کر رہی ہیں ۔۔۔ محبّت کسی کی تو رافت کسی کی
بسائے ہوئے ہوں مَیں اپنی نظر میں ۔۔۔ شباہت کسی کی حقیقت کسی کی
لئے جا رہی ہے وہ جنّت میں مجھ کو ۔۔۔ شفاعت کسی کی عنایت کسی کی
نظامِ جہاں پر کرو اک نظر تم ۔۔۔ کسی کی ہے محنت تو حکمت کسی کی
چھپائے ہوئے خود کو اپنی خودی میں ۔۔۔ سدا کر رہا ہے زیارت کسی کی
اُٹھا کہ جو پردے کو رضوی نے دیکھا ۔۔۔ حیا میں چھپی ہے یہ غیرت کسی کی

۹

سدا سے یہ کہتی صدا ہے کسی کی ۔۔۔ تری جستجو میں فنا ہے کسی کی
ترے در پہ تجھ کو منانے چلی ہے ۔۔۔ جھکا کر نگاہیں دعا ہے کسی کی
مرے سامنے سے گزر جو گئی ہے ۔۔۔ دکھا کر چمک وہ ادا ہے کسی کی
محبّت کی بولی جو مَیں بولتا ہوں ۔۔۔ محبّت کی یہ خو عطا ہے کسی کی
نہ پردہ اٹھاتا نہ ہوتا فدا مَیں ۔۔۔ محبّت میں مری رضا ہے کسی کی
مرے درد دل کو بقا مل گئی ہے ۔۔۔ ملی میرے دل کو دوا ہے کسی کی
مزے لے رہا ہوں محبّت میں ہردم ۔۔۔ کرم کی چلی جو ہوا ہے کسی کی
دعا میری مقبول ہوگی یقیں ہے ۔۔۔ بھروسہ دلاتی وِلا ہے کسی کی

مری جان میری نظر میرے دل کو منوّر جو کرتی ضیا ہے کسی کی
میری صورتِ دل میں چبھ جو گئی ہے کرم کے نظر کی ادا ہے کسی کی
مرے دل میں ہلچل مچاتی رہے گی سدا دُور مجھ سے لقا ہے کسی کی
نہ چھوٹے گا دامن محبت کا مجھ سے ملی اہلِ دل سے ولا ہے کسی کی
کبھی مسکرا کر کبھی رو کے رضوی شب و روز کرتا ثنا ہے کسی کی

۱۰

اس کے در پر سر جھکاتی زندگی بندگی میں دل لگاتی زندگی
بربطِ دل کی نزاکت دیکھ کر ساتھ دل کے سُر ملاتی زندگی
درد و غم کی آہنی زنجیر میں بندھ گئی ہے مسکراتی زندگی
مال و دولت اور زر کے واسطے خون کے آنسو رُلاتی زندگی
منزلِ مقصود تو آئی نہیں راہ میں کیوں ہے رُلاتی زندگی
ایک روٹی کے لئے مسکین کو کتنے در پر ہے گھماتی زندگی
لعل و گوہر اور موتی کے لئے سیکڑوں کو موت لاتی زندگی
درد کے صحرا میں سایا ڈھونڈتی اور تپش سے بلبلاتی زندگی
غربت و افلاس کے سائے تلے پا، رگڑ کر تلملاتی زندگی
قوم و ملّت کے نگہبانو کہو کیوں ہے تڑپاتی رُلاتی زندگی
چپکے سے اک روز رضوی نے کہا کیوں کسی کو ہے رُلاتی زندگی؟

۱۱

بروزِ محشر شفیعِ امّت نبی رحمت کی بات ہوگی
مَلک کے لشکر کریں گے خدمت بشر کی کثرت برات ہوگی
وہاں پہ ہوں گے کلیم پیارے، خلیل و ادریس اور سارے
بنیں گے دولہا شفیعِ محشر وہ میرے آقا کی ذات ہوگی
بندھے گا سر پر نقاب سہرا، بجے گا ہر سمت ان کا ڈنکا
برات وہ ہوگی جس میں شامل خدا کی کل کائنات ہوگی

چلیں گے لے کے لِوا کا جھنڈا خدا کے پیارے وہ میرے آقا
گنہ کے مارے اُداس چہرے کہیں گے اب تو نجات ہوگی
جمیل کہہ کر، کریم کہہ کر، رؤف کہہ کر ، رحیم کہہ کر
پکارے گی اُن کو اُن کی امّت صدا یہ چاروں جہات ہوگی
پڑھو زباں سے قلم سے لکھو ، نبی کی مدحت نبی کی شفقت
وہاں نہ ہوگی قلم کی دولت ، نہ ایسی کوئی دوات ہوگی
سنا دو رضوی ، پیامِ قدرت ، نظامِ وحدت، صفاتِ جنّت
یہ گھر ہے ایسا نہ رات اُس میں نہ اُس میں کوئی ممات ہوگی

۱۴

میرے آقا کو بہت محبوب ہے لوگو مصلّیٰ
اور چاروں یار کو مرغوب ہے لوگو مصلّیٰ
حضرتِ فاروق وعثماں اور شیرِ جانِ حیدر
ان دلوں کی آہ کا مندوب ہے لوگو مصلّیٰ
بوحنیفہ ابن حنبل اور بن ادریس و مالک
سب امامِ وقت کا مطلوب ہے لوگو مصلّیٰ
عبدِ قادر ابن ادھم اور دیگر اولیا کے
رات دن کے ذکر کا مکتوب ہے لوگو مصلّیٰ
حضرتِ بسطامی رومی شاہِ جامی شیخ یحییٰ
ان کے اشکِ دیدہ سے مرطوب ہے لوگو مصلّیٰ
خیر ملتی اور ملتا ہے خدا اس کے ذریعے
سارے ہی ارکان کا مجذوب ہے لوگو مصلّیٰ
ہٹ گیا جو اس مصلّے سے خدا سے چھٹ گیا وہ
اس کے غم میں آج بھی منصوب ہے لوگو مصلّیٰ
تم نے جانا ہی نہیں ہے اس مصلّے کی حقیقت

یہ تمہارے سجدے کا محسوب ہے لوگو مصلیٰ
یہ سہارا تھا تمہارے آبا و اجداد کا جب
پھر تمہارے دل کو کیوں معیوب ہے لوگو مصلیٰ
دل سے چاہا اور آنکھوں سے لگایا ہے نبی نے
آپ کو اللہ سے موہوب ہے لوگو مصلیٰ
تم سے کہتا ہے ترا رضوی جبیں اپنی جھکاؤ
بس تمہارے نام سے منسوب ہے لوگو مصلیٰ

(۱۳)

زندگی چاند ہے سدا اپنی — خوب ہے عشق کی دعا اپنی
مثلِ غنچہ ہوئی رَجا اپنی — دیکھتا ہے سما ادا اپنی
جان جلتی ہے جب محبت میں — آنکھ روتی ہے باحیا اپنی
فضل کی جب ہوائیں چلتی ہیں — بھاگتی در سے ہے بلا اپنی
جان اپنی نہ عشق اپنا ہے — سب امانت ہیں مہ لقا اپنی
دیکھتی اک نظر اگر تجھ کو — جھومتی روح یاخدا اپنی
وحدہٗ لاشریک رکھتا ہے — شان ہر لمحہ تو جدا اپنی
درد دل کا تجھے سناتا ہوں — تاکہ ہوجائے کچھ دوا اپنی
تو کرم مجھ پہ جو ذرا کرتا — خوار ہوتی نہیں صدا اپنی
راہِ پُرخار پر نہ گر چلتا — چاک ہوتی نہیں قبا اپنی
دیکھ کر حال بے گناہوں کا — رُو پڑی آنکھ یاخدا اپنی
حال دل کا تجھے سنانے کو — تیری جانب چلی دعا اپنی
چھپ کے رضوی ترا زمانے سے — پی رہا ہے مئے وِلا اپنی

(۱۴)

کیا بھلے دن تھے رات تھی اپنی — عشق میں جلتی ذات تھی اپنی
ٹھوکریں کھا کر کیسے گر جاتا — پاؤں پکڑے ثبات تھی اپنی

عشق تھا جوش تھا بلندی تھی اپنے پیچھے نجات تھی اپنی
نیچے اوپر یہاں وہاں ساری آنکھوں میں ہر جہات تھی اپنی
باغ تھا گُل بھی تھے مہک بھی تھی عشق میں ڈوبی بات تھی اپنی
ہر جگہ تو ہی تو کے نعرے تھے جب عمل کی برات تھی اپنی
دل سے سب کو دعائیں دیتے تھے کتنی اچھی صفات تھی اپنی
بانٹتا ہر جگہ محبت تھا کارگر جب حیات تھی اپنی
جانِ جاں تیری بات لکھتا تھا جب قلم تھا دوات تھی اپنی
غیب سے ملتی تھی مدد رَضوؔی دل سے ہوتی صلات تھی اپنی

۱۵

تمہارا ہو کے مَیں جاؤں کدھر یاشاہِ جیلانی
مرے دل پر کرو اپنی نظر یاشاہِ جیلانی
سسکتا دل، بلکتی آرزوؤں، روتی آنکھوں کو
دکھاؤں مَیں کِسے اپنا جگر یاشاہِ جیلانی
فسانا تیری الفت کا مَیں خود دل کو سناتا ہوں
کہ میرے دل میں ہوجائے اثر یاشاہِ جیلانی
نقیبِ وقت ہو، صالح ہو، سالک ہو زمانے کے
دکھادو مجھ کو اپنی رہ گزر یاشاہِ جیلانی
مطیّب ہو، موَیّد ہو، مکرم اس سے بھی بڑھ کر
حُسن کے باغ کے تم ہو ثمر یاشاہِ جیلانی
شریعت، معرفت ہو یا طریقت یا حقیقت ہو
سبھی راہوں کے تم ہو خِضَر یاشاہِ جیلانی
خبر اپنی جو رکھتے ہی نہیں وہ تم کو کیا جانیں
کہ وہ ہیں بد سے بھی بدتر حجر یاشاہِ جیلانی
نہ قطبیّت نہ غوثیت، نہ تم کو مانتے جو ہیں

ہٹے گا ان کے دل سے کیسے شر یاشاہِ جیلانی

مقامِ ذوق ہو، غَیبَت ہو یا تلوین وحیرت ہو
سبھی پر تم کو حاصل ہے ظفر یاشاہِ جیلانی

اگر تم نے دیا اچھے میاں نوری میاں کو کچھ
مجھے بھی دے دو اپنے در کا سُر یاشاہِ جیلانی

گرانے والے ایٹم بم جو ہیں بغداد پر ظالم
ہو نازل قہرِ رب کا ایسوں پر یاشاہِ جیلانی

تمنا ہے ترے رضوی کی تیرا قرب حاصل ہو
نظر سے دیکھے وہ تیرا نگر یاشاہِ جیلانی

نتیجۂ فکر: محمد ادریس رضوی

(۱۶)

غزل کے نئے تم ہو معمار راہی — غزل ہوگئی اب طرح دار راہی
غزل کا زمانہ پلٹ کر جو آیا — غزل سے نگاہیں ہوئیں چار راہی
غزل کو غزل[۱] کی ضرورت نہیں ہے — غزل ہوگئی تم سے مختار راہی
غزل کی زمیں ساری ہموار کر کے — غزل گو کیے تم نے تیار راہی
غزل کے امیں ہو تمہاری غزل سے — غزل کا ہوا غُلغُلہ یار راہی
غزل کو تری لامکاں[۲] میں جو دیکھا — غزل تیری نکلی چمکدار راہی
غزل کا وہ مجموعہ لاریب[۳] تیرا — غزل کا دکھاتا ہے دربار راہی
جو ہے کلام[۴] اتنی شہرت کا حامل — تو عمدہ ہیں سب اس کے اشعار راہی
ہے چند ایک میں لاشعور[۵] ایک ایسا — ہزاروں ہیں جس کے طلب گار راہی
غزل مات تیری نہ کھائے گی ہرگز — غزل تیری ایسی ہے ہشیار راہی
غزل کو غزل[۶] میں چھپا کر نہ رکھا — غزل کا ہے ایسا قلم کار راہی
غزل کی نیابت مبارک ہو تم کو — غزل کے بنے تم علم دار راہی
غزل پر تمہاری غزل لکھ رہا ہے — غزل کا نیا ایک فنکار راہی

۱غزل! بمعنی عورت ۲ لامکاں! راہی صاحب کے مجموعہ کا نام ۳ لاریب! راہی صاحب کا مجموعہ کلام ۴ لاکلام! راہی صاحب کا مجموعۂ کلام۔ ۵ لاشعور! راہی صاحب کا مجموعۂ کلام۔ ۶ غزل! بمعنی عورت.

۱۷

درد دل کی دوا کرو بھائی ساتھ اس کے دعا کرو بھائی
لاج رکھ لے خدا قیامت میں صدقِ دل سے کہا کرو بھائی
دیکھ کر ہو خوشی قیامت میں کام ایسے کیا کرو بھائی
ساتھ راحت کے کچھ مصیبت بھی زندگی میں سہا کرو بھائی
رکھ کے سجدے میں تم جبیں اپنی دُور سر سے بلا کرو بھائی
بغض و کینہ حسد ریا جیسے ہر گنہ سے بچا کرو بھائی
زندگی کے سفر پہ نکلے ہو راستے پر چلا کرو بھائی
عاقبت کو سنوارنے کے لئے دین کا کچھ بھلا کرو بھائی
یا ولی یا مجید کہہ کر تم در پہ اس کے ندا کرو بھائی
بے کسوں اور بے سہاروں کو چپکے سے کچھ دیا کرو بھائی
حرص و لالچ حسد وَ کینہ کو اپنے دل سے جُدا کرو بھائی
جام پی کر سدا محبت کا مثلِ گُل کے کِھلا کرو بھائی
راہ میں کب سے ہے پھنسا رضوی حق میں اس کے دعا کرو بھائی

۱۸

عشق کی پھر چلے ہَوا کوئی اپنے دل کا کرے بھلا کوئی
خواجہ منصور کی طرح جاں کو جانِ جاں پر کرے فدا کوئی
دل تجلّیِ خاص کی جا ہے اس پہ آئے نہ اب بلا کوئی
جل رہا ہے جگر دِوانے کا آکے مانگے قریں دعا کوئی
مَیں گنگار ہوں ہمیشہ سے دیکھ لے آکے پارسا کوئی
آندھیوں نے اکھاڑ پھینکا ہے ایک مضبوط سا تنا کوئی
کہہ رہا ہے سماں فرشتوں سے فرش پر گر کے ہے اُٹھا کوئی

بندوں سے چھپ کے گر نہیں رہتا ڈھونڈتا کب تجھے بھلا کوئی
رنج و آفت بلا نہ ہوتے اگر مانگتا کیوں بھلا دعا کوئی
رزق کا مسئلہ نہ ہوتا اگر گھر سے ہوتا نہ پھر جدا کوئی
ہم نہ کرتے گنہ تو کیوں ہوتی جان و دل پر ذرا سزا کوئی
اشک در پر ترے بہاتا ہے منھ چھپائے ہوئے گدا کوئی
کھل نہ جائے بھرم غریبوں کا سر پہ ان کے نہیں رِدا کوئی
آگ دل کی مرے سُلگ جاتی عشق کی چلتی گر ہوا کوئی
عید ہے آج تیرے رضوی کی چاند دیکھا ہے کیا نیا کوئی

۱۹

ہے کھڑا اور ہے گرا کوئی پوچھتا تک نہیں ہے ذرا کوئی
لطف تیرا، ترے سوا کوئی دل کو دیتا نہیں مزا کوئی
مال و زر آل میں پھنسا کوئی اور سب چھوڑ کر چلا کوئی
شاہ ہے اور ہے گدا کوئی جھیلتا رنج ہے سدا کوئی
جان سے دین پر فدا کوئی کفر کی راہ پر لگا کوئی
دیکھ لے حال اپنے عاشق کا تن پہ اس کے نہیں قبا کوئی
"یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے" شاد دل ہے کوئی خفا کوئی
نشہ اترے نہ عمر بھر تیرا جام ایسا مجھے پلا کوئی
پھول دل کا مرے کِھلائے گی آ کے میرے قریں صبا کوئی
منتظر در پہ تیرے بیٹھا ہوں بھیج دے فضل کی ہوا کوئی
دیکھتے ہی جھلک نگاہ مری کہہ اُٹھی جاں میں ہے چھپا کوئی
رنج و آفت سدا مسرت کی جاں پہ رہتی نہیں ادا کوئی
ہاتھ میں تیرے ظلم و نخوت کی ٹِک نہ پائی شقی رِدا کوئی
مانگتا تجھ سے ہے ترا رضوی عشق کے واسطے نشا کوئی

☆☆☆

۲۰

عشق کا پھر پڑھا سبق کوئی بھیجدے فضل کا طبق کوئی
دیکھ کر حال عاشقوں کا ہے کوئی چہرہ ہے خوش توفق کوئی
نام سے تیرے بھر دیا میں نے دل کا چھوڑا نہیں ورق کوئی
عشق دل کو ہوا ترے در سے پردہ دل کا ہوا :. شق کوئی
تو نظر کو مری نظر آجا رہ نہ جائے ذرا قلق کوئی
اپنے فضل وکرم کا اے ساقی میرے دل کو پلا عرق کوئی
مانگتا ہوں مگر گدا بَن کر تجھ پہ رکھتا نہیں ہوں حق کوئی
عِلم ایسا دے تو مرے دل کو پھر نہ ہو مسئلہ اَدق کوئی
دیکھتا ہے شفق دوانے کو اور ہے دیکھتا شفق کوئی
آکے نزدیک ترے رَضوی کے پردہ دل کا کرے فلق کوئی

ردیف یائے معکوس

۱

عاشقوں کی طرح بدل جاتے جوش کھا کر ذرا اُبل جاتے
راہِ اسلام پرفدا ہوکر نفس کے دام سے نکل جاتے
رحم کھاتے سدا غریبوں پر نرم گُل کی طرح پگھل جاتے
صاف کرتے جو آئنہ دل کا دیکھ کر نقش ہُوا اچھل جاتے
خوف ہوتا اگر قیامت کا کچھ نہ کچھ کرکے تم عمل جاتے
خُلق اچھا تمہارا ہوتا اگر میرے دل کو نہ یوں مسل جاتے
سامنے باطلوں کے تم اے کاش لے کر اسلام کا عمل جاتے
سر اٹھاتا نہ پھر کبھی ظالم اس کی طاقت کو جو کچل جاتے
ظالموں کی ھامی رَضوی تم اگر دیکھتے دہل جاتے

(۲)

عشق کا گھونٹ تم پئے جاتے — نام اللہ کا لئے جاتے
حالِ دل میرا دل سے سن کر تم — مجھ کو انعام کچھ دیئے جاتے
چاک میرے دل وگریباں ہیں — جاتے جاتے انہیں سیئے جاتے
در پہ رب کے جبیں جھکی رہتی — میرے حق میں دعا کئے جاتے
روبرو میرے تم اگر رہتے — دیکھ کر حُسن ہم جئے جاتے
اپنے ہمراہ لے کے رَضوؔی کو — جام پر جام تم پئے جاتے

(۳)

پار بیڑا مرا لگا دیتے — پیاس دل کی مری بجھادیتے
میرے دل کو مزہ چکھادیتے — عشق کی آگ میں جلادیتے
رخ سے پردہ ذرا اٹھا دیتے — پھول دل کا مرے کھلادیتے
رنج وغم کو مرے مٹا دیتے — روتے دل کومرے ہنسادیتے
پھیرکرہاتھ تم مرے سرپر — آس دل کو مرے دِلا دیتے
راہ پر اپنی چلتے رہنے کی — دُھن مری جان میں لگا دیتے
کشتِ دل پرمرے کرم کرتے — نقش اللہ ھُو اُگا دیتے
راز دل میں مرے چھپا کیا ہے — مجھ پہ کرتے کرم بتا دیتے
ماہ وانجم نہیں بنایا اگر — اپنا دِیوانہ ہی بنا دیتے
جام الفت کااپنے ہاتھوں سے — تم پلاکر مجھے نشا دیتے
مَیل دل کا مرے نکل جاتا — میرے دل کو جو تم دوا دیتے
کرنا تھا آپ کو اسیر اگر — مجھ کوزلفِ دُوتا دکھا دیتے
خیر سے زندگی گزرتی مری — نفسِ امّارہ کو دبا دیتے
دُور ہوتا اَلم جدائی کا — جاں مری جان سے ملا دیتے
توڑنے کو کمر لعینوں کی — ایک مضبوط سا عصا دیتے
دل میں آکر مرے نہ پھرجاتی — ایسی دولت مجھے سدا دیتے

نعت سُن کر مری مرے آقا　اپنی گردن ذرا ہلا دیتے
تم کو معلوم ہے غرض میری　بھیک دے کر مجھے دعا دیتے
پھر نہ جاتا کبھی کہیں رضوی　اپنے در کا گدا بنا دیتے

۴

راہ میں دل اُداس کر بیٹھے　رنج کو ہی اَساس کر بیٹھے
ایک ہی گھونٹ پی کے ہم ساقی　چاک اپنا لباس کر بیٹھے
چھوڑ کر پیارے میکدہ کو تم　حالِ دل آج ناس کر بیٹھے
ایک پَل رہ کے تم مصیبت میں　جان کو بد حواس کر بیٹھے
دیکھ کر دُور سے سرابوں کو　آبِ زمزم قیاس کر بیٹھے
دیکھ کر اپنے ہی شفیقوں کو　ایک بے جاہراس کر بیٹھے
دامنِ دیں کو چھوڑ کر اپنے　آفتِ جاں پہ آس کر بیٹھے
وقت پڑنے پر آپ بھی رَضوی　بے جھجک التماس کر بیٹھے

۵

بندہ عاشق ترا پتا پوچھے　درد دل کی سدا دوا پوچھے
کب ملے گا کہاں ملے گا تو　تجھ سے ہر وقت دل جَلا پوچھے
درد دل کا نہ گُل نہ گلشن سے　میرے دل سے کوئی مزا پوچھے
خاک پر رکھ کے جاں جبیں اپنی　جان سے جان کا پتا پوچھے
عشق میں ڈوبے تیرے بندہ سے　کچھ نہ پوچھے کوئی نشہ پوچھے
عشق سے زندگی سنورتی ہے　عشق کا کوئی مدّعا پوچھے
درد دل میں گھرا ترا بندہ　درد کی اور کچھ دعا پوچھے
چیر کر دیکھتا نہیں دل کو　دل میں تو ہے کہاں چھپا پوچھے
کس طرح میری جاں ملے گا تو　میرا دل میری جاں سدا پوچھے
ہوگی کب آرزو مری پوری　تیرے در پر ترا گدا پوچھے
ہم گنہگاروں کو زمانے میں　تو نہ چاہے تو کوئی کیا پوچھے

در پہ رکھ کر ترے جبیں رضوؔی ترا منشا تری رضا پوچھے

(۶)

عاشقوں سے کوئی خبر پوچھے کیسا ہے عشق کا اثر پوچھے
دل پہ رکھتا ہے کیوں نظر پوچھے ہے کہاں تک ذرا سفر پوچھے
آگ پانی کے بہتے دریا میں کیسے بنتا ہے آبِ زر پوچھے
خاک میں ان کی ہیں چھپے کتنے ذرّوں کی شکل میں گہر پوچھے
تو بتائے نہ گر پتا اپنا بندہ جائے کہاں کدھر پوچھے
جان میں اپنے عاشقوں کے تو وہ چھپا ہے اِدھر اُدھر پوچھے
چاند تاروں سے شمس تاباں سے ہے کدھر میرا دم سحر پوچھے
نور سے اپنے ناز سے اپنے تیرے گھر کا پتا قمر پوچھے
کوئی بھی پوچھتا نہ تھا مجھ کو بن گئی بات تو گہر پوچھے
آرزو اک نئی لئے رضوؔی تیرا مسکن ترا نگر پوچھے

(۷)

آئنہ دل بنے کرن کردے کر کے دل پر کرم حَسن کردے
کر کے مجھ پر نظر توجہ کی پاک سارا مرا بدن کردے
آگ دل میں لگا کر الفت کی دُور دل کی مرے شکن کردے
سامنے رہ کے تو مرے دل کی تازہ دل کا مرے سَمن کردے
مَیں تجھے دیکھتا رہوں دل میں دل کی جانب مرا دہن کردے
آئنہ اک نیا دکھا کر تو جان و دل کو مرے مگن کردے
پھول بن کر رہوں زمانے میں ساتھ میں عشق کا چمن کردے
نامِ محبوب کے سوا رضوؔی خاک میں دفن سب چلن کردے

(۸)

عشق کا جام دے درد کا بام دے
فکر احسن کروں دل کو الہام دے

جان و دل مست ہوں ایسی اک شام دے
رنج دے یا خوشی مثل انعام دے
تا بہ حدّ جنوں عشق اسلام دے
جس میں لغزش نہ ہو مجھ کو وہ گام دے
جان و دل سے کروں دے تو وہ کام دے
ایک قطرہ میں تو لطف اقسام دے
حال ہو قال ہو سب میں کہرام دے
مستحق عشق کے جو ہیں پیغام دے
آہ رضوؔی کرے درد کا جام دے

۹

میرے دل کو ذرا چہکنے دے عشق کی شاخ پر مٹکنے دے
اپنے محبوب کی محبّت میں وادیٔ عشق میں بھٹکنے دے
ایک بے تاب جان کے دل کو جانِ جاں کے لئے سسکنے دے
میرے ساقی تو اپنی الفت میں میکدے کی طرف بہکنے دے
اپنی توفیق سے مرے دل کو اپنے در تک ذرا لپکنے دے
میری امّید کی کلی کو تو اوراچھی طرح چٹکنے دے
دل کو مِل جائے گا نیا جامہ جو ہے تن پر اُسے مسکنے دے
دیکھ شوق میرے بلبل کا باغ میں پھول کو دمکنے دے
غنچۂ عشق کو مرے کھِل کر اور کچھ دیر تک گمکنے دے
فضل سے تیرے اب ترے در پر آگئی میری جاں چمکنے دے
سُن رہا تھا مزہ محبّت کا چکھ کے دل کو مرے چٹکنے دے
ہوش میں رہ کے ہوشمندی سے اپنے در پر مجھے چٹکنے دے
سامنے تو مری بصارت کے حُسن اپنا سدا چمکنے دے
تہہ جمی ہے گناہوں کی دل پر مار کر ضرب اک، جھٹکنے دے

دشمنوں کی نگاہ میں رَضوؔی   تو کھٹکتا ہے تو کھٹکنے دے

﴿۱۰﴾

دردِ دل کو کوئی دوا تو دے   بے خودی کی ذرا ہوا تو دے
جانِ جاں اپنے ایک عاشق کو   اپنی پیاری لقا دکھا تو دے
پھول کھِلتا نہیں مرے دل کا   ڈال کر اک نظر کِھلا تو دے
قلب میں میرے اپنے دم سے تو   نور کا ایک دِیا جلا تو دے
تو ہی تو ہے مگر کہاں پر ہے   اس جگہ کا مجھے پتا تو دے
عرض و فریاد والتجا ہے اب   جان و دل کو مرے سجا تو دے
ہے رگِ جاں سے جو قریب مری   آنکھ کو میری وہ دِکھا تو دے
ہر طرف تو ہی تو نظر آئے   جام ایسا کوئی پِلا تو دے
اپنی دُھن اپنے عشق والفت میں   جان کو میری اب گما تو دے
میرے پیارے مجھے تصوّر میں   اپنا جلوہ ذرا بسا تو دے
رنگ پر میرے رنگ تو اپنا   کر کے مجھ پر کرم بٹھا تو دے
حمد رضوؔی کی ہے قبول اگر   مژدہ اُس کو ذرا سُنا تو دے

﴿۱۱﴾

خدا خدا فدا کرے   بقا کی جب دوا کرے
مئے جدا پیا کرے   خدا کے در جھکا کرے
چھپا کے مے پیا کرے   سدا یہی نشہ کرے
سبق وِلا ملا کرے   خوشی سے دل پڑھا کرے
نظر مری مزا کرے   تو جو اگر دِکھا کرے
دعا ہے میری اے خدا   گنہ سے دل بچا کرے
تلاش مَیں تجھے کروں   تو جا بجا ملا کرے
نظر اٹھے گہر ملے   تو مجھ پہ گر سخا کرے
یہ آرزو کی تشنگی   بڑھا کرے خدا کرے

گرادے تو کسی کو گر وہ کیسے پھر اٹھا کرے
رحیم ، یاکریم کا زباں سبق پڑھا کرے
پڑا ہے پردہ بیچ میں کبھی کبھی اُٹھا کرے
نظامِ دل عجیب ہے فنا کبھی بقا کرے
تو دے نشہ اگر مجھے خوشی سے دل نشہ کرے
قریب ہے نظر سے تو نظر جو تو عطا کرے
متاعِ عشق پر مرے نظر کوئی فدا کرے
یہ قصۂ ولا مجھے تو لکھنے کو فدا کرے
یہ پردہ گرا اٹھادے تو ولا میں دل جلا کرے
جہاں پہ کہہ حبیب کو وہاں پہ وہ ملا کرے

۱۲

"مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے"
حشر میں ہنستے ہوئے جائیں گے شیدا تیرے
ہم تو چھپ جائیں گے محشر میں ترے دامن میں
حیرتوں میں پڑے رہ جائیں گے رُسوا تیرے
دستِ قدرت نے سنوارا ہے تری زلفوں کو
سورۂ لیل کا ہے ماتھے پہ لمعا تیرے
ہم تو اعدا وشیاطین سے بچنے کے لئے
نقشِ نعلین کا لیتے ہیں سہارا تیرے
دینِ اسلام پہ ہر وقت فدا رہتے تھے
حضرتِ ابن علی اور صحابہ تیرے
جنگِ خندق کی، یمامہ کی بدرؔ کی ہے گواہ
کر گئے فیصلے حق میں ترے شیدا تیرے
تیری امّت کو مٹانے کا جتن کرتے ہیں

منکرِ دین جو کہلاتے ہیں اعدا تیرے
ہے مرے دل کی تمنا کہ مدینہ دیکھوں
روضہ کو دل میں بساؤں شہِ بطحا تیرے
دُکھ میں جب تجھ کو پکارا ہے ترے رضوی نے
اس پہ رحمت کے نئے باب ہوئے وا تیرے

۱۳

چمکتے ہوئے بِھرنے آسماں سے زمیں پر جو دیکھا سویرے سویرے
تو دل کو جھکا کر نظر کو گرا کر نبی ﷺ کو پکارا سویرے سویرے
زمیں سے زماں تک، مکیں سے مکاں تک، فلک سے مَلک تک، یہاں سے وہاں تک
سبھی کہہ رہے تھے بشکلِ محمد ﷺ یہ جلوہ ہے چمکا سویرے سویرے
بدی کی گھٹا منہ چھپا کر کھڑی تھی، جفا بھی سہم کر کہے جا رہی تھی
محمد ﷺ کی آمد نے سب کو بچایا، جہاں کو سجایا سویرے سویرے
لگی تھی نظر مدتوں سے بشر کی کہ تشریف لائے ہمارے محمد ﷺ
گرایا بتوں کو مٹایا گنہ کو خدا سے ملایا سویرے سویرے
خدا کا تھا اعلان سن لو فرشتو ہو جاؤ ادب سے کھڑے سب کے سب تم
کہ ظاہر و باطن اور اوّل و آخر کا جلوہ ہے چمکا سویرے سویرے
تڑپ کر فرشتے مچل کر کے غلماں سسک کر کہا اور حوروں نے احمد ﷺ
تری راہ میں ہم نے آنکھوں کو دل سے ہمیشہ بچھایا سویرے سویرے
جھکے سر بتوں کے حرم کی زمیں پر، کھڑے تھے فرشتے بھی آنکھیں بچھا کر
فلک سے اتر کر زمیں پر چلا ہے محمد کا جلوہ سویرے سویرے
پڑیں نہ بلا میں نہ جائیں سقر میں یہ بندے تمہارے یہ امت ہماری
دعا ایسی کرتے تولّد ہوئے تھے مدینے کے آقا سویرے سویرے
بلا لے مدینے میں رضوی کو آقا پڑھے گا ترے در پہ نغمہ یہ تیرا
تمنا ہے اس کی سلامی کو پہنچے ترے در پہ آقا سویرے سویرے

۱۴

تو اُدھر میں اِدھر ہُوا کب سے — جان سے تو ہُوا جدا کب سے
تُو وہاں مَیں یہاں کے جھگڑے میں — دیدۂ کور ہے پھنسا کب سے
سنبل ونسترن ہزارے سے — پوچھتا ہوں ترا پتا کب سے
کیا بتائے کوئی پتا تیرا — ڈھونڈتا عرش ہے پتا کب سے
جان سے میری جان پوچھتی ہے — جان میں کون ہے چھپا کب سے
شکل اپنی ذرا دکھا دے تو — دے رہا ہوں تجھے صدا کب سے
بیٹھ کر میکدے میں پیتا ہوں — عشق کا تیرے مَیں نشہ کب سے
کیا بجائے وہ کیا لٹائے وہ — سوچتا دل ہے یا خدا کب سے
آب و گِل بادو نار میں جھگڑے — ہو رہے ہیں یہاں شہا کب سے
اپنے پیارے کی لے خبر پیارے — دردِ دل، دل میں ہے چھپا کب سے
خاک کی قدر خاک کیا جانے — خاک میں نور ہے ملا کب سے
جان کو جان پر بھروسہ ہے — جان پر جان ہے فدا کب سے
دل مرادید کی تمنا میں — تیری چوکھٹ پہ ہے جما کب سے
عید کی سی ملی خوشی تم کو — رو رہا ہے یہاں فدا کب سے
کر رہا ہے دعا ترا رضوی — در پہ بن کر ترا گدا کب سے

۱۵

کر رہا انتظار ہے کب سے — تیرا مشتاق یار ہے کب سے
چھوڑ کر اپنی آرزوؤں کو — رُو رہا زار زار ہے کب سے
کیا پتا کب ملے گا تیرا پتا — سوچ میں بادہ خوار ہے کب سے
بے خودی میں خیالِ دل اپنا — بن کے اُڑتا غبار ہے کب سے
بھیک مل جائے اس کو در سے ترے — مُلتجی نابکار ہے کب سے
خاک پر رکھ کے سر رگڑتا ہے — سربسر خاکسار ہے کب سے
دیکھیے اک غریب کے در پر — بے کسی بھی نثار ہے کب سے

جانِ عشاق میں سمانے کو — جھانکتا انتشار ہے کب سے
اہلِ ایمان کے خیالوں میں — بھر رہا خلفشار ہے کب سے
چومنے کو لہو مرے دل کا — تاک میں بادہ خوار ہے کب سے
دیجئے اپنی جان کا تحفہ — مانگتا غمگسار ہے کب سے
عاشقوں کی ترے، ترے در پر — ایک لمبی قطار ہے کب سے
آ کے دیکھے کوئی مرے دل میں — بج رہا اک ستار ہے کب سے
عشق میں تیرے تیرا اک بندہ — سر بسر بے قرار ہے کب سے
آمدِ یار کی خبر سے خوش — عندلیب بہار ہے کب سے
گُل نہ ہوگا چراغِ دل اپنا — کہہ رہا دیندار ہے کب سے
پڑھنے کو کائنات کا چہرہ — روز آتا نہار ہے کب سے
عشق کے صدقے عاشقو تم پر — خوب چڑھتا خمار ہے کب سے
یاد میں تیری رات دن روتا — میرا قرب وجوار ہے کب سے
میری امید تیری چوکھٹ پر — ہاتھ پھیلائے یار ہے کب سے
اپنے دل کی لگی سنانے کو — مضطرب دل فگار ہے کب سے
جان ودل میں نشاط بھرنے کو — بندہ اک سوگوار ہے کب سے
خاک میں نور ڈھونڈتا ہے وہ — رات دن کام گار ہے کب سے
صاف دل کے مکان کی جانب — دیکھتا بندہ خوار ہے کب سے
حُسن پر اپنے عشق کا غازہ — مَل رہا لالہ زار ہے کب سے
اشک سے بھر دے عشق کا دریا — کہہ رہا آبشار ہے کب سے
ڈھونڈتا عشق کے غلاموں کو — فضل کا شہسوار ہے کب سے
عطرِ گُل کی طرح مری جاں میں — نشۂ خوش گوار ہے کب سے
پردے ہی پردے میں مری منزل — پا رہی افتخار ہے کب سے
نغمۂ عشق لکھنے کو رضوی — تجھ سے اصرار یار ہے کب سے

☆☆☆

(۱۶)

بے خودی در پہ ترے میری کھڑی ہے کب سے
پوچھتی تیرا پتا در پہ ترے ہے سب سے
جانتا حال مرے دل کا ہے میرا مالک
بولتا مَیں ہوں اسی واسطے اپنے لب سے
خوار بیمار گنہگار ہی مرجاؤں گا
نہ کیا پاک اگر تو نے مری جاں سب سے
کوئی اچھا تو کوئی مجھ کو بُرا کہتا ہے
جبکہ دیکھا ہی نہیں مجھ کو مرے منصب سے
خاک کے ساتھ مرے نورِ ولا بھی تو ہے
کیوں نہیں اس پہ پڑی تیری نظر ہے جب سے
اپنے مطلب میں پڑا رہتا ہے میرا مطلب
تیرے مطلب کو غرض کیا ہے مرے مطلب سے
وہ سناتا ہے محبت کا ترانہ مجھ کو
مَیں محبت میں یہاں مر کے پڑا ہوں کب سے
عقل نے میری مجھے خواب دکھائے کیا کیا
عقل کو مار دیا عشق نے اپنے ڈھب سے
زندگی شاد رہی عشق بھی آباد رہا
مانگتا اور کوئی چیز ہوں اپنے رب سے
تھا مرا نامۂ اعمال، عمل سے گندہ
پاک اعمال ہوئے تو نے نظر کی تب سے
پی لیا جامِ محبت کا کوئی اک قطرہ
چڑھ گیا دل پہ محبت کا نشہ اس شب سے
دین وایمان سلامت ہی رہے رَضوی کا
مانگتا روز یہی ایک دعا ہے رب سے

۱۷

عشق کی آگ میں جلا دل سے	بندہ در پر ترے جھکا دل سے
دیکھ کر عشق کی گھٹا دل پر	دل ہُوا عشق میں فنا دل سے
عشق کا جب ہُوا گزر دل پر	پردہ جو دل پہ تھا اُٹھا دل سے
ڈال دے اک نظر مرے دل پر	تجھ پہ ہوجائے دل فدا دل سے
رنج وغم آفت ومصیبت میں	در پہ نکلی ترے صدا دل سے
مال ودولت نہ جاہ وحشمت مانگ	مانگ لے عشق کی دعا دل سے
بے خبر کو خبر نہیں دل کی	راہ دے کر اسے مِلا دل سے
روٹھ کر دل اگر چلے دلبر	آہ کر کے اسے منا دل سے
دل پہ چڑھتا نہیں نشہ کوئی	جان ودل آنکھ کو رُلا دل سے
بولتا عشق ہے عیاں ہو کر	اپنے دل میں مجھے چھپا دل سے
کون سے جرم کی سزا ہے یہ	مانگتا دل نہیں دعا دل سے
پائے دشمن زمیں میں دھنس جائے	مانگے کوئی اگر دعا دل سے
راز پاتا نہیں ترا رضوؔی	پوچھتا ہے ترا پتا دل سے

۱۸

کچھ شکایت نہیں زمانے سے	رزق بہتر مِلا بہانے سے
مجھ پہ احسان ہے ترا ساقی	مست ہے دل ترے پلانے سے
تیرے عشاق چاہتے کیا ہیں	میرے مولیٰ ترے خزانے سے
حال اس طرح کیوں بنائے ہے	کوئی پوچھے ذرا دِوانے سے
بے اثر ہوگئی دعا اپنی	باب کھُلتا نہیں ہلانے سے
چھوڑکر بزم ہم نہ بھاگیں گے	بے وفااب ترے بھگانے سے
ظلم کے داغ چھپ نہیں سکتے	بیٹھ کر پردے میں چھپانے سے
شکوے بے کار کرتے ہیں بندے	مانتا ہے خدا منانے سے
کردیامست پینے سے پہلے	فائدہ کیا مزا چکھانے سے

حُسن جب بے نقاب ہوتا ہے مانگتا داد ہے زمانے سے
صبر ہوتا نہیں مرے دل کو یار آتا نہیں بلانے سے
اور کتنی سعی کرے رَضوی پردہ ہٹتا نہیں ہٹانے سے

۱۹

کر رہا ہے سوال پردے سے دے رہا ہے کمال پردے سے
عشق والفت کو جام میں بھر کر ہے پلاتا حلال پردے سے
لوٹنے کو مزا محبّت کا ہے نکلتا خیال پردے سے
کر کے عاشق پہ اک نظر اس نے کر دیا ہے نہال پردے سے
خاک کے پتلے کو حَسیں کر کے بھر دیا اس میں لعل پردے سے
اپنی آنکھوں پہ ڈالیے پردہ دیکھئے پھر جمال پردے سے
عاشقو عشق کی دوا پی کر سنیئے دل کا سوال پردے سے
لینے کو اپنے قرب میں دل کو رکھ دیا دل پہ حال پردے سے
جان ودل عقل وفکر کی دولت کیا دکھائے مجال پردے سے
نفس میں اور روح میں باہم ہو رہی ہے جدال پردے سے
دی خوشی میرے دل کو اس کے بعد کر دیا پُر ملال پردے سے
جانِ بے حال پر نظر رکھ کر پوچھتا ہے وہ حال پردے سے
تجھ سے کیسے کرے ترا رَضوی اپنی جاں کا وصال پردے سے

۲۰

کھینچئے دل ذرا قرینے سے آہ نکلے نہ میرے سینے سے
چاک دل کو مرے رفو کیجئے رہ نہ جائے کہیں یہ سینے سے
دے مرے دل کو اپنا غم ورنہ مرنا اچھا ہے ایسے جینے سے
رکھیے اپنی نگاہ میں دل کو گر نہ جائے کہیں وہ زینے سے
دل پہ چڑھ جائے گا نشہ اک دن عشق کا جام میرے پینے سے
رَضوی رکھنا ہے اس کو صاف تمہیں لوحِ دل کو ہمیشہ کینے سے

(۲۱)

تیری آمد پہ پیارے یہ نعرہ لگا کون آیا مرے درمیاں اے خدا
آج حد سے سوا ہے مہکتی فضا کہہ اٹھے سارے جن و بشر مرحبا
مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے ﷺ

ہر طرف نور ہے آج پھیلا ہوا دے رہے ہیں مَلَک حور و غلماں سدا
آگئے آمنہ کے لَلن مصطفٰی گیت گاؤ مرے بن کے تم ہمنوا
مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے ﷺ

آج حیران ہیں دیکھ کر آمنہ خم جبیں ہے زباں پر ہے یا ربّنا
دی صدا رب نے یہ ہے مرا آشنا واسطے تیرے میں نے بنایا سما
مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے ﷺ

آتے ہی ربِّ ھبلی نہ گا یا کوئی سجدۂ شکر کرتا نہ آیا کوئی
مژدہ بخشش کا ایسا نہ لا یا کوئی شور برپا ہوا آگئے مصطفٰی
مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے ﷺ

ناز کرتی زمیں ہے شہا آپ پر فخر کرتا سما ہے سدا آپ پر
ختم مُرسل کا قصّہ ہُوا آپ پر خود خدا نے یہ قرآں میں فرمادیا
مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے ﷺ

باادب ہے فضا آمدِ شاہ ہے عرش سے فرش پر آگیا ماہ ہے
لامکاں تک کھلی آپ کی راہ ہے کتنا اعلیٰ ملا آپ کو مرتبہ
مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے مجتبٰے ﷺ

چاند تو ہے کھلونا تمہارا شہا اخذ کرتا ہے رُخ کی تمہارے ضِیا
گھومتا گرد ہے وہ مہد کے سدا بر ملا کہہ رہا ہے شہا مصطفےٰ
مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ ﷺ
مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ ﷺ

شکل ہے اک بشر کی مگر نور ہیں دیکھئے کہہ رہیں خلد کی حور ہیں
ہم بشر کی طرح عیب سے دُور ہیں خودخدا نے کہا آپ ہیں بے خطا
مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ ﷺ
مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ ﷺ

بھیج کر اپنا پیارا نبی اے خدا ساری مخلوق پر تونے احساں کیا
مرحبا مرحبا کعبہ کہنے لگا وجد میں آکے کہنے لگی ماسوا
مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ ﷺ
مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ ﷺ

نورِایمان سب کو دیا آپ نے حُسن اخلاق کی دی ضِیا آپ نے
چاک اعمال کو سی دیا آپ نے آپ آئے ہوئے دُور کرب وبلا
مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ ﷺ
مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ ﷺ

مانگتے آپ ہیں پیاری پیاری دعا نور سے آپ کے ،دل منوّر ہوا
لائے ایمان صدّیق جب باصفا کہہ اُٹھے ہے یہ احسان بھی آپ کا
مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ ﷺ
مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ ﷺ

دین کی بات سب کو بتاتے چلے جام توحید سب کو پلاتے چلے
راستہ عشق کا بھی دکھاتے چلے ماننا جو نہ تھا وہ بھی کہنے لگا
مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ ﷺ
مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ مجتبےٰ ﷺ

جان وتن میں مرے آپ چھا جایئے   آیئے میرے دل میں سما جایئے
میرے دل میں شہا آپ رہ جایئے   میرے دل سے یہ نکلے صدا برملا

مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ ﷺ

دیکھ لیتا ذرا شکل میں آپ کی   بات ہوتی اگرچہ مرے خواب کی
مانگ لیتا چمک میں گہر تاب کی   چوم کر پائے اقدس لگا تا صدا

مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ ﷺ

چیر کر اپنا دل مَیں دکھاؤں کیسے   عشق کا یہ سبق مَیں پڑھاؤں کیسے
اپنے دل کی صدا مَیں سناؤں کیسے   آپ ہی اب بتائیں مرے دلربا

مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ ﷺ

عشق میں آپ کے زندگی تو کٹے   جب پھٹے عشق میں آپ کے دل پھٹے
آپ کا نام لے کر یہ بندہ مٹے   اپنے بندے کی سن لیں یہ آہ وبکا

مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ ﷺ

دیجئے زلف کی اپنی خوشبو ذرا   بندہ سینے پہ اپنے ملے اے شہا
طاعت وبندگی میں ملے وہ مزا   ایک اک عضو سے میرے نکلے صدا

مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ ﷺ

مَیں نہیں میرے دل کی زباں بولتی   نیند میں بھی صدائے اذاں بولتی
عشق کا اک انوکھا بیاں بولتی   اپنے ہر حال میں بولتی برملا

مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ مجتبیٰ ﷺ

دیکھ کر حالِ دل جھوم جائے چمن حق میں میرے یہ مانگے دعا نسترن
دل میں کھلتے رہیں لالہ وگل، سمن بندہ عاصی کہے آپ کی ہے عطا
مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبٰی مجتبٰی مجتبٰی مجتبٰی ﷺ

جلوہ اپنا دکھاتے ذرا اے شہا پردہ رُخ سے ہٹاتے شہا اے ذرا
اپنے دیدار کا دیتے مجھ کو نشہ آپ پر جان ودل سے میں ہوتا فدا
مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبٰی مجتبٰی مجتبٰی مجتبٰی ﷺ

ہے لگی آس ارمان کو آپ سے رشتۂ عشق ہے جان کو آپ سے
چاہئے بھیک سلطان کو آپ سے کیجئے اپنے رضوی کو دولت عطا
مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی مصطفٰی ﷺ
مجتبٰی مجتبٰی مجتبٰی مجتبٰی ﷺ

(۲۲)

عشق کی میری ندی دل سے ابل جا اب کے ضبط کا توڑ کے تو باندھ نکل جا اب کے
عشق کی آگ تری تیز ہوئی گلشن میں اے مری جان اسی آگ میں جل جا اب کے
ہے پڑا ایک زمانے سے جگر میں جو ہے سامنے ہو کے ذرا میرے اچھل جا اب کے
جو ملی خوب ملی مجھ کو ملی ہے نعمت میری نعمت پہ نگہ کر کے بدل جا اب کے
کیسی دشوار مری جان پہ منزل ٹھہری سخت منزل سے مری جان نکل جا اب کے
عشق والفت کی محبت کی ملا کر خوشبو اے مری جان مری جان میں مل جا اب کے
وہ پڑا لعل وگہر ہے کہ کوئی موتی ہے سامنے ہو کے مرے جو بھی ہے کھل جا اب کے
وہ گیا دُور بلندی پہ گیا خوب گیا دیکھنے اس کے عمل میرا عمل جا اب کے
اک تماشہ میں ہزاروں ہی تماشے نکلے دیکھ کر ایسے تماشے پہ مچل جا اب کے
اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور قیامت ہوگی پھیر کر مجھ سے وہ منھ کہتا ہے ٹل جا اب کے
ہوگئی میری صدا اپنی ادا سے پختہ دیکھ کر میری ادا جان اچھل جا اب کے

جھانک کر دیکھ ذرا اپنے ہی دل میں رضوی دیکھ کر نور تو چپکے سے محمل جاب کے

۲۳

مدینہ میں مجھ کو بلا چپکے چپکے خدا بھاتی صورت دکھا چپکے چپکے
گناہوں کو میرے مٹا چپکے چپکے کرم کا نوالہ کھلا چپکے چپکے
ترے دست و پا تیری زلفِ سیہ کے مرے شاہ لے لوں بلا چپکے چپکے
کسی کا نہ ہو ہوش تیرے علاوہ پلا مجھ کو ایسا نشہ چپکے چپکے
حسن اور اصغر شہیدوں کے صدقے مرے رنج و غم کو مٹا چپکے چپکے
چھٹیں غم کے بادل مٹیں دل کے ارماں کرو مجھ پہ ایسی عطا چپکے چپکے
سلامت رہیں میرے بھائی بہن سب کرو ان کے حق میں دعا چپکے چپکے
مدینہ پہنچ کر بھرے اپنی جھولی ترے در سے تیرا گدا چپکے چپکے
محبت کی دولت کا دشمن ہے شیطاں مرے دل کو اس سے بچا چپکے چپکے
مہکنے لگے باغِ ایمانِ رضوی چلادے تو ایسی ہوا چپکے چپکے

۲۴

کرے گر تو مجھ پر کرم چپکے چپکے نظر سے مَیں دیکھوں حرم چپکے چپکے
مَیں جاؤں وہاں سے مدینے میں یارب زمیں پر مَیں دیکھوں ارم چپکے چپکے
فنا سے نکل کر بقا پر چلوں مَیں دکھادو رہِ منصرم چپکے چپکے
پکڑلوں قیامت میں دامن نبی ﷺ کا کہ رہ جائے میرا بھرم چپکے چپکے
خدا بھی ملے گا نبی ﷺ بھی ملیں گے بنا دل کو تو محترم چپکے چپکے
پہنچ جائے رضوی مدینے میں یارب عطا ہو جو دام و درم چپکے چپکے

۲۵

دل سے نعتِ نبی سنائیں گے خُلد میں اپنا گھر بنائیں گے
سیرتِ پاک پر فدا ہو کر اُن کے قدموں پہ جاں لُٹائیں گے
دیکھ کر پیارے زلف ولب ان کے جان ودل آنکھ کو ہنسائیں گے
پڑھ کے صلِّ علیٰ زباں سے ہم حشر میں دردِ غم سنائیں گے

پاس اپنے بلا کے شاہِ دیں / آبِ کوثر ہمیں پلائیں گے
ہاتھ آجائے خاکِ طیبہ اگر / اپنی پلکوں سے ہم اٹھائیں گے
رنج و غم سہہ کے دشمنوں کو ہم / ایک دن خاک میں ملائیں گے
کرلیا عہد دل میں اب رَضوی / سوتے انسان کو جگائیں گے

۲۶

عشق کا بار تم نہ سمجھو گے / کیا ہے اس پار تم نہ سمجھو گے
راہِ دشوار تم نہ سمجھو گے / صورتِ یار تم نہ سمجھو گے
دل میں ہے غار تم نہ سمجھو گے / اپنی للکار تم نہ سمجھو گے
جان کی ڈھار تم نہ سمجھو گے / یار کا پیار تم نہ سمجھو گے
عشق کا درد کیسا ہوتا ہے / تم ہو بیمار تم نہ سمجھو گے
جان سے جان کی نگہبانی / ہوتی ہے یار تم نہ سمجھو گے
جان پر عاشقوں کے چلتی ہے / تیز تلوار تم نہ سمجھو گے
بند آنکھوں سے دیکھتا ہے دل / حُسن دلدار تم نہ سمجھو گے
کب کہاں کیسے اس سے ہوتی ہے / جان کو عار تم نہ سمجھو گے
کس طرح کیسے کون ہے اس کا / یاں طلبگار تم نہ سمجھو گے
جان پر اپنی جان بھی کیسے / ہے مددگار تم نہ سمجھو گے
تم سے غافل نہیں ہے وہ رَضوی / اے مرے یار تم نہ سمجھو گے

۲۷

کام نکلے نہ ترا مجھ سے تو جھگڑا کرلے / نفس ظالم کی شماتت کو تو قبلہ کرلے
مجھ پہ بہتان اور الزام لگا کر پیارے / فکر اسفل کی حفاظت کا تو پردہ کرلے
دشمنی فِعلِ مسلمان نہیں ہے ظالم / کتنی مذموم ہے حرکت تری، توبہ کرلے
پیٹ بھرنے کے لئے چوری ڈکیٹی کے بجائے / نوکری کرلے کسی کی، کوئی دھندا کرلے
سوگئی روح تری مردہ ہے ایمان تیرا / پڑھ کے احکام خدا ان کو تو زندہ کرلے
دیکھ مظلوم کی آہوں سے بچالے خود کو / اپنے رہنے کو کھلا بند تو کمرہ کرلے

شوق لڑنے کا ترے دل میں سمایا ہے اگر
چل کے کفّار پہ اک روز حملہ کر لے
اپنی ملّت کے یتیموں کو سہارا دے کر
اپنی نیکی کا غریبوں میں تو چرچا کر لے
دل سے کرتا ہے ترے حق میں دعائیں رضوؔی
رحم فرمائے خدا تجھ پہ اور اپنا کر لے

(۲۸)

مرے دل کو رب سے ملا آنے والے
تمہیں ہو نظر میں سما جانے والے
چلا تیرے آگے نہ سکّہ کسی کا
اے دنیا و عقبےٰ پہ چھا جانے والے
ملی کس کو عزّت جو تم نے ہے پائی
ہو معراج میں سے لوٹ کر آنے والے
کروں جان قرباں ترے رخ پہ آقا
مرے گور میں اے نظر آنے والے
ہدایت کے ھادی رہائی کے والی
ہو امّت کو جنّت میں پہنچانے والے
اگر تم نہ آتے خدا کس کو ملتا
وسیلے سے ہم ہیں خدا پانے والے
سخاوت کا دریا بہا کر دکھایا
تمہیں سب کو ہو دینے دلوانے والے
عطا کر دو رضوؔی کو صدقہ کرم کا
تمہیں سے تو پاتے ہیں سب پانے والے

(۲۹)

اپنی ہستی لُٹا دیا ہم نے
باغِ دل کو سجا دیا ہم نے
نور کی نہر میں نہانے کو
دِل کی لَو کو بڑھا دیا ہم نے
میری جاں میری جان میں آ تُو
نفس کی ہم گھٹا دیا ہم نے
شکل دل پر شکیل ہے کوئی
کہہ کے دل کو لبھا دیا ہم نے
نزع میں گور میں مزا ہوگا
رمزِ دل کو بتا دیا ہم نے
جان کر زندگی کے مقصد کو
لغزشوں میں چھپا دیا ہم نے
راہ سے اپنے دشمنوں کے بھی
اینٹ پتھر ہٹا دیا ہم نے
اک حسین جان پر فدا ہو کر
نقش اپنا مٹا دیا ہم نے
عشق میں تیرے وہ مسرّت ہے
رنج و غم سب بھُلا دیا ہم نے
کام ہم سے غضب کا ایسا ہوا
دل پہ بلّا لگا دیا ہم نے
توڑ کر نفس کے تمرّد کو
تیرے آگے جھکا دیا ہم نے

دیکھ کر اپنے عیب کا دفتر
جان و دل کو رُلا دیا ہم نے
جان بے چین تھی مری جاں میں
جان کو جاں دکھا دیا ہم نے
جان کر جانِ جاں کے ہاتھوں میں
اپنی انگلی تھما دیا ہم نے
جان کے آنے کی خبر سن کر
فرش جاں کا بچھا دیا ہم نے
بات دل کی زبان پر لاکر
جان میں پھر چھپا دیا ہم نے
دیجئے داد آپ ہمّت کی
خود پہ انگلی اٹھا دیا ہم نے
جان کو جاں میں رہنے کی خاطر
جان کر گھر بنا دیا ہم نے
آنکھ کھلتے ہی تیرے رضوی کی
خواب دلکش دکھا دیا ہم نے

۳۰

کیا عشق میرا گوارا کسی نے
دیا در پہ اپنے سہارا کسی نے
کرم کی ہوا میرے دل پر چلا کر
بنایا مرے دل کو تارا کسی نے
مَیں تو پی گیا مے محبت کا دریا
کہ پینے کا کیا جب اشارہ کسی نے
کرے ضِد نہ کوئی محبت کی رہ میں
جو ضِدّی ہوا اس کو مارا کسی نے
عجب حال میں حال اپنا ہوا ہے
اسی حال میں حال وارا کسی نے
چلا میکدہ کی ہی جانب چلا میں
کیا چلنے کا جب اشارہ کسی نے
فسانہ عجب میں سنا تو رہا ہوں
سنانے پہ دل کو ابھارا کسی نے
کبھی دشت و صحرا کبھی اپنے گھر میں
تری یاد میں دم گزارا کسی نے
نہ صورت تمہاری نہ چہرہ تمہارا
نہیں حُسن دیکھا تمہارا کسی نے
کہے جا رہا ہے محبت کا قصّہ
کہ کیا حُسن کو آشکارا کسی نے
ترا نام لے کر گرا در پہ کوئی
کیا آنکھ اٹھا کر نظارا کسی نے
نہ جوشِ محبت نہ شوقِ عبادت
نہ جانا تڑپنا ہمارا کسی نے
عجب رنگ میں رنگ کر رکھ دیا ہے
مرے آب و گل کا ادارہ کسی نے
کبھی جوشِ دل کو کبھی شوقِ جاں کو
کیا چھوڑ کر سب کنارا کسی نے
ہزاروں ادائیں وہ لاکھوں بلائیں
مرے جان و تن میں اُتارا کسی نے

کوئی سر جھکا کر کوئی آہ کر کے ترے در پہ دامن پسارا کسی نے
تراذ کر کے تری فکر کر کے کیا اپنے دل کو ستارا کسی نے
بلالیا گہنگار کواپنے در پر دکھا کر کے رخ پیارا پیارا کسی نے
سراپا گہنگار رضوی کے دل پر محبت کا تحفہ اتارا کسی نے

(۳۱)

محبت کا بادہ پلایا کسی نے پڑا تھا جو پردہ اٹھایا کسی نے
مجھے اپنا کہہ کر بلایا کسی نے نشہ عشق کا بھی پلایا کسی نے
حقیقت کا نغمہ سنایا کسی نے محبت کا رستہ بتایا کسی نے
مجھے اپنا کہہ کر بلایا کسی نے حسیں چہرہ اپنا دکھایا کسی نے
کہاں تک لکھوں رازِ الفت کی باتیں دِیا میرے دل میں جلایا کسی نے
پکارا تڑپ کر کبھی جو کسی کو تو آ کر گلے سے لگایا کسی نے
رہیں دل کی جانب جھکی میری آنکھیں یہ رازِ محبت بتایا کسی نے
نہ بھولوں نہ بھٹکوں محبت کی راہیں مرے ساتھ رہبر لگایا کسی نے
دکھا کر جھلک اپنے رضوی کے دل پر محبت کا سکّہ بٹھایا کسی نے

(۳۲)

محبت کی پیارے یہ پیاری ادا ہے یہاں سے وہاں تک یہ جاری صدا ہے
محبت نے دیکھا محبت سے دل کو کہا رہنے کی تو یہی جا، بجا ہے
اٹھا کر مرے دل کا پردہ تو دیکھو بفضلِ خدا دل تو عرش خدا ہے
نہ مجھ سے جدا تھا نہ ہوگا کبھی وہ محبت کی بہتر یہی تو ادا ہے
اٹھاؤ جنازہ مرا اے فرشتو چھپا میرے دل میں لہٗ کا نشہ ہے
قیامت سے پہلے قیامت ہے مجھ پر اٹھا کر وہ پردہ جو پردہ کیا ہے
میں ہوں ابن آدم ہے معلوم تم کو ازل سے چھپا مجھ میں کیسا نشہ ہے
کبھی آہ کرنا کبھی واہ کہنا مقدر میں اپنے یہ لکھا ہوا ہے
مدینہ مدینہ مدینہ لکھوں گا مدینے سے بہتر نہیں کوئی جا ہے

منادی ندا کردے روئے زمیں پر | محمد ﷺ کے جیسا نہ کوئی ہوا ہے
نکالیں گے دوزخ سے امّت کو اپنی | کہ جس پر جہنم بھی واجب ہوا ہے
نہ شوکت نہ دولت نہ ثروت کی خواہش | ملے دامنِ مصطفےٰ التجا ہے
امیری سے بہتر فقیری ہے اپنی | اسی رہ سے ملتا خدا باخدا ہے
مری اس ادا سے نہ سمجھو گے مجھ کو | مَیں کیا ہوں نہیں کیا ہوں مجھ کو پتا ہے
لگاؤ نہ تم ٹھوکریں میرے دل کو | بنا میرا دل تو یہ عرش خدا ہے
قیامت میں ہم کو بچائیں گے آقا | یہی وعدہ آقا نے ہم سے کیا ہے
شفاعت کی خاطر شفیع الامم کو | ہمارے لئے رب نے خود ہی چنا ہے
بھرم میرا رہ جائے محشر کے دن بھی | شفیع الامم آپ سے التجا ہے
گنہگار عاصی خطا کار مجرم | ہے جیسا بھی رضوی مگر آپ کا ہے

۳۳

ڈوب کر یاں کوئی اُبھرتا ہے | پھول بن کر کوئی بکھرتا ہے
دنگ ہے عقل تیرے بندوں کی | پَل میں بنتا کوئی بگڑتا ہے
عرش ہے تیرا، میرا دل پیارے | کیوں نہیں عرش پر اُترتا ہے
تیری فرقت تری جدائی میں | دل پہ کیا کیا مرے گزرتا ہے
گھر میں رہتا ہے کوئی گریہ کناں | کوئی صحرا میں آہ بھرتا ہے
تیری رحمت ترے کرم سے گُل | نام لے کر ترا نکھرتا ہے
جستجو میری رنگ لائے گی | بندہ تجھ پر بھروسہ کرتا ہے
تیری قدرت سے اے مرے مولیٰ | شب کے پردے سے دن اُبھرتا ہے
فضل ہے تجھ پہ اس کا جو رضوی | تو جبیں در پہ جو رگڑتا ہے

۳۴

عشق دل کو کباب کرتا ہے | مسکرا کر عِتاب کرتا ہے
جام دے کر سدا ارادت کا | راہِ حق میں تُراب کرتا ہے
آگ دل میں لگا کے الفت کی | لوحِ دل کو گلاب کرتا ہے

واسطے ہجر میں بلکنے کے — دردِ دل کو رباب کرتا ہے
ہو کے محجوب ساری دنیا سے — چپکے چپکے خطاب کرتا ہے
جانِ جاں میری جان میں رہ کر — کیسے کیسے عذاب کرتا ہے
یادِ محبوب میں فنا کر کے — کارِ دل کا حساب کرتا ہے
دل کو اپنا بنا کے وہ رضوؔی — راز کو بے نقاب کرتا ہے

(۳۵)

ہاتھوں میں کلیم کے عصا ہے — میدانِ عمل میں اژدہا ہے
ہر آن کلیم پر فدا ہے — جادو نہ فسوں یہ معجزہ ہے
فرعون کی ذات سے خفا ہے — مومن کا یہی تو مدّعا ہے
دریا پہ عصا اگر گرا ہے — دریا نے بھی راستہ دیا ہے
ادریس، شعیب سے ملا ہے — قسمت سے کلامِ رب سنا ہے
خدمت میں نبی کے جو رہا ہے — کیا کیا نہ شرف اسے ملا ہے
خاموش کبھی کبھی چلا ہے — وہ ایک عصا ہے اور کیا ہے
کافر کی صفوں میں گُل مچا ہے — غالب جو مرا اثر ہوا ہے
رضوؔی نے یہی پڑھا سنا ہے — قدرت سے خدا کی سب ہوا ہے

(۳۶)

عاشقو ایک کام کرنا ہے — اپنے ''مَیں'' کو تمام کرنا ہے
چل کے بازارِ عشق میں یارو — اپنے دل کو غلام کرنا ہے
طاعت و بندگی وَ تقویٰ کی — حد پہ ہی صبح و شام کرنا ہے
بندگی کی غرض سے دنیا میں — کچھ دنوں تک قیام کرنا ہے
جام و مینا مئے سُبُو سب کچھ — اس کے عاشق کے نام کرنا ہے
باغِ فردوس کی بہاروں کو — چل کے اک دن سلام کرنا ہے
ڈھونڈتا اس لئے ہوں تجھ کو مَیں — تجھ سے مِل کر کلام کرنا ہے
تیرے بھٹکے ہوئے غلاموں کو — اک نہ اک روز رام کرنا ہے

میرے پیارے حسیں ترے در پر — جان و دل کو تمام کرتا ہے
خوش رہے میری جانِ جاں جس سے — اب وہی التزام کرتا ہے
میری جاں روٹھ کر نہ جا مجھ سے — تیرا کہنا تمام کرتا ہے
عشق کی بات کے سوا رضوی — اب نہ کوئی کلام کرتا ہے

۳۷

پہلے سیدھی کمان کرتا ہے — طنز سے پُر بیان کرتا ہے
راہ میں چلتے راہگیروں پر — بے سبب ہی نشان کرتا ہے
زہر گھر میں مرے نہیں پھر بھی — مجھ کو دشمن گمان کرتا ہے
بند آنکھیں رہے مری ہر دم — اس لئے وہ دُخان کرتا ہے
توپ بندوق کی وہ باڑھوں کو — جانبِ جاں جنان کرتا ہے
آتشیں اسلحوں کی طاقت سے — ختم لاکھوں مکان کرتا ہے
اپنی ناموس کی حفاظت میں — جان قرباں جوان کرتا ہے
رکھ کے سر سجدہ میں ترا رضوی — دل میں تیرا ہی دھیان کرتا ہے

۳۸

یاد میں تیری آہ کرتا ہے — اس طرح پار راہ کرتا ہے
ماہ و انجم زمیں پہاڑوں کو — اپنے اُوپر گواہ کرتا ہے
عہد ہے اپنا جان کو اپنی — نام سے تیرے ماہ کرتا ہے
فضل سے تیرے رات دن اپنے — دل پہ دل سے نگاہ کرتا ہے
تری مدحت تری ثنا لکھ کر — دل کا کاغذ سیاہ کرتا ہے
آئے جو تو کبھی مرے دل میں — چشم اپنی براہ کرتا ہے
مانگ کر تجھ سے عفو کی اپنے — زیبِ سر اک کلاہ کرتا ہے
رنگ باطل پر مار کر پنجہ — حال اس کا تباہ کرتا ہے
نورِ دل کے لئے ترے در پر — کچھ نہ کچھ ذِکر شاہ کرتا ہے
غم ملے یا خوشی ملے رضوی — تجھ کو سب سے نباہ کرتا ہے

۳۹

خوب اپنا علاج ہوتا ہے ظلمتِ دل سراج ہوتا ہے
مصطفیٰ ﷺ کی دعاؤں کے صدقے اپنا آباد راج ہوتا ہے
رنج وآفات سہنے والے کے سر پہ حکمت کا تاج ہوتا ہے
علم وحکمت کے لعل وگوہر سے صاف ستھرا سماج ہوتا ہے
سُن کے احباب کی دعاؤں کو تازہ اپنا مزاج ہوتا ہے
اب مسلمان کے گھروں میں بھی بد سے بدتر رواج ہوتا ہے
کافروں مشرکوں کے ہاتھوں سے اپنا تاراج راج ہوتا ہے
کھول کر آنکھیں دیکھ تو رضوی کھیل طاقت کا آج ہوتا ہے

۴۰

ان کی عظمت سے ترا آنکھ چرانا کیا ہے ان کے الطاف سے منہ پھیر کے پانا کیا ہے
بربطِ دل پہ رہے نامِ محمد ﷺ ہر دم اس سے بڑھ کر بھلا اب اور ترانہ کیا ہے
اپنے جیسا ہی بتاتا ہے محمد ﷺ کو جو ایسے انسان کو منہ اپنے لگانا کیا ہے
عقل کی اصل، خرد کی ہے حقیقت کتنی عقل سے اپنی طرح ان کو بتانا کیا ہے
جن کی صورت پہ فدا حور وملک شمس وقمر ایسے اجمل پہ ترا عیب لگانا کیا ہے
جن کی انگلی کے اشاروں پہ چلیں مہر وقمر ان کی قدرت سے ترا آنکھ چرانا کیا ہے
ان کے در سے نہ ہٹا ہے نہ ہٹے گا عاشق ان کے عاشق کو ترا شرک بتانا کیا ہے
شہرِ طیبہ کی ہوا آ کے کہے رضوی سے چل مدینہ کہ ترا اور ٹھکانا کیا ہے

۴۱

جانِ جاں میرے تو کدھر گیا ہے ڈھونڈنے جان ودل جگر گیا ہے
پوچھنے جائیے کہاں کس سے کہ اِدھر سے قمر کدھر گیا ہے
عشق میرا ترے دِوانے کا چومنے آج خاکِ در گیا ہے
چھوڑ کر میرے گھر مرے در کو کس مکاں میں مرا ظفر گیا ہے
دشت وصحرا نہ وہ بیاباں میں جان میں جان میری بھر گیا ہے

دیکھ کر اک حُسین کا چہرہ / دردِ دل کا مرے ابھر گیا ہے
مانگنے اس سے درد کا دریا / جان کے ساتھ میں اڑ گیا ہے
ہیں زمیں اور آسماں شاہد / آگ میں عشق بے خطر گیا ہے
حُسن کے ساتھ میرے دل کو وہ / درد دے کر حُسین کر گیا ہے
غم کوئی میرا کیسے بانٹے گا / غم مری جان میں وہ بھر گیا ہے
ہاتھ تو ہاتھ میں رہا ان کے / صرف لے کر لعین سر گیا ہے
عشق کی بات میں بتاتا ہوں / عشق جاں میں مری اتر گیا ہے
رو رہا ہے غریب یہ سن کر / کہ ترے در پہ اہلِ زر گیا ہے
اب نہ آئے زوال کی صورت / دل بلندی پہ چڑھ اگر گیا ہے
عشق سے تیرے عشق ہے دل کا / عشق در سے ترے گزر گیا ہے
بولنا کفر ہے مگر حق ہے / طور پر کہہ کے جو شجر گیا ہے
جسم ہے تیرا ہند میں رَضوی / دل ترا کونسے نگر گیا ہے

۴۲

عشق میرا تری عنایت ہے / ذِکر میرا تری حمایت ہے
رہ کے پردے میں تیری عزّت ہے / ڈھونڈتا ہوں تجھے محبت ہے
پی رہا ہوں یہ میری قسمت ہے / ہنس رہا ہوں یہ تیری صورت ہے
ہر جگہ ہر مکاں میں تو ہی تو / یہ کہانی نہیں حقیقت ہے
کہتی الہام جان ہے جس کو / جانِ جاں جان کو بشارت ہے
لے خبر اپنے بے خبر کی تو / تھام لے بندہ بے بصیرت ہے
ذِکر سے تیرے فکر سے تیری / دل سجانا بھی تو عبادت ہے
میری آنکھوں کے روبرو آ تو / یہی مِنّت یہی سماجت ہے
مانگتا ہوں تجھی سے تجھ کو مَیں / اس لئے ہنستی مجھ پہ ملّت ہے
بھیج دے غیب سے مدد ہم پر / گھیرے چاروں طرف سے ذلّت ہے
ابن منصور سے کوئی پوچھے / عشق کی ان پہ کیسی حدّت ہے

عشق کرتا نہیں کسی صورت بحث وتکرار قیل وحجت ہے
لاج رکھ لے تو اپنے رَضویؔ کی تیرے ہاتھوں میں اس کی عزت ہے

(۴۳)

خوشی کی فضا ہے خدا کی عطا ہے
درِ عشق وا ہے گدا پر نشہ ہے
تمنا جدا ہے خدا سے دعا ہے
گلے سے لگا ہے نہ مجھ پر کھلا ہے
جدائی بلا ہے فدا کی صدا ہے
الم کی گھڑی میں اسی پر فدا ہے
سبھی چاہتوں میں اسی کی سوا ہے
دِوانہ بنا کر دوا خود بنا ہے
محبت اسی کی اسی کی وفاہ ہے
تحیت اسی کی اسی کی ثنا ہے
محبت اسی کی اسی کا نشہ ہے
نہ ٹوٹے کبھی دل یہ دل کی دعا ہے
نگاہوں سے مِل کر نگہہ میں چھپا ہے
کروں شکر تیرا سہارا دیا ہے
محبت قریں آ یہ دل کی دعا ہے
دکھادے نظر کو نظر سے چھپا ہے
گلوں کی مہک میں تری ہی ادا ہے
نگاہیں جھکا لو وہ پردہ اٹھا ہے
نظر ہی نہیں ہے نظر میں چھپا ہے
نظر جس کی اس کو نظارہ ہوا ہے
کھڑی اپنے تن کی عمارت جدا ہے

ملے گا کہاں پر اسی کو پتا ہے
مجھے جو پلایا وفا کا نشہ ہے
نہ دیکھا کسی نے وہ ایسا خدا ہے
نہ سایا نہ ثانی نبی کی ادا ہے
چلا لامکاں تک وہ احمد ﷺ ہوا ہے
نگاہیں اٹھا کر خدا سے ملا ہے
درِ عرشِ اعلیٰ اسی پر کھلا ہے
تمنا اسی کی اسی پر فدا ہے
جلا طورِ ایمن کبھی دل جلا ہے
وہ محبوب میرا مجھی سے چھپا ہے
اٹھا درد دل میں وہ جب پردہ کیا ہے
محبت کے غم کا مزا اب ملا ہے
گنہگار رضوی اسی پر فدا ہے

(۴۴)

آدمی قدرت کا تو شہکار ہے آدمی تجھ میں وہ جلوہ بار ہے
آدمی ستھرا ترا کردار ہے آدمی تو فطرتاً خوددار ہے
آدمی ہر رنگ کا گلزار ہے آدمی کا تجزیہ دشوار ہے
آدمی ایمان سے سرشار ہے آدمی اللہ کی تلوار ہے
آدمی ابرار ہے اسرار ہے آدمی بکتا ہوا اخبار ہے
آدمی اقطاب ہے اخیار ہے آدمی خود میں گل و گلزار ہے
آدمی سرشار ہے غمخوار ہے آدمی سرمایۂ دلدار ہے
آدمی ہی جنس ہے بازار ہے آدمی سودا کا بھی حقدار ہے
آدمی خوش باش خوش گفتار ہے آدمی ہی صاحبِ پندار ہے
آدمی ہے جو گلے کا ہار ہے آدمی اک دل شکستہ یار ہے

آدمی بہتی ندی کی دھار ہے — آدمی چلتی ہوئی تلوار ہے
آدمی غصّے میں کرتا وار ہے — آدمی تُو آستیں کا مار ہے
آدمی دولت کے بَل سردار ہے — آدمی غربت میں ہوتا خوار ہے
آدمی کاندھے پہ اپنے بار ہے — آدمی آتش فشاں کہسار ہے
آدمی ارمان کا بازار ہے — آدمی گُل، آدمی ہی خار ہے
آدمی ہرحال میں فنکار ہے — آدمی چالاک ہے عیّار ہے
آدمی ہر موڑ پر سردار ہے — آدمی سے چل رہا سنسار ہے
آدمی اخلاص کا انبار ہے — آدمی تپتا ہوا انگار ہے
آدمی محکوم ہے نادار ہے — آدمی سلطان ہے سردار ہے
آدمی جلتا ہوا زُن نار ہے — آدمی سے آدمی بیزار ہے
آدمی کو مال وزر سے پیار ہے — آدمی امّید کا بیمار ہے
آدمی بنتا کبھی دلدار ہے — آدمی ہوتا کبھی خونخوار ہے
آدمی لہجہ ترا تہہ دار ہے — آدمی پر فرض استغفار ہے
آدمی سے میرا استفسار ہے — آدمی سایا ترا پُرخار ہے
آدمی کے دل میں ہے کچھ اور ہی — آدمی کے لب پہ کچھ اظہار ہے
دل جلے کا دل جلاتا آدمی — آدمی کتنا تو نانجار ہے
بندگی کی راہ پر رضوؔی چلو — اس سے ہٹ کر زندگی بے کار ہے

نتیجہ فکر: محمد ادریس رضوؔی

(۴۵)

شعور سے بھرا جو لاشعور[۱] ہے — شعور کا ورق ورق ظہور ہے
شعور کا نتیجہ لاشعور[۲] ہے — شعور تجھ سے لاشعور[۳] دور ہے
یہ لاشعور[۴] میں حسیں شعور ہے — کہ لاشعور[۵] میں جدید طور ہے
شعور کی عطا سے لاشعور[۶] ہے — کہ لاشعور[۷] میں شعور حور ہے
شعور تو نثارِ لاشعور[۸] ہے — شعور سے چھٹا نیا وفور ہے

چمک جو بر بنائے لاشعور ہے
شعور نے کہا یہ میرا نور ہے

۱ ۲ راہی کا مجموعہ لاشعور ۳ شعور کی ضد بنا عقل ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ جناب راہی کا مجموعہ،، لاشعور

(۴۶)

انعام ہے اکرام ہے
سر پر مرے جو کام ہے
کتنا حسیں الہام ہے
دل دیکھئے گلفام ہے
کیوں میکدہ بدنام ہے
پیتے نہیں پر نام ہے
دل کا سفر دو گام ہے
خاموش لب بے دام ہے
منصور پر الزام ہے
یہ عشق کا انجام ہے
کیوں زندگی گمنام ہے
ملنے کا یہ اقدام ہے
عمدہ مری ہر شام ہے
دیتی مجھے پیغام ہے
فیضان ہو کا جام ہے
دل کی لگی ارقام ہے
دل میں مچا کہرام ہے
ملتا نہیں جو بام ہے
اللہ ہو کیا نام ہے
رضوی ہوا گم نام ہے

نتیجۂ فکر: محمد ادریس رضوی

(۴۷)

کتابِ لاکلام(۱) میں کلام(۲) ہے
کلام کی زبان میں لاکلام ہے

کلام بھی کمال کا تمام ہے
کلام، لاکلام اس کا نام ہے

کلام کا کمال کیسا کام ہے
کلام میں بھرا حسین جام ہے

کلام کا مزا ترے کلام میں
کلام کو ترے میرا سلام ہے

کلامِ میر و داغ و درد کی لہک
کلام میں ترے نہاں پیام ہے

۱؎ راہی صاحب کا مجموعۂ کلام ۲؎ معنی ،،شعر،، ہے

(۴۸)

مصطفٰے کا لاڈلا سیّد شہِ سمنان ہے
بندۂ مومن ولی اوتاد ہندستان ہے

دین کی خاطر کیا قربان تخت و تاج کو
ابنِ ابراھیم کی کیا ہی نرالی شان ہے

تاج والوں کے جھکیں گے سر کچھوچھہ میں سدا
ہند کے قطبو، نقیبو غوث کا فرمان ہے

اس کی چوکھٹ کے نشاں کو چوم کر بولا گدا
جس کے دل میں شاہ کی الفت نہیں سنسان ہے

اس کے در پر جا کے دیکھو بھیڑ ہے مخلوق کی
ایک ہی صف میں کھڑا حاکم قلی دربان ہے

عام انساں تو ولایت کو سمجھ سکتا نہیں
اس کو کیا معلوم اشرف قطب کی کیا شان ہے

جس کی چوکھٹ پر رجال الغیب کا پھیرا لگے
رتبہ اس کا کتنا اعلیٰ کتنا عالی شان ہے

اس کی ہمت اس کی نصرت اس کی رفعت دیکھ کر
اس کے قدموں پر فدا ہو جانے کا ارمان ہے

حالِ دل رضوی سنا دو حضرتِ مخدوم کو
ٹوٹے دل کو جوڑ دینا شاہ کو آسان ہے

(۴۹)

عجب کیف و لذّت تری یاد میں ہے
نشہ عشق کا تیرے ارشاد میں ہے

ڈبو دے محبت کے دریا میں مجھ کو
یہی دُھن مری ذات و افتاد میں ہے

غلامِ نبی کی اداؤں کو دیکھا
نہیں ایسی خُو ذاتِ فرہاد میں ہے

سخاوت کا دریا بہانے کی خوبی
حنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے آبا و اجداد میں ہے

نظر کو جھکا کر خدا کو جو دیکھا
ولی ابن موسیٰ وہ بغداد میں ہے

ٹلیں گی بلائیں پڑھو گر زباں سے
کہ تاثیر ایسی دعا ناد میں ہے

بکے جارہاہے حقیقت کو بدعت
تعصّب کی بُو تیری بنیاد میں ہے
مٹادے گی تجھ کو تری لن ترانی
کہ زہرِ فنا تیری افتاد میں ہے
منائیں گے ہم یومِ پیدائش ان کا
مسرّت کی سوغات میلاد میں ہے
خدا، اے خدا رحم فرما تو اس پر
تر ابندہ رَضوؔی تری یاد میں ہے

۵۰

درد دل کا عجیب قصّہ ہے
جانتا تو مجیب قصّہ ہے
کھول کے کیا کیا بیاں کرے کوئی
جان کے جو قریب قصّہ ہے
ہے یقیں دردہی دوا ہوگا
پاس دل کے غریب قصّہ ہے
ہاتھ آتی نہیں مری چاہت
تیرا لکھا نصیب قصّہ ہے
درد کے ساتھ دل سُناتا ہے
عشق کا جو منیب قصّہ ہے
دیکھتی کچھ نہیں مری آنکھیں
اور کہتیں عجیب قصّہ ہے
تم نہ سمجھے نہ کوئی سمجھے گا
رازِ دل کا خطیب قصّہ ہے
روز و شب مرنے اور جینے کا
اپنے دل کا نقیب قصّہ ہے
نرم و نازک لطیف آہوں کی
درد سے پُر نجیب قصّہ ہے
موت کو موت جو نہیں کہتا
اک محبّ کا حبیب قصّہ ہے
شاہ نمرود تیرا اک پَل میں
ختم سارا مہیب قصّہ ہے
غور سے سن رہاہے سب رَضوؔی
جان کا جو عجیب قصّہ ہے

۵۱

دُور نزدیک کی بلا بھی ہے
ساتھ میں عشق کی ہَوا بھی ہے
قہر بھی رحم بھی عطا بھی ہے
درد کے ساتھ یاں دوا بھی ہے
بند بھی اور در کھُلا بھی ہے
در سے واصل بھی ہے جدا بھی ہے
جام و مینا سُبو لقا بھی ہے
عشقِ بے تاب کی صدا بھی ہے
رقص بھی حُسن بھی ادا بھی ہے
جان لینے کو دلربا بھی ہے
ہجر و فرقت کسک وفا بھی ہے
دولتِ عشقِ بے بہا بھی ہے

داغ دل پر مرے لگا بھی ہے
بحرِ رحمت میں پھر دُھلا بھی ہے

لاپتا جان کا پتا بھی ہے
وہ پتا دے کے لاپتا بھی ہے

آرزو ایسی جو خطا بھی ہے
چھوڑ دینے سے وہ خفا بھی ہے

پوچھیے جان سے، مِلا بھی ہے؟
اور مِل کر گلے لگا بھی ہے؟

عاشقوں نے کہا ملا بھی ہے
جان سے مِل کے وہ چھپا بھی ہے

درد کہیے جسے دوا بھی ہے
مضطرب جان کی صدا بھی ہے

شاد و ناشاد دل جلا بھی ہے
ایک ہی صف میں سب جھکا بھی ہے

بھر کے دامن کوئی چلا بھی ہے
اور کِھل کر کوئی بجھا بھی ہے

عشق بھی اشک بھی دعا بھی ہے
لاج بھی شرم بھی حیا بھی ہے

بخش دے بندے کی دعا بھی ہے
حق بھی ہے تجھ پہ تو خدا بھی ہے

بندہ بھی خاص بھی گدا بھی ہے
پوچھ کر وہ پتا چلا بھی ہے

رحم بھی، لطف بھی، مزا بھی ہے
ساتھ رَضوؔی کے دلربا بھی ہے

۵۲

دل کے دریا میں ایک موتی ہے
واسطے اس کے جان رُوتی ہے

رنج و غم سے کبھی مسرّت سے
روح محظوظ اپنی ہوتی ہے

بڑھنے کو اور بھی بلندی پر
عشق کا بیج جان بوتی ہے

جانِ جاں تُو، تو ہے مری جاں میں
اور مری جان ہے کہ سوتی ہے

دیکھنے کو تری لقا پیارے
جان ہر ایک گنہ کو دھوتی ہے

خوب ہے تیرے عشق کی حدّت
چھوڑتی ہے کبھی ڈبوتی ہے

عشق کرتا ہے بے خطر باتیں
عقل اپنی لڑی پروتی ہے

دیکھ کر نور کی جھلک دم میں
جاں مری جان میں سموتی ہے

عشق کے باب میں بندھا رَضوؔی
جان کرتی دعا اچھوتی ہے

۵۳

زندگی آر پار ہوتی ہے
خود سے خود پر نثار ہوتی ہے

غم میں روتی کبھی بلکتی ہے
پھر خوشی سے بہار ہوتی ہے

دیکھئے خود ہی اپنے پہلو
چیز کیا تیز دھار ہوتی ہے

چھیڑ کر دیکھئے ذرا اس کو
روٹھ کر خاردار ہوتی ہے

پال کر دل میں بغض و کینے کو
بے سبب عیب دار ہوتی ہے

عشق کا کلمہ پڑھنے سے یارو
زندگی جاندار ہوتی ہے

حشر میں حشر دیکھے گی اپنا
کس طرف تو شمار ہوتی ہے

سامنے اس کے عاشقوں کی اب
کیسی سیدھی قطار ہوتی ہے

زندگی عشق کے سمندر سے
دیکھئے کیسے پار ہوتی ہے

یاد میں تیرے رہتی ہے پھر بھی
وقت کے ہاتھوں خوار ہوتی ہے

سُن کے اشعار اپنے رضوی سے
زندگی کیوں فرار ہوتی ہے

۵۴

ہر سمت دھوم میرے نبی کے سفر کی ہے
ساتوں سما سے آگے گزر اس بشر کی ہے

ہر وقت رہتے اپنے خدا سے ہیں متصل
اللہ ہی جانے شان جو خیر البشر کی ہے

رکھا قدم تو دل میں چھپایا نشانِ پا
قسمت ہے اوج پر تو حجر کے جگر کی ہے

کہنے لگا ستون نبی کے فراق میں
مت کیجئے جدا یہ دعا میرے سَر کی ہے

کہتے ہیں السّلام نبی ﷺ کو نبات بھی
حیرت میں ہے سمایہ ادا اک شجر کی ہے

دنیا کا مال زر ہو کہ ہو آخرت کا دھن
جس کو ملی ہے بھیک یہ داتا کہ در کی ہے

اک بار میں بھی جاتا زیارت کے واسطے
ہے دل میں کوئی چاہ تو آقا کے در کی ہے

قسمت سے پہنچا رضوی اگر آپ کے حضور
لوٹے گا مُل کے خاک جو آقا کے در کی ہے

۵۵

جہاں کی نظر میں رسا کی گلی ہے
مسلماں کے دل میں علی ہی علی ہے

نظر میں ہے اب دین سے بڑھ کے دنیا
"یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے"

مرے مصطفٰے(ا) کی کرامت نہ پوچھو
شریعت بچائی یہ ایسا ولی ہے

صداقت کی راہوں پر چل کر دکھایا
مرا قطب کامل ولی بن ولی ہے

درودوں کا سہرا سلاموں کا گجرا مری پیش کش مال و زر سے بھلی ہے
بجھا دو مرے دل کی اب پیاس آقا نظر میں مدینہ کی روشن گلی ہے
سلامت رہے میرے ایماں کی دولت کہ یہ بھیک میں نے ترے در سے لی ہے
شفق کی کتابوں کو رضوی نے دیکھا لکھا اس میں حسنین و مولیٰ علی ہے

(۱) مصطفےٰ رضا، مفتی اعظم ہند بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۶

بوجھوں کیسے کہ وہ پہیلی ہے روح تن میں مرے اکیلی ہے
خاک کی کوٹھری میں رہ کر بھی مثل دُلہن نئی نویلی ہے
سیر کرتی ہے خوب گلشن میں ساتھ رکھتی نہیں سہیلی ہے
دستِ قدرت سے لوحِ دل میرا یہ بنائی ہوئی حویلی ہے
نام اللہ کا لئے سر پر ہاتھ کو دیکھو تو ہتھیلی ہے
رتبہ دل کا عظیم ہے رضوی آرزو اس کی اس میں کھیلی ہے

۵۷

نے مال نہ دولت نے عزت کی دہائی ہے
طیبہ کو چلوں پیدل اب دُھن یہ سمائی ہے
تیرے ہی بلانے سے طیبہ کا سفر ہوگا
یہ مال واثاثہ تو نیت کی بندھائی ہے
روزُو کے سناؤں گا طیبہ میں لگن دل کی
الفت کی اداؤں نے یہ بات سکھائی ہے
توفیقِ خدا سے مَیں در کا ہوں گدا تیرے
میری یہ گدائی ہی بس دل کی کمائی ہے
آباد رہے دائم ایماں کا مرے گلشن
صدقے میں ترے، دل نے تمہید اٹھائی ہے
دشمن کی جفاؤں سے بہکے نہ قدم اپنا

بھٹکے گا قدم گر تو پھر دل کی بُرائی ہے
دنیا کی محبت سے دل پھیر دے رضوی کا
ایماں کی نفاست نے یہ جُوت جلائی

(۵۸)

رنگِ جاں رنگِ دل عطائی ہے ۔۔۔ حق یہ ہے کہ یہ خدائی ہے
کیا لگن خاک میں لگائی ہے ۔۔۔ جستجو تیری ہی سمائی ہے
دیکھنے کو ترا حسیں چہرہ ۔۔۔ در پہ تیرے مری گدائی ہے
رازِ دل کا نہ کہہ کسی سے بھی ۔۔۔ خامشی میں تری بھلائی ہے
تیری توفیق نے محبت کی ۔۔۔ راہ دل کو مرے بتائی ہے
ہم دل وجاں سے تجھ کو چاہتے ہیں ۔۔۔ عمر بھر کی یہی کمائی ہے
رنج کے خار ہیں چھپے دل میں ۔۔۔ اے مسیحا تری دُہائی ہے
عشق کی آگ کے کرشمے ہیں ۔۔۔ راہ میں نے الگ بنائی ہے
مثل لعل وگہر چمکنے کی ۔۔۔ دُھن مری جان میں سمائی ہے
تجھ کو معلوم ہے کہ رضوی نے ۔۔۔ آرزو دل میں کیا بسائی ہے

(۵۹)

نظر میں نہ کوئی مرے آج آئے ۔۔۔ جو آئے تو تیرا حسیں تاج آئے
بڑے جوش میں ہے مرے دل کا دریا ۔۔۔ مٹانے کو وہ تشنگی آج آئے
مَیں کہتا ہوں اس سے محبت کی باتیں ۔۔۔ مرے دل پہ وہ کرنے کو راج آئے
دکھا کر حسیں رُخ چھپاتا ہے پل میں ۔۔۔ نہ کُھل کر کبھی وہ مری لاج آئے
نہیں ہے زمانے میں تمثیل اس کی ۔۔۔ مثالوں سے وہ پاک وھاج آئے
مکاں لامکاں ہے یہ اعلان اس کا ۔۔۔ مرے در پہ سلطان محتاج آئے
کروں شکر اس کا پڑھوں حمد اس کی ۔۔۔ قریں اپنے دل کے وہ سرتاج آئے
دعا ہے کہ لے جائے دل کو اڑا کر ۔۔۔ کرم کا ترے سیلِ امواج آئے
محبت عنایت نوازش ہے تیری ۔۔۔ مرے حق میں اتنے بڑے کاج آئے

کہو اس سے رضوؔی جو کہنا ہے تم کو ضرورت کے کہنے میں کیوں لاج آئے

(۶۰)

مرے دل میں آئے تو مقصود آئے تمنّا ہے دل میں کہ مشہود آئے
نہ آہ وزاری کرے دل کا درماں نگاہوں سے چھپ کر وہ محمود آئے
نہ آئے مرے پاس ہرگز نہ آئے نہ رنج والم کا کوئی طَور آئے
لئے تیغ و تلوار، خنجر و نیزہ مرے سر پہ کوئی نہ مردود آئے
زمانے کی رنجش بُرائی کا طوفاں مری راہ کرنے نہ مسدود آئے
لگے عشق کی آگ اب جان وتن میں ذرا شعلہ بھڑکانے وہ دُود آئے
خفا ہو کے مجھ سے یہ سارا زمانہ نہ کرنے مجھے نیست ونابود آئے
تو کردے اشارہ تو فکر ونظر میں سبق پھر سے رضوؔی کا مفقود آئے

(۶۱)

دشمنوں کو خبر نہ لگ جائے لعلِ دل کو نظر نہ لگ جائے
عشق کے ہنستے پھول کو میرے دھوپ اے دوپہر نہ لگ جائے
اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی دل پر لغزشوں کا تبر نہ لگ جائے
عاشقو! فکروفن کی دولت کو نفسِ بد کی نظر نہ لگ جائے
فقر فاقہ میں تیرے اے زاہد مال وزر کا گُہر نہ لگ جائے
دل کے ٹوٹے مکان میں میرے تیرے احساں کا در نہ لگ جائے
ہاتھ سے تیرے خاص بندوں کے عام دل پر حجر نہ لگ جائے
تیرے گھر میں ببول کا کوئی ہاتھ سے خود شجر نہ لگ جائے
عشق کی راہ میں بیاباں ہیں پیچھے کوئی ببر نہ لگ جائے
دھیان رکھنا ہے دل کا اے رضوؔی دیکھنا حرصِ زر نہ لگ جائے

(۶۲)

عشق میں میری جان جل جائے دل کی حسرت میری نکل جائے
کیا کروں اور میں دعا تجھ سے عشق میں تیرے دم نکل جائے

آہ کر کے کروں دعا جب بھی
آنکھ در پر ترے اُبل جائے

جائے جب تیرا بندہ دنیا سے
یا الٰہی وہ باعمل جائے

اپنی ہی جان ہے دعا اپنی
بن کے اس کا گدا بدل جائے

کس کو معلوم ہے کہاں کیسے
جسم سے اپنے دم نکل جائے

بھول کر راستے میں بھی رضوی
جب قدم رکھے تو پھسل جائے

۶۳

دل مرا سنّت میں ان کی اتنا مستحکم ہُجائے
خوفِ ماجد عشقِ احمد قلب میں مدغم ہُجائے
اک نظر مجھ پر مرے آقا مرے ارحم ہُجائے
علم کی دُھن میں عمل میں پا مرا محکم ہُو جائے
باغِ دل پھر سے ہرا ہو دل پہ تیرا دم ہُجائے
یا الٰہی دور دل سے میرے سارا غم ہُجائے
تیرے گھر کی ہو زیارت حج مرا محکم ہُجائے
دیکھ لوں دونوں جگہ تو دل مرا البم ہُجائے
گر مدینے میں گزر میرا مرے اکرم ہُجائے
میری قسمت کا ستارا اوج پر باہم ہُجائے
حالِ دل تم کو سناؤں آنکھ میری نم ہُجائے
پھر کہوں آقا مرے دل کو عطا مرہم ہُجائے
آرزو رضوی کے دل کی یا خدا اتّم ہُجائے
فضل سے تیرے اسے اتنا عطا در ہم ہُجائے

۶۴

درد کہتا ہوں مَیں دل کا کہ دوا ہو جائے
گُل کوئی اور کھلے رنگ جُدا ہو جائے

ہو کرم دل پہ غلاموں کا بھلا ہو جائے
قطرۂ عشق سمندر سے سوا ہو جائے

موجِ دریا کی طرح جوش عطا ہو جائے
بلبلہ عشق کا دریا میں فنا ہو جائے

ہوش باقی نہ رہے ایسی عطا ہو جائے
جلوۂ یار سے آنکھوں کو نشہ ہو جائے
مضطرب دل کو تڑپنے کی صدا ہو جائے
شاخِ ایماں کو لچکنے کی ندا ہو جائے
ہو اجازت تو ترے در پہ دعا ہو جائے
خانۂ دل کو ذرا نور عطا ہو جائے
روح ہے طائرِ مجروح شفا ہو جائے
رُخ سے جو پردہ ہٹے جان فدا ہو جائے
دیدۂ تر کو ترے پا کی لقا ہو جائے
آب و گل بادمیں ایک شور بپا ہو جائے
ہے تمنا کہ عطا جامِ ولا ہو جائے
بحرِ وحدت میں کبھی قطرہ فنا ہو جائے
کاش رضوی کی قبول ایک دعا ہو جائے
سجدہ میں رکھے جبیں روح فنا ہو جائے

۶۵

سنگ کھا کر عدو کو دعا دیجئے
خُلق ان کا جہاں کو بتا دیجئے
بھولے بھٹکے ہوئے قافلے کو ذرا
دینِ احمد ﷺ پہ چلنا سکھا دیجئے
کام آئیں گے محشر میں آقا ضرور
ہو جو منکر تو قرآں پڑھا دیجئے
اپنے اسلاف کے راستے پر چلیں
اپنی حکمت سے ایسا بنا دیجئے
دل سے پردے ہٹیں، نور جگ مگ کریں
ایسی راہوں پہ ہم کو لگا دیجئے
دینِ اسلام جس سے سلامت رہے
اپنی امت کو ایسا عصا دیجئے
بات بنتی نہیں، راہ کھلتی نہیں
میری راہوں کے رُوڑے ہٹا دیجئے
ناتواں غم کے مارے ہیں جائیں کہاں
ان کی دنیا خدا را بسا دیجئے
حوضِ کوثر پہ ہے آپ کو اختیار
پیاس رضوی کی اپنے بجھا دیجئے

۶۶

پردہ رخ سے ہٹا ہے ادا دیکھئے
تاب ہے دیکھنے کی سدا دیکھئے
ڈال کر آنکھ پر پردہ بے پردہ کو
پردے ہی پردے میں اب جدا دیکھئے
عقل والے نہیں دیکھنا جانتے
عاشقوں سے ملا کر گلا دیکھئے
جانِ من، جانِ من، جانِ من، جانِ من
میرا گھر میری حالت ذرا دیکھئے
روبرو اس کے ہونا ضروری نہیں
پردے سے دوستی کی ادا دیکھئے
ہے عجب دلکشی جاں کی جاں کے لئے
جاں کو کر کے فنا پھر بقا دیکھئے

راہِ الفت میں گم ہو کے رضوی میاں آئینہ دل کا اپنے سدا دیکھئے

۶۷

ذاتِ احمد ﷺ سے محبت کیجئے خلد میں جانے کی صورت کیجئے
کل قیامت میں بچالیں گے ہمیں یا ''کفیلؑ'' کی مدامت کیجئے
نقش پائے یار پر ہو کر فدا ذاتِ رب سے استعانت کیجئے
نجد کے پنجے پہ پتھر مار کر اہلسنّت کی حفاظت کیجئے
بھاگ جائے ہند سے نجدی بلا بڑھ کے ان پر ایسی شدّت کیجئے
بدعقیدہ بے وفا کے سامنے ''یارسول اللہ (ﷺ) کی کثرت کیجئے''
بو ہریرہ حضرتِ صدّیق (رضی اللہ عنہم) کے نقشِ پا کی دل سے عزّت کیجئے
حضرتِ فاروق کے صدقے مجھے عشق کی دولت عنایت کیجئے
مال و دولت جان و دل سب پر مرے میرے آقا چشمِ رحمت کیجئے
در بدر ہم کب تلک پھرتے رہیں دُور ساری اب مصیبت کیجئے
بے کلی دل کی مری بڑھنے لگی مضطرب دل کی اعانت کیجئے
فاطمہ مولیٰ علی حسنین سے وقتِ غم میں استعانت کیجئے
راہِ حق میں استقامت کے لئے نفس سے اپنے بغاوت کیجئے
شامتِ اعمال نے مارا مجھے میرے ھادی ﷺ مجھ پہ شفقت کیجئے
مال و دولت جاہ حشمت سے شہا جان و دل کو میرے فرصت کیجئے
کب تلک سہتے رہیں دنیا کا غم جانِ عالم اب تو رحمت کیجئے
جائیے طیبہ میں جب رضوی میاں سر جھکا کر ان کی مدحت کیجئے

۶۸

بند آنکھوں سے ذرا دل کا نظارہ کیجئے
ڈوب کر پھر نور میں دل کو ستارا کیجئے
صورتِ غم میں نہ ٹوٹے عشق کا وہ آئینہ
آئینے کو دیکھ کر سب غم اُتارا کیجئے

پاس رہ کر میرے وہ مجھ کو نظر آتا نہیں
پاس اپنے پائیے مجھ کو اشارہ کیجئے

کیا سبب ہے کس سبب سے یار وہ ملتا نہیں
بے سبب ہی سامنے دامن پسارا کیجئے

جل گیا دل، جل گئیں سب خواہشیں اپنی مگر
آیتِ لَاتَقْنَطُوْ پڑھ کر گزارہ کیجئے

جان میں رہ کر مری، جاں میری مجھ سے دور ہے
جان کو جاں میں سمجھنے کا اُتارا کیجئے

مر نہ جائے راستے میں عشق کا عاشق کہیں
ماریئے پر راستے میں یوں نہ مارا کیجئے

مانگتا دل منتیں لاکھوں ہزاروں ہے مگر
آپ جو چاہیں اسی کو اپنا پیارا کیجئے

ڈوبنے والی ہے اب کشتی مری منجھدھار میں
اس کا رُخ جلدی سے اب سوئے کنارہ کیجئے

غم نہ ہوتا پھر خوشی میں کچھ مزا ملتا نہیں
پاس اپنے رات دن غم کو پکارا کیجئے

صورتِ دل آنکھ سے اپنی نہ آئے گر نظر
صورتِ دل کو پکڑ کر پار اپارا کیجئے

سوزِ دل سازِ جگر کی دلربا آواز کو
عشق کی کھا کر دوا خود سے ابھارا کیجئے

التجا، فریاد ہے دل کی مرے ماہِ مبیں
درد کے ہر پھول کو میرے ہزارہ کیجئے

اشک آنکھوں سے بہے دل سے بہے میرے لہو
عشق کی ایسی گھٹا مجھ پر اُتار ا کیجئے

جانِ جاں کو دیکھنے کے واسطے رضوؔی میاں
جاں کو اپنی جان سے ہردم پکارا کیجئے

۶۹

کم نصیبی کا ماتم اگر کیجئے
اپنے دل کے کئے پر نظر کیجئے

دیکھئے بابِ رحمت کھُلا کب سے ہے
اپنے رُخ کو کبھی تو اُدھر کیجئے

ہاتھ ملتے ہی آنکھیں چھلکنے لگیں
ایسی یاری سے اب درگزر کیجئے

دل پہ قبضہ جمانے لگے جب لعیں
پڑھ کے لاحول آتش سقر کیجئے

غیر کے مال وزر پر نہ رکھئے نظر
جو ملا ہے اسی پر گُزر کیجئے

پھرستانے لگی رنج وغم کی گھٹا
دُور مجھ سے خوشی کو خبر کیجئے

دل پھٹا جارہا ہے گداؤں کا اب
میرے سرکاران پر نظر کیجئے

راہِ ظلمت میں کب سے پڑا ہے گدا
شاہِ بطحا اُدھر سے اِدھر کیجئے

مال ودولت دیا ہے خدانے اگر
جانِ عالم کے در کا سفر کیجئے

آئے گی روح افزا گھڑی ایک دن
آج رُورُو کے آنکھوں کوتر کیجئے

چھوڑ کرراہِ ظلمت کورضوؔی میاں
راہِ روشن کی جانب سفر کیجئے

۷۰

دورِ حاضر میں بچے جواں ہوگئے
پھول ہوناتھاسنگ ِگراں ہوگئے

کل تلک کتنی ویران تھی یہ زمیں
آج ہرہرقدم پرمکاں ہوگئے

کون ان کامجھے اب بتائے پتا
کل تلک جوعیاں تھے نہاں ہوگئے

آدمی وہ بُرا، ہے مگرکام کا
خوف سےاس کےسب ہم زباں ہوگئے

قافلے اب بہ مشکل رکیں گے یہاں
وہ روِش سے تری بدگماں ہوگئے

کیسے ذی شان تھے وہ مرے شہر میں
دیکھتے دیکھتے بے سماں ہوگئے

اک عجب ماجراشہرمیں ہوگیا
چندلمحے میں سب علم داں ہوگئے

رکھ قدم پھونک کراے مرے ہم نشیں
تیرے مونس جوتھے پاسباں ہوگئے

بات ظالم کی سننانہ رضوؔی کبھی
سننے والے سبھی بے زباں ہوگئے

(۷۱)

منتظر بیٹھے ہیں ہم کرم کے لئے
مانگتے ہیں دعا جامِ جم کے لئے
ایک دل کے سوا اور کچھ بھی نہیں
بس یہی ہے بچا محترم کے لئے
عشق کی آگ دل میں لگاتے بنی
دیکھنے کو حسیں اک صنم کے لئے
مرتبہ دیکھئے میرے محبوب کا
ہے سدا ذات اس کی کرم کے لئے
ڈھونڈتی ہے مری جان راہِ فنا
عشق کی بے خودی میں بھرم کے لئے
دیکھئے آگ دل میں لگا کر ذرا
عشق کی عشق میں محترم کے لئے
آگے تو لائیے مَیں قدم چوم لوں
آپ نکلے ہوئے ہیں حرم کے لئے
ہوگئیں بند آنکھیں تری بزم میں
دیکھنے کو تجھے ایک دم کے لئے
بات افسوس کی ہے یہ رضوی میاں
منزلیں رہ گئیں دو قدم کے لئے

سلام بحضور صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)

تیرے روضے پر جو آتا دردِ دل اپنا سناتا
اشک آنکھوں سے بہاتا دل کے غنچوں کو کِھلاتا

یا نبی سلام علیک = یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک = صلواۃ اللہ علیک

بس تمہیں ہو میرے داتا بھر دو جھولی میرے آقا
دھوپ کیا ہے، کیا ہے صحرا مجھ پہ کردو اپنا سایا

یا نبی سلام علیک = یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک = صلواۃ اللہ علیک

آمنہ کے دل کا تارا میرے محشر کا سہارا
کردو انگلی کا اشارا مجھ کو مل جائے کنارا

یا نبی سلام علیک = یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک = صلواۃ اللہ علیک

ہے تمنا میرے مولا دیکھوں تیرا حُسنِ اعلیٰ
دل میں چمکے نور بالا خانہ اللہ تعالیٰ

یا نبی سلام علیک = یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک = صلواۃ اللہ علیک

میرے غم کا ہو مداوا ہو مدینے میں بلاوا
راہ دو مجھ کو خدا را دیکھ لو مَیں در تمہارا

یا نبی سلام علیک = یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک = صلواۃ اللہ علیک

دیکھ کر احمد ﷺ کا جلوہ سب بتوں نے سر جھکایا
چھوڑ کر اپنا ٹھکانہ پڑھ رہے تھے وہ ترانہ

یا نبی سلام علیک = یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک = صلواۃ اللہ علیک

نورِ کامل بن کے آیا بن کے رحمت سب پہ چھایا
دکھ میں سب کے کام آیا وہ نبی پیارا ہمارا

یا نبی سلام علیک = یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک = صلواۃ اللہ علیک

دل سے جب ان کو پکارا نوران کا دل میں اترا
بخت رَضوی تیرا چمکا سر پہ تیرے ان کا سایا

یا نبی سلام علیک = یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک = صلواۃ اللہ علیک

☆☆☆

قطعات

(۱)

آ مرے پاس آ محبت آ کام میرا بنانے رحمت آ
یادِ رب میں دِوانہ ہوجاؤں آ مرے دل میں میری شفقت آ

(۲)

اے حَسین خوبرو اِدھر تو آ ہو مرے رو برو اِدھر تو آ
تُو تُو ہے سو بسو اِدھر تو آ سن مری گفتگو اِدھر تو آ

(۳)

عشق بے تاب گر نہیں کرتا آہ بندہ کوئی نہیں بھرتا
عشق کی چاشنی بڑھا دیتے عقل کی بات دل نہیں کرتا

(۴)

دل نہ ہوتا سوال کیا کرتا چلتے پھرتے خیال کیا کرتا
غم نہ ہوتا ملال کیا کرتا اپنے تن میں بحال کیا کرتا

(۵)

عشق میں آج کل نہیں ہوتا مسئلہ سہل حل نہیں ہوتا
ضرب پڑنے سے، چوٹ کھانے سے مضطرب تو جبل نہیں ہوتا

(۶)

اپنے اندر جھانک ذرا کون ہے تجھ میں چھپا ہُوا
عشق کی دل پر دھار بہا تا کہ نظر آجائے خدا

(۷)

بھرا خونِ دل سے سبو ہے کسی کا گرا نامِ ہو پر لہو ہے کسی کا
چھپک کر چمن میں یہ کہتی ہے بلبل گلوں میں چھپا ماہ رُو ہے کسی کا

☆☆☆

۸

نعت میں ان کی وہ اثر ہوگا ‏ ‏ دُور تک روح کا سفر ہوگا
دیکھ لے گا ذرا نبی کے پا ‏ ‏ حشر میں شاد ہر بشر ہوگا

۹

عشق میں جان اپنی گھلانے چلا ‏ ‏ اک دوانہ چلا دل جلانے چلا
آئے گی پاس اس کے خوشی بعد میں ‏ ‏ ٹھوکریں پہلے دل کو کھلانے چلا

۱۰

ڈھونڈتا ہے اسے باغ میں دشت میں ‏ ‏ جان سے وہ ترے ہے ملا ہے ملا
سوز دل سے کہو آکے مجھ سے ملے ‏ ‏ پاس اس کا مرے ہے پتا ہے پتا

۱۱

عشق کی آگ کو نشہ جانا ‏ ‏ طُور کے جلنے کو ولا جانا
مست کرتی نگاہ ہے اس کی ‏ ‏ مَیں نے اس واسطے دوا جانا

۱۲

ہر طرف ہے دھواں دھواں یارب ‏ ‏ خوف میں ہے رُواں رُواں یارب
کس جگہ پر کہاں پر رکھے قدم ‏ ‏ ہر جگہ ہے کنواں کنواں یارب

۱۳

کیسا منظر حُسین ہے یارب ‏ ‏ خاک میں دل مکین ہے یار ب
نام سے تیرے جگمگاتی ہے ‏ ‏ خوب دل کی زمین ہے یار ب

۱۴

کر دیا رُخ حضور ﷺ کی جانب ‏ ‏ اپنے سردار نور ﷺ کی جانب
ان کے ہوتے ہوئے مَیں کیا دیکھوں ‏ ‏ باغِ جنّت کی حور کی جانب

۱۵

موہنی صورت دکھادے ایک بار ‏ ‏ آرزو دل کی مٹادے ایک بار
تو ملے گا سب ملیں گے ساتھ ساتھ ‏ ‏ مژدہ یہ دل کو سنادے ایک بار

۱۶

نظر ہی نظر ہے مری اس نظر پر مرے ساتھ دانا جواں ہے سفر پر
خیالوں کی دنیا حقیقت میں بدلی قدم رکھ دیا میں نے اب رہگور پر

۱۷

صورت ان کی مت دیکھو تم سیرت کو ان کی سمجھو تم
سچی بات پہ گرماتے ہیں حق کہہ کر ان کو پرکھو تم

۱۸

بندوں میں بے نظیر ہو جاؤں تیرے غم میں اثیر ہو جاؤں
مانگتا ہوں دعا ترے در پر تیرے در کا فقیر ہو جاؤں

۱۹

دعا دو مجھے گر سلامت رہوں میں محبت کی بن کر علامت رہوں میں
مری زندگی پر کرے رشک دنیا کہ کرتا وفا کی وکالت رہوں میں

۲۰

سامنے میرے آتا نہیں پردہ رخ سے اُٹھاتا نہیں
امتحاں میرا مقصود ہے وہ کہاں ہے بتاتا نہیں

۲۱

زلف کھلتی نہیں ابر چھاتا نہیں دل خوشی کے کوئی گیت گاتا نہیں
منجمد ہو گئے عشق کے کام سب حال پر تو مرے رحم کھاتا نہیں

۲۲

مال و زر کا تنا ہے تناور نہیں سر پہ بے چاری بیوا کے چادر نہیں
ڈھونڈتی ہے پتا کوبکو سوبسو ٹوٹے دل کا کوئی اس کے داور نہیں

۲۳

خوشی سے بلاتے ہیں تو آپ آئیں خوشی میں تو شرکت ذرا کر کے جائیں
خوشی کو مری آپ اپنی خوشی کی حسیں اک لڑی بھی لگا کر کے جائیں

۲۴

آہ تیری بھرے ترا بندہ شکر تیرا کرے ترا بندہ
آرزو اک نہیں ہزاروں ہیں دل میں کیا کیا دھرے ترا بندہ

۲۵

کرن نور کی سہرا سے ہے نکلتی اِدھر دل اُدھر روح بھی ہے مچلتی
نگاہیں جھکالیں ستارے سما کے کہ گنگ و جمن کی روانی ہے ملتی

۲۶

رہی سلامت جو زندگی اپنی تو خدا ہی خدا کریں گے
خدا کے در پر خدا سے کہہ کر خدا خدا ہی سدا کریں گے
ثنا کریں گے سدا کریں گے وفا کریں گے جدا کریں گے
ملا جو موقع تو در پہ اس کے نمازِ الفت ادا کریں گے

۲۷

سوئے در سب چلے بے سبب کب چلے
ساتھ دل کے مرے ذکر میں لب چلے

۲۸

غنچہ کو گل بنا دیا تو نے شاخ پر گل کھلا دیا تو نے
شکر تیرا کروں کہ دامن میں مصطفےٰ ﷺ کے چھپا دیا تو نے

۲۹

سدا سے صدا دیتی میری صدا ہے زمیں آسماں ہر جگہ پر خدا ہے
خوشی میں خوشی اور کوئی نہ لائے خوشی جو ملی مجھ کو سب سے سوا ہے

۳۰

نظر میں مری آج نورِ نظر ہے خوشی دیکھ کر میری حیراں بشر ہے
اقارب مرے پوچھتے ہیں یہ مجھ سے کہ ماں باپ کی یہ دعا کا اثر ہے

☆☆☆

(۳۱)

ہے غزل عشق کی میری خوراک ہے اہل دل تیرے دل کی یہ پوشاک ہے
پینے کو دوبدو ہونے کو روبرو ڈھونڈتی جانِ جاں کو مری خاک ہے

(۳۲)

سب پر ترا احسان ہے بھولا تجھے انسان ہے
روتا رہے گا کب تلک یہ پوچھتا مستان ہے

(۳۳)

کوئی بلبل چمن میں روتی ہے اشک اک ایک اس کا موتی ہے
لالہ و گل کے قرب میں رہ کر یاد سے تیری مست ہوتی ہے

(۳۴)

نبی کی شانِ رفعت کو بتا دینا ضروری ہے
مکاں سے لامکاں جانا دکھا دینا ضروری ہے
نبی کو چھوڑ کر ایماں مکمل ہو نہیں سکتا
سبق یہ عشق کا سب کو پڑھا دینا ضروری ہے

(۳۵)

عنایت مری ذات پر ہو رہی ہے محبت میں میری کوئی کھو رہی ہے
خوشی میں میری آپ ہو جائیں شامل جہاں میں ہمیشہ یہی خو رہی ہے

(۳۶)

ڈھونڈتا ہوں اسے آبرو کے لئے منتظر ہے زباں گفتگو کے لئے
کام بن کر رہے گا یقیں ہے مجھے کامیابی گئی ہے وضو کے لئے

(۳۷)

نہ شہرت، نہ ثروت نہ زر چاہئے جبیں کو مری تیرا در چاہئے
جو رکھ دے زمانے کا رخ موڑ کر وہ دل چاہئے وہ جگر چاہئے

رباعیات

(۱)

مارا تو عشق کی نظر سے مارا ہنس کر پھر آنکھوں کا بنایا تارا
در پر اپنے بلا کے دل پر اس نے عشق والفت کا پھر بہایا دھارا

(۲)

خود سے خود میں کروں نظارہ اپنا کیسا ہے عشق کا ستارا اپنا
جیتے جی جانِ جان کو مَیں دیکھوں کرتا وہ کیسے ہے اِشارہ اپنا

(۳)

دل میں اک رنگ سنگ کرتا ہے جب ہٹتا ہے پردہ دل کے اوپر سے سب
کر مجھ پر اور کرکرم اپنا تو روشن ہو جائے میری ظلمت کی شب

(۴)

چل کر آئی ہے صبا مدینہ سے آج عاشق سے ہے کہتی اس کے سینہ سے آج
اپنے سینہ میں بسالے اے عاشق مجھ کو آئی ہے یہاں وفا کے زینہ سے آج

(۵)

آئی دل پہ جو ہوا مدینہ کی آج تب اچھی ہوئی ادا یہ سینہ کی آج
قلقل کی صدا سدا سے کہتی ہے سب کو سنتے ہو سنو مرے یہ مینا کی آج

(۶)

تجھ پر قربان جان عبدالقادر الفت کی تو ہے شان عبدالقادر
سلطانِ دوجہاں کی یادوں میں گم رہتی ہے تیری جان عبدالقادر

(۷)

روحانیت کی جان عبدالقادر کہتی ہیں سب زبان عبدالقادر
کی ایسی تم نے بندگی بندوں میں کہ تیرا ہے نشان عبدالقادر

☆☆☆

۸

اونچی ہے تیری شان عبدالقا در غم ہے تیرا پریشان عبدالقادر
عظمت تیری عیاں ہے دوعالم میں تجھ کو تو ہے امان عبدالقادر

۹

دل میں ہے جوملال عبدالقادر کردو اس کو حلال عبدالقادر
پھر نہ آئے یہاں نظر پھر پھر کر کردو ایسا دھمال عبدالقادر

۱۰

سوکھا ہے حلق آہ عبدالقادر ہنستی ہے خلق آہ عبدالقادر
آجاؤ جان میری دیکھو جاں میں کس نے کیا سَلَق آہ عبدالقا در

۱۱

کردو ایسی نگاہ عبدالقادر پلٹے مومن پہ جاہ عبدالقادر
کرتے یلغار ہیں ہنود و کافر روکو اے میرے شاہ عبدالقادر

۱۲

کتنے اچھے ہیں کھلے محبت کے پھول رہتے ہیں جو سینے میں وہ الفت کے پھول
چل کر طیبہ میں بنالیں ہم قسمت اپنی قسمت پر نثار ہوں گے برکت کے پھول

۱۳

ہائے دنیا ترے لئے دنیا میں کیا کیا کیا، کیا نہ کیا کئے دنیا میں
تیری خاطر جہاں میں پھر پھر کر رنج وغم دکھ کے خوں پیے دنیا میں

۱۴

کُل میں جز میں یہاں وہاں پر ہے تو دل میں جاں میں عیاں نہاں پر ہے تو
دم میں خم میں خوشی الم پر ہے تو تو ہی جانے کہاں کہاں پر ہے تو

۱۵

تیرا اعلیٰ مقام میرے خواجہ تجھ پہ میرا اسلام میرے خواجہ
پیتی ہے در سے تیرے دنیا ساری مجھ کو بھی دیدو جام میرے خواجہ

(۱۶)

در پر اپنے کبھی بلاتے خواجہ   اپنی چوکھٹ کبھی دکھاتے خواجہ
گم ہو جاتا سدا تری الفت میں   الفت کا جام جو پلاتے خواجہ

(۱۷)

ہر جانب شور ہے ہمارے خواجہ   رب کے محبوب ہیں پیارے خواجہ
لاکھوں ارمان لئے آئے ہیں ہم   تم تو ہو چاند ہم ستارے خواجہ

(۱۸)

آنکھوں کے اشک ہی بنیں گے موتی   ایسا ہی سوچ کر خودی ہے روتی
روتے روتے کہاں چلی آئی ہے   رنج و غم میں نہیں کبھی ہے سوتی

(۱۹)

منزل آسان گر ولا کی ہوتی   خود پر پھر نہ گزر بلا کی ہوتی
خود سے کرتا سوال تو کچھ ایسا   مقصد تیرا نہ گر خطا کی ہوتی

(۲۰)

ایسی برسی گھٹا تری رحمت کی   ہر گھر سے آئی صدا برکت کی
مجھ پر در سارے کھول دے تو اپنے   عشق و الفت ولا و فا چاہت کی

(۲۱)

یہ ہندستان میرے خواجہ کا ہے   سب دھن کی کان میرے خواجہ کا ہے
کہتی ہے مانتی ہے دنیا ساری   بٹتا عرفان میرے خواجہ کا ہے

(۲۲)

میری صورت تجھے اگر بھا جائے   سر پر رحمت بھری گھٹا چھا جائے
تیری ہی جستجو میں مَیں مر جاؤں   تو چاہے مجھ میں ایسی خو آجائے

(۲۳)

تیرا دیدار جو کبھی ہو جائے   غم کا خانہ خراب بھی ہو جائے
پردہ دل سے اٹھے تو یہ جان و دل   اپنا آئینہ سا سبھی ہو جائے

لاکھوں سلام

مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

دُورونزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دَم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا
موج بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروزِ ساعت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے
طفیل حضرت مولانا ادریس رضوی
صاحب کے قلم حق رقم میں مزید طاقت
وقدرت عطا فرمائے اور ان کے اس
شعری لوازم کی خدمات کو درجۂ قبولیت
عطا فرمائے اور ہم کو ان کے اِس عظیم
فن کارنامے کے مطالعے کی توفیق
مرحمت فرمائے ، آمین بجق طٰہٰ و یٰسین

(پروفیسر ڈاکٹر کے محمد عبدالحمید
اکبر ایم ،اے ۔پی ایچ ڈی .. صدر شعبۂ
اردو و فارسی ،گلبرگہ ۔یونیورسٹی ،گلبرگہ
،کرناٹک